مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی [illegible]

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA

یا عباسؑ

۷۸۶

۱۱۰-۹۲

یا صاحب الزماںؑ ادرکنی

DvD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(جلد ۱۳)

مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ وتحشیہ

فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

ناشر

مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

نام کتاب	:	مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ
جلد	:	تیرہ
تالیف	:	محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ وتحشیہ	:	فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی، سرگودھا، پاکستان
کمپوزنگ	:	غلام حیدر (میکسیما کمپوزنگ سینٹر، موبائل:03465927378)
طباعت	:	میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
ناشر	:	مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
طبع اول	:	ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ ۔ دسمبر ۲۰۰۸ء
ہدیہ	:	۲۵۰ روپے
تعداد	:	۱۱۰۰

ملنے کے پتے

اسلامک بک سینٹر

مکان نمبر 362-C، گلی نمبر 12، G-6/2

اسلام آباد۔ فون:2870105

معصوم پبلیکیشنز بلتستان

منٹھوکھا، علاقہ کھرمنگ، سکردو، بلتستان

موبائل:0346-5927378

ای میل:maximahaider@yahoo.com

مکتبۃ السبطین

۲۹۶/۹۔ بی بلاک، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

فہرست مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (جلد ۱۳)

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
	کتاب الھبات	۲۸۰
	ھبہ کے ابواب	
	(اس سلسلہ میں کل بارہ (۱۲) باب ہیں)	
۱	جس سے کچھ لینا ہو اسے وہ مال ھبہ کیا جا سکتا ہے اور اس کا نام ابراء ہے اور یہ لازم ہے اس سے رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔	۲۸۰
۲	اگر کسی شخص نے کسی شخص سے کچھ لینا ہو۔ اور وہ کسی اور شخص کو ھبہ کر دے (اور اس کی وصولی سے پہلے) پھر اسے ھبہ کر دے جس سے لینا تھا تو دوسرا ھبہ صحیح ہوگا۔	۲۸۱
۳	صدقہ میں قصد قربت شرط ہے۔ مگر ھبہ و بخشش میں یہ شرط نہیں ہے۔	۲۸۱
۴	قبضہ سے پہلے ھبہ لازم نہیں ہوتا۔ اور اگر ھبہ کرنے والا قبضہ سے پہلے مر جائے تو ھبہ باطل ہو جائے گا اور ھبہ کرنے والے کا اپنے صغیر السن بیٹے کی طرف سے قبض کرنا کافی ہے۔	۲۸۲
۵	جب ھبہ یا صدقہ والدین یا اولاد کو دیا جائے اور قبضہ بھی دیا جائے یا اولاد صغیر السن ہو تو رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔	۲۸۳
۶	اگر رشتہ داروں کو ھبہ کیا جائے تو اس میں رجوع جائز نہیں ہے۔	۲۸۴
۷	زن و شوہر کا ایک دوسرے کو کوئی چیز ھبہ کر کے رجوع کرنے کا حکم؟ اور شوہر کی اجازت کے بغیر زوجہ کے ھبہ کرنے کا حکم؟	۲۸۵
۸	قبضہ کے بعد اور ھبہ کردہ چیز کے تلف ہو جانے کے بعد رجوع جائز نہیں ہے۔	۲۸۵
۹	ھبہ معوضہ میں رجوع جائز نہیں ہے اور غیر معوضہ میں جائز ہے جبکہ یہ شرط مقرر کر لی جائے۔	۲۸۶
۱۰	چند مستثنیٰ صورتوں کے سوا ھبہ قبضہ سے پہلے اور اس کے بعد بھی واپس لیا جا سکتا ہے مگر مکروہ ہے۔	۲۸۶
۱۱	عطاء و بخشش میں بعض اولاد کو بعض پر اور بعض عورتوں کو بعض عورتوں پر فضیلت دینا جائز ہے جب انہیں کوئی خصوصیت حاصل ہو اور اس کے بغیر مکروہ ہے۔	۲۸۷
۱۲	مشترکہ چیز کا (تقسیم سے پہلے) ھبہ کرنا جائز ہے۔	۲۸۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پھلوں کی بیع وشراء کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل پندرہ (۱۵) باب ہیں)

باب ۱

بدوِصلاح یعنی پھل کے سرخ یا زرد ہونے سے یا انگور کا دانہ بندھنے سے پہلے صرف ایک سال کیلئے پھلوں کا فروخت کرنا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے۔ لیکن بدوصلاح سے پہلے اور اس کے ظاہر ہونے کے بعد ایک سال سے زائد مدت کیلئے ان کی بیع وشرا جائز ہے۔

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید (ابن یزید، ثعلبہ بن یزید) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا تازہ کھجوروں کو دو یا تین حصوں میں کر کے فروخت کیا جائے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے! راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس قسم کے چیزوں کے بارے میں متعدد سوال کئے۔ مگر امامؑ نے ہر بار فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: اصلحک اللہ! میں نے بہت سے سوال کئے اور آپؑ نے ہر بار فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے حیا دامنگیر ہوتی ہے کہ ہمارے ہاں تو ایسے لوگ موجود ہیں جو اس قسم کی بیع وشرا کو باطل قرار دیتے ہیں! فرمایا: میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کھجور کے بارے میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سنی ہوگی...... (امامؑ کا سلسلۂ کلام یہاں تک پہنچا تھا کہ) پھر ایک شخص میرے اور آپؑ کے درمیان حائل ہوگیا۔ تو میں نے محمد بن مسلم سے کہا کہ وہ آنجنابؑ سے کھجور کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے بارے میں استفسار کریں؟ (چنانچہ انہوں نے دریافت کیا) امامؑ نے فرمایا: ایک بار آنحضرتؐ گھر سے برآمد ہوئے اور لوگوں کا شور وغوغا سنا! فرمایا: یہ کیسا شور ہے؟ عرض کیا گیا کہ لوگوں نے کھجور کے عوض بیع وشرا کی تھی۔ اور اس سال کھجور پھلی ہی نہیں! پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگ ایسا کریں تو تم ایک سال کے لئے کھجور نہ خرید و جب تک

اس میں کچھ (پھل) نکل نہ آئے۔ مگر آپؑ نے اسے حرام قرار نہیں دیا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کھجور، انگور اور دیگر پھلوں کا تین یا چار سال کے لئے خریدنا کیسا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ تم کہہ سکتے ہو کہ اگر اس سال پھل نہیں لگا تو اگلے سال لگ جائے گا! اور اگر صرف ایک سال کے لئے خریدو تو پھر تب تک نہ خریدو۔ جب تک پھل اپنی انتہا کو نہ پہنچ جائے۔ اور اگر تین سال کے لئے خریدو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک مخصوص زمین کا مخصوص پھل خریدا۔ اور وہ پھل خراب ہو گیا۔ تو؟ فرمایا: اسی قسم کے ایک معاملہ میں لوگوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا۔ اور وہ برابر جھگڑ رہے تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جھگڑے کو دیکھا تو فرمایا: جب تک پھل برآمد نہ ہو تب تک نہ خریدا کریں۔ مگر اسے حرام قرار نہ دیا۔ (الفروع، الفقیہ، العلل، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حسن بن علی الوشاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کھجور پھلدار ہو جائے تو آیا اس کا فروخت کرنا جائز ہے؟ فرمایا: جب تک اس کا پھل سرخ یا زرد نہ ہو جائے تب تک اس کی فروخت جائز نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

۴۔ ربعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بصرہ میں میری کچھ کھجوریں ہیں مَیں ان کو مقررہ قیمت پر فروخت کرتا ہوں اور اس میں ایک کُر (خاص وزن) یا چند عدد کھجوریں مستثنیٰ قرار دیتا ہوں؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے! میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں! دو سال کے لئے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! ہمارے ہاں تو یہ سخت مسئلہ ہے؟ فرمایا: اگر تم یہ کہتے ہو جبکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حلال قرار دیا ہے)۔ تو تم ظالم قرار پاؤ گے۔ فرمایا: کوئی پھل اس وقت تک فروخت نہ کیا جائے جب تک اس کا بدوصلاح (سرخ یا زرد) نہ ہو جائے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ علی بن ابوحمزہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے (کھجوروں کا) باغ خریدا ہے جس میں کوئی کھجور ایسا نہیں ہے جس کے پھل نے رنگ پکڑا ہو۔ بلکہ تمام سبز ہے۔ فرمایا: اس وقت تک باغ نہ خریدا جائے جب تک اس کا رنگ (سرخ یا زرد) نہ ہو جائے۔ (ایضاً)

۶۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ انگور کی خرید کب

جائز ہوتی ہے؟ فرمایا: جب اس کا گچھا بن جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک سال کے لئے کھجور (کا درخت) اس وقت تک نہ خریدو جب تک وہ کھانے کے قابل نہ ہو۔ اور اگر دو سال کے لئے خریدنا چاہو تو بے شک ایسا کرو۔ (کہ اگر اس سال نہ پھلی تو دوسرے سال پھلے گی)۔ (التہذیب، والاستبصار)

۸۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص کھجور یا کوئی دوسرا پھل اس کے ظہور سے پہلے ایک سال کے لئے خریدنا چاہے تو؟ فرمایا: نہ خریدے یہاں تک وہ پھلدار ہو جائے اور اس کا پھل آفت زدہ ہونے سے محفوظ ہو جائے! پس جب وہ ثمر آور ہو جائے تب چاہو تو چار سال کے لئے خریدو اور چاہو تو صرف اس سال کے لئے یا اس سے کم وبیش کے لئے خریدو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (اس حدیث میں جو ایک سال سے زائد مدت کے لئے جواز کو ظہور ثمرہ سے مشروط قرار دیا گیا ہے تو) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے ورنہ اس سے پہلے بھی جائز ہے۔

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے سرخ وزرد ہونے سے پہلے پھلوں کی خرید وفروخت کی ممانعت فرمائی ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابوعبید القاسم بن سلام اسناد متصل کے ساتھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ''بیع مخاضرہ'' کی ممانعت فرمائی۔ یعنی پھل کے بدوصلاح (اس کے رنگ پکڑنے سے پہلے اس کی خرید وفروخت کی) جبکہ وہ ہنوز سبز ہو اور اس ممانعت میں کھجوریں اور سبزیاں وغیرہ بھی داخل ہیں۔ (معانی الاخبار)

۱۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادخود جناب علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ کھجور کے برآمد ہونے سے پہلے اس کی بیع سلم جائز ہے؟ فرمایا: کھجور میں بیع سلم جائز نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۱۲۔ دوسری روایت میں اسی سوال کے جواب میں یوں فرمایا: نہیں۔ مگر یہ کہ خریدار تم سے یہ مخصوص کھجور خریدے۔ یعنی مقررہ مقدار تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ پھر پوچھا: آیا گندم میں بیع سلم جائز ہے؟ فرمایا: اگر خریدار تم سے مخصوص مقدار خریدے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ پھر پوچھا کہ آیا ایک سال کے لئے کھجور کا خریدنا جائز ہے؟ فرمایا: جب تک پھل برآمد نہ ہو (اور رنگ نہ پکڑے) تب تک نہ خریدی جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممانعت والی حدیثوں کو حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے کراہت پر محمول کیا ہے۔

باب ۲

جب باغ کے بعض حصہ کا پھل پک جائے تو اس کے تمام پھل کا فروخت کرنا جائز ہے۔ اور یہی حکم ایک علاقہ کی زمین کے بعض پھلوں کا ہے (کہ بعض کا پک جائے تو سب کا فروخت کرنا جائز ہے)۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی باغ میں مختلف قسم کے پھل ہوں اور ان میں سے بعض پک جائیں تو پھر (اس کے ساتھ) سب کے فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ اسماعیل بن فضل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پھل کے پکنے سے پہلے اس کے فروخت کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب اس شخص کا اس زمین میں کچھ غلہ پک چکا ہو۔ تو اس کے ساتھ سب پکے اور کچے پھل) کا فروخت کرنا جائز ہے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک ایسا باغ خریدا ہے جس میں کچھ کھجور کے درخت ہیں۔ اور کچھ اور چیزوں کے پھر ان میں سے بعض کا پھل پک چکا ہے اور بعض کا ہنوز نہیں پکا تو؟ فرمایا: جب بعض کا پھل پک چکا ہے تو پھر اس (باغ کے) خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ پھل کی خرید وفروخت کب جائز ہوتی ہے؟ فرمایا: جب ایک ہی جگہ پر بہت سے پھل ہوں۔ اور ان میں سے بعض پک جائیں تو پھر سب کا فروخت کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ پس اگر تو پھل ایک ہی قسم کا ہو تو پھر اس کی فروخت جائز نہیں ہے۔ جب تک سب نہ پک جائے اور اگر مختلف قسم کے ہوں تو جب تک ہر ہر قسم تیار نہ ہو جائے تب تک اس قسم کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ ضابطہ کے خلاف ہے اس لئے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب وہ پھل علیحدہ علیحدہ مقامات پر ہوں۔ نیز اسے استحباب پر حمل

کرنے کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ نیز عنقریب بیان کیا جائے گا کہ کچے پھل کا کسی چیز کے ضمیمہ کے ساتھ فروخت کرنا بھی جائز ہے۔

باب ۳

پھل کے بدو صلاح (سرخ یا زرد رنگ پکڑنے) سے پہلے کسی چیز کے ضمیمہ کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ آیا پھل کا شگوفہ نکلنے سے پہلے اس کا فروخت کرنا جائز ہے؟ فرمایا: نہ۔ مگر یہ کہ اس کے ہمراہ کوئی کھجور یا سبزی وغیرہ خریدے۔ اور یوں کہے کہ میں تم سے اس قدر و قیمت کے عوض یہ تازہ کھجور اور کھجور کا یہ درخت خریدتا ہوں۔ پس اگر اس درخت پر پھل نہ لگا تو خریدار کی رقم اس تازہ کھجور اور سبزی کی قیمت قرار پا جائے گی۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک دیہات ہے جس میں چکی ہے، نخلستان ہے، باغ ہے، زراعت ہے اور تازہ کھجور ہے۔ آیا میں اس کا غلہ خرید سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۳۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب تک زراعت (گندم یا جو) کی بالی نہ نکلے تب تک اسے نہ خریدو۔ ہاں البتہ اگر اصل زراعت کو بھی اس کے ساتھ خریدو۔ یا پھل کے ساتھ اصل درخت خرما کو بھی خریدنا چاہو تو پھر (بالی یا شگوفہ کے نکلنے سے پہلے بھی) اس کے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴

پختہ کھجور یا اس جیسے (پھل جو موسم میں کئی بار لگتے ہیں) کا ایک بار یا کئی بار اتارنے اور مہندی یا توت کے پتوں وغیرہ کا ایک بار یا کئی بار کاٹنے پر فروخت کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ثعلبہ بن زید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

محمد باقر علیہ السلام سے پختہ کھجور کے بارے میں سوال کیا کہ اگر اسے دو یا تین بار اتارنے پر فروخت کیا جائے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس قسم کی کئی چیزوں کے بارے میں سوال کیا۔ مگر امامؑ نے ہر سوال کے جواب میں فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سماعہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے درخت (جیسے مہندی اور توت وغیرہ) کے پتوں کے بارے میں سوال کیا؟ کہ آیا اسے تین یا چار بار کاٹنے پر خریدنا جائز ہے؟ فرمایا: جب تم درخت کے اوپر پتے دیکھ لو تو جتنی بار چاہو کاٹنے پر خرید سکتے ہو۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ معاویہ بن میسرہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تازہ کھجور کے بارے میں سوال کیا کہ اسے ایک بار اور اس کے بعد چند بار اتارنے پر بیچنا کیسا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر فرمایا: میرے والد ماجدؑ ورقِ حنا کو اتنے اتنے بار کاٹنے پر فروخت کرتے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵

قیمت مقرر کئے بغیر پھل کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس کچھ پھل ہے۔ میں اسے بیس دینار دیتا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ جب تمہارا پھل کسی قابل ہوگا تو وہ اس رقم کے عوض میرا ہے۔ اگر تم راضی ہو گئے تو میں لے لوں گا۔ اور اگر تم راضی نہ ہوئے تو میں چھوڑ دوں گا؟ فرمایا: آیا تم بلا شرط اسے یہ رقم نہیں دے سکتے؟ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! وہ کچھ مقرر نہیں کرتا۔ اس کی نیت کیا ہے؟ خدا بہتر جانتا ہے؟ فرمایا: جب اس کی نیت یہ ہے تو پھر ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پھل خریدنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب وہ کسی قابل ہو جائے! تو اس کے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں اور اس سے قبل باب ۱۸ از تقدیر ثمن

میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶

کھجور پر خرما کا دوسرے خرما کے عوض اور انگور کی بیل پر موجود انگور کا دوسرے خشک انگور کے عوض فروخت کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے دوسرے سے کہا تھا کہ تو اس درخت خرما کا پھل دو قفیز (مخصوص پیمانہ) یا اس سے کم و بیش خرما کے عوض مجھے فروخت کردے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر فرمایا: ایک ہی کھجور کا خرما اور اس کی رنگ پکڑنے والی تازہ کھجور کے (ایک دوسرے کے عوض) فروخت کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر کھجور اور تازہ رنگ پکڑنے والی کو مخلوط کر دیا جائے تو پھر درست نہیں ہے۔ اور تازہ اور خشک انگور کا بھی یہی حکم ہے۔ (کہ ان کا باہم فروخت کرنا جائز ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ یعقوب بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے سو کرّ (ایک خاص وزن) کھجوریں لینی تھیں۔ اور اس کے پاس کچھ درخت خرما ہیں۔ یہ اس سے جا کر کہتا ہے کہ میں نے تم سے جو کھجوریں لینی ہیں ان کے عوض مجھے یہ کھجوریں دے دے؟ راوی کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام نے اسے ناپسند فرمایا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوالصباح کنانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے پندرہ وسق (ایک خاص وزن) خرما لینے تھے۔ اور اس (دہکار) کے پاس کچھ درخت خرما تھے۔ تو اس نے اس (لینے والے) شخص سے کہا تو اپنے خرما کے عوض میری ان کھجوروں پر جو پھل ہے وہ لے لے! مگر اس شخص نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔ تو یہ شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! فلاں شخص نے مجھ سے پندرہ وسق خرما لینے ہیں۔ تو آپؐ اس سے بات کریں۔ کہ ان کے عوض جو کچھ میری کھجوروں پر (پھل) ہے وہ لے لے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو بلوا بھیجا۔ اور اس سے فرمایا کہ اپنے خرما کے عوض اس کی کھجوروں کا پھل لے لے۔ اس نے کہا: یہ پھل میرے خرما کے برابر نہیں ہے۔ الغرض اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور والے شخص سے کہا: اپنی

کھجوروں کا پھل کاٹ کر لا۔ چنانچہ وہ کاٹ کر لایا۔ تو وہ پورا پندرہ وسق تھا۔ ابن رباط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب ربیعۃ الرائے (امام مالک کے استاد) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی تو اس نے کہا: یہ تو ربا (سود) ہے۔ راوی نے کہا: میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ وہ (ربیعۃ الرائے) جھوٹوں میں سے ہے! امامؑ نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ از ربا میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷

خریدار کے لئے قبضہ سے پہلے اور قیمت ادا کرنے سے پہلے پھل کا آگے منافعہ پر فروخت کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم کرخی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں نے ایک شخص کے ہاتھ کھجوریں چند درہموں کے عوض فروخت کیں اور اس نے ہنوز نہ قیمت ادا کی تھی اور نہ ہی میں نے اسے قبضہ دیا تھا کہ اس نے آگے انہیں نفع پر فروخت کر دیا تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیا وہ قیمت کی ادائیگی کا ضامن نہیں ہے؟ عرض کیا: ہاں ہے! فرمایا: پھر نفع اسی کا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کوئی پھل خریدتا ہے۔ اور قبضہ سے پہلے اسے آگے نفع پر فروخت کر دیتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگر اسے نفع ملتا ہے تو فروخت کر دے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۶ از احکام عقود میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸

(اتفاقاً) راہ گزر کیلئے پھلوں کا کھانا جائز ہے۔ اگرچہ تاجروں نے انہیں خریدا ہو۔ بشرطیکہ اسی قصد سے وہاں سے نہ گزرے، اور پھل کو خراب بھی نہ کرے اور ساتھ اٹھا کر بھی نہ لے جائے اور پھلدار درخت کے پھلنے کے وقت اسکے اردگرد اپنی دیواروں کا بنانا مکروہ ہے جو گزرنے والوں کیلئے رکاوٹ بنیں۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی آستین میں (راہ گزرتے ہوئے) پھل چرایا تھا! فرمایا تھا کہ وہ جو کچھ وہاں کھائے گا اس میں اس کے لئے کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور جو کچھ اٹھا کر ہمراہ (گھر) لے جائے گا اس پر اسے تعزیر بھی لگائی جائے گی اور دوگنی قیمت بھی ادا کرے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب علی بن جعفرؒ اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کسی پھلدار درخت کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ اس سے کھا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! اور اسی لئے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (پھل دار درخت کے اردگرد) دیواریں بلند کرنے کی ممانعت فرمائی ہے جو پھل کو چھپا لیں۔ (بحار الانوار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کھجور، سنبل اور کسی اور پھل کے پاس سے گزرتا ہے تو آیا اس کے لئے مالک کی اجازت کے بغیر ضرورت کے تحت یا بلاضرورت اس سے کھانا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ محمد بن مروان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کسی پھل کے پاس سے گزرتا ہوں اور اس سے کچھ کھاتا ہوں تو؟ فرمایا: ہاں کھا مگر ہمراہ اٹھا کر نہ لے جا۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! تاجروں نے وہ نقد قیمت ادا کرکے خریدا ہے تو؟ فرمایا: کیا انہوں نے وہ کچھ (حق المرور) خریدا ہے جو ان کا نہیں ہے؟ (ایضاً)

۵۔ یونس چند آدمیوں سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کسی ایسے باغ کے پاس سے گزرتا ہے جس کے اردگرد دیوار کھنچی ہوئی ہے یا نہیں کھنچی ہوئی۔ آیا وہ اس کا پھل کھا سکتا ہے۔ اور اسے اس کے کھانے پر صرف خواہش نفس اکساتی ہے ورنہ اس کے پاس اس قدر (مال) ہے کہ وہ اس کا محتاج نہیں ہے۔ اور آیا وہ بھوک کی وجہ سے کھا سکتا ہے؟ فرمایا (بہرحال) اگر کھائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ ہمراہ اٹھا کر نہ لے جائے اور اسے خراب بھی نہ کرے۔ (التہذیب)

۶۔ مروک بن عبید بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کسی زراعت کے پاس سے گزرتا ہے اور اس سے ایک بالی توڑ لیتا ہے تو؟ فرمایا: نہ۔ (توڑے) اس نے عرض کیا: ایک بالی کیا چیز ہے؟ فرمایا: اگر ہر گزرنے والا ایک ایک بالی توڑتا جائے تو نتیجہ یہ

نکلے گا کہ باقی کچھ بھی نہیں بچے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب گزرنے والوں کی کثرت کی وجہ سے فصل کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔ یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب گزرنے والا اسے ہمراہ لے جائے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کراہت پر محمول ہو۔

۷۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی فصل، کھجور، انگور یا کسی اور درخت اور خربوزہ وغیرہ جیسے پھل کے پاس سے گزرتا ہے آیا اس کے لئے مالک کی اجازت کے بغیر اس سے کھانا جائز ہے؟ یا جب مالک منع کردے تو پھر کیا حکم ہوگا؟ یا اس کا نگران اسے اجازت دے تو پھر کیا کیفیت ہوگی؟ الغرض وہ کس صورت میں کھا سکتا ہے؟ فرمایا: اس کے لئے اس سے کچھ لینا حلال نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے کراہت پر محمول کیا ہے اور ہمراہ اٹھا کر لے جانے پر اگرچہ فی الحال کھانا جائز ہے۔ کما مر۔

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص باغات کے پاس سے گزرے اس کے لئے ان کا پھل کھانا جائز ہے لیکن اپنے ہمراہ اٹھا کر نہ لے جائے۔ (الفقیہ)

۹۔ محمد بن جعفر اسدی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب محمد بن عثمان عمری کی خدمت میں چند مسائل بھیجے اور ناحیۂ مقدسہ کی طرف سے ان کے جوابات موصول ہوئے۔ منجملہ ان مسائل کے ایک سوال و جواب یہ تھا کہ تم نے جو ہمارے مال میں سے پھلوں کے بارے میں سوال کیا ہے کہ آیا گزرنے والے کے لئے ان سے کھانا حلال ہے؟ تو اس کے لئے کھانا تو حلال ہے۔ مگر ہمراہ اٹھا کر لے جانا حرام ہے۔ (کمال الدین، الاحتجاج)

۱۰۔ جناب ابن ادریس حلیؒ کتاب مسائل الرجال سے نقل کرتے ہیں کہ داؤد صرمی نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے جو مسائل دریافت کئے ان میں سے ایک مسئلہ یہ تھا کہ ایک شخص کسی باغ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مالک کی اجازت کے بغیر اس کا پھل کھا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (السرائر)

۱۱۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص پھل کے پاس سے گزرے تو اس کے لئے اس میں سے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ اسے خراب نہ کرے۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے باغات کے اردگرد دیواریں بنانے کی اسی لئے ممانعت فرمائی تھی تاکہ گزرنے والے پھل کھا سکیں۔ اور جب آپ کی

کھجوریں پک جاتی تھیں تو گزرنے والوں کی خاطر اب دیواریں گرا دیتے تھے۔ (المحاسن، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷ و ۱۸، از زکوۃ غلات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الاطعمہ (نمبر ۸۱) میں اور باب الحدود (باب ۱۸) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور جناب ابن ادریس نے اس کے جواز پر اجماع اور احادیث متواترہ کے وجود کا دعویٰ کیا ہے۔

باب ۹

جڑوں کا فروخت کرنا جائز ہے اور اس شخص کا حکم جو کوئی درخت خرما اس لئے خریدے کہ اس کے تنے سے فائدہ حاصل کرے مگر وہ اسے بحالہ چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ پھل لائے؟ اور اس شخص کا حکم جو بور والی کھجور خریدے کہ اس کا پھل کس کا ہوگا؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہارون بن حمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے درخت خرما خریدا تاکہ اسے کاٹ کر اس کے تنے سے فائدہ اٹھائے مگر وہ درخت کو اپنی حالت پر چھوڑ کر کہیں غائب ہو گیا۔ اور اس وقت آیا جب درخت ثمر آور ہو چکا تھا؟ فرمایا: وہ پھل اسی (خریدار) کا ہے جس طرح چاہے اس میں تصرف کرے مگر یہ کہ اصلی مالک نے اسے پانی سے سیراب کیا ہو اور اس کی نگرانی کی ہو۔ (کہ اس صورت میں وہ پھل اسی کا متصور ہوگا)۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ معاویہ بن عمار ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم درخت خرما کو خریدو جبکہ اس پر کچھ (پھل، پھول) نہ ہو تو اس کے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے احکام عقود (باب ۳۲) میں بور والی کھجور کا حکم گزر چکا ہے۔

باب ۱۰

جب کوئی درخت خرما یا کوئی اور فصل دو آدمیوں کی مشترکہ ہو تو ان میں سے ہر ایک کے لئے جائز ہے کہ ایک مخصوص وزن دے کر دوسرے ساتھی کا حصہ اپنی تحویل میں لے لے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ دو شخص ہیں۔ اور ان کی ملکیت میں

ایک درخت خرما ہے اور ان میں سے ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ دو باتوں میں سے ایک اختیار کر۔ یا تو اتنے اتنے وزن (خرما) پر یہ درخت لے لے اور اس وزن کا نصف مجھے دے دے۔ کم ہو یا زیادہ۔ یا اتنے وزن پر میں درخت لے لیتا ہوں۔ (اور تو اس کا نصف مجھ سے لے لے) تو؟ فرمایا: ہاں۔ (جائز ہے) اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ انہیں ان کے والد ماجد نے بتایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب جنگ خیبر فتح کی تو اس کی زمین اور نخلستان کو ان کی (آمدنی کی) نصف پر ان لوگوں کے قبضہ میں رہنے دیا۔ پس جب پھل پک گئے تو آنحضرتؐ نے عبداللہ بن رواحہ کو ان کے پاس بھیجا۔ اور انہوں نے (آمدن کا) تخمینہ لگایا۔ اور یہود سے کہا کہ تمہیں اختیار ہے یا تو تم یہ تمام پھل اپنے پاس رکھو۔ اور اس کا نصف ہمیں دے دو یا ہم لے لیتے ہیں اور اس کا نصف ہم تمہیں دے دیتے ہیں۔ اس پر یہود نے کہا اسی (عدل وانصاف) پر زمین وآسمان قائم ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ محمد بن عیسیٰ اپنے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے پاس کچھ کاشت والی زمین ہے۔ ہم اسے مزارعت پر دیتے ہیں اور (فصل پکنے پر) وہ لوگ ہمارے پاس آتے ہیں کہ ہم نے اس (فصل) کا اس قدر تخمینہ لگایا ہے تو تم یہ فصل ہمیں دے دو۔ اور ہم ضامن ہیں کہ جو تمہارا حصہ ہے وہ ہم ادا کر دیں گے؟ امامؑ نے فرمایا: فصل پک چکی ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے! عرض کیا: اس کے بعد پھر مزارع آتا ہے اور کہتا ہے کہ فصل میرے تخمینہ سے کم ہوئی ہے۔ (لہٰذا تم کم حصہ لو)۔ تو؟ امامؑ نے فرمایا: اور اگر وہ فصل اس کے اندازہ سے زائد ہوتی تو کیا وہ زائد حصہ تمہیں دیتا؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: پس تم اس تخمینہ کے مطابق اپنا پورا حصہ لو۔ پس جس طرح اگر تخمینہ سے فصل زیادہ ہوتی تو اس (مزارع) کی تھی تو اسی طرح اگر کم ہوئی ہے تو بھی اسی کی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے مزارعت کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا؟ فرمایا: خرچہ تمہارا ہوگا۔ زمین مالک کی ہوگی۔ پھر جو کچھ خدا پیدا کرے گا اس سے شرط کے مطابق (نصفا نصف یا کم وبیش) تقسیم کیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (فتح کے بعد) خیبر والی زمین ان لوگوں کو دی تھی کہ وہ اسے آباد کریں گے اور پھر جو آمدن ہوگی اسے نصفا نصف باہم تقسیم کریں گے۔ پس جب فصل تیار ہوگئی تو عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا۔ .... (تا آخر روایت نمبر ۲)۔ .... (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب المزارعہ (باب ۱۴) میں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

فصل پر بالی نکلنے سے پہلے دانوں کے علاوہ صرف فصل کو فروخت کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے اور اگر کوئی شخص سبز چارا خریدے تو پیشگی شرط یا مالک کی اجازت سے اسے بحال رکھنا یہاں تک کہ اس کی بالی نکلے (اور پھر اسے کاٹا جائے) جائز ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص سبز فصل خریدے پھر اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ اس فصل کو کاٹے تو جائز ہے۔ اور اگر بالی نکلنے سے پہلے اسے حیوانات کو کھلا دے تو بھی جائز ہے۔ کیونکہ وہ اس وقت گھاس کی مانند ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ بکیر بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا سبز فصل کا خریدنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ نے یہی سوال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا۔ فرمایا: فصل کا اس کے سرسبز ہونے کی صورت میں خریدنا جائز ہے۔ (جبکہ اسے بطور چارا حیوانات کو کھلایا جاتا ہے) پھر اگر چاہو تو اسے بحالہ چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ اس کی بالیاں نکلیں پھر اسے کاٹو۔ اور اگر چاہو تو سرسبز ہونے کی شکل میں اور بالی نکلنے سے پہلے اپنے گھوڑے گدھے کو کھلا دو۔ لیکن جب اس کی بالیاں نکل آئیں تو پھر بطور چارا (بالکل) نہ کھلاؤ۔ کیونکہ یہ فساد ہے۔ (ایضاً)

۴۔ معلی بن خنیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں فصل خریدتا ہوں؟ فرمایا: ہاں جب بقدر ایک بالشت ہو تو پھر درست ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے (کہ اگر دانے کے لئے خریدو) تو پھر کوئی فصل اس وقت تک نہ خرید جب تک اس پر بالیاں نہ نکل آئیں۔ ہاں اگر اصل فصل کو (بطور چارا) خریدو۔ تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے کراہت پر محمول کیا ہے۔

۶۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص بالی نکلنے

سے پہلے فصل خریدتا ہے۔ اور اسے کاٹتا نہیں۔ بلکہ اس کا ارادہ یہ بن جاتا ہے کہ اسے اپنی حالت پر باقی رکھے یہاں تک کہ وہ گندم ہے یا جو اس کی بالیاں نکلیں (اور پھر اسے کاٹے) اس طرح اس کا خراج اس کے (اصلی) مالک پر ہوگا۔ یا کام کرنے والے (خریدار) پر۔ اور آیا ایسا کرنا جائز ہے؟ فرمایا: اگر تو اس نے خریدتے وقت پیشگی یہ شرط کر لی تھی کہ اسے اختیار ہوگا کہ چاہے تو کاٹ لے اور چاہے تو اسے بحال رکھے یہاں تک کہ اس کی بالیاں نکل آئیں (اور پھر پکنے پر کاٹے) تو پھر تو ٹھیک ہے ورنہ اسے بالیاں نکلنے تک باقی نہیں رکھنا چاہیئے۔ (کتب اربعہ والمقنع)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کو بروایت سماعہ از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اسی طرح نقل کیا ہے۔ البتہ اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ فرمایا: اور اگر خریدار اسے بحال رکھے گا تو (پکنے تک) کے اخراجات اور اس کا خراج اس کے ذمہ ہوگا۔ اور پھر جو کچھ حاصل ہوگا وہ اسی کا ہوگا۔ (کتب اربعہ)

باب ۱۲

فصل کے اس گندم کے عوض بیچنے کا حکم جو اس فصل کے علاوہ کہیں سے حاصل ہو۔ اور زمین کے اس سے حاصل شدہ یا کسی اور جگہ سے حاصل شدہ گندم کے عوض فروخت کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: نیز اگر وہ فصل جس کی بالیاں نکل چکی ہیں اور پک چکی ہوں اگر گندم کے عوض خریدی جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ حسن بن علی الوشاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین کی چند جریبیں اسی زمین سے حاصل شدہ سو کر گندم کے عوض خریدی ہیں؟ فرمایا: (یہ معاملہ) حرام ہے۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ میں اس سے زمین خریدتا ہوں۔ اور اس کے عوض اس زمین کے علاوہ حاصل شدہ گندم اور کچھ مخصوص ناپ دیتا ہوں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے زراعت کے بارے میں سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی مسلمان یا کافر ذمی کی مزارعت کی۔ اور اس پر کچھ مصارف بھی صرف کئے۔ مگر اب نقل مکانی یا کسی اور ضرورت کے تحت اس نے چاہا کہ اسے فروخت کر دے تو؟ فرمایا: ہاں (خریدار) چاندی کے عوض اسے خرید لے۔ کیونکہ اس (چاندی) کی اصل بھی تو خوراک ہی ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۳

کسی کھجور کا پھل اسی سے حاصل شدہ خرما کے عوض فروخت کرنا جسے بیع ''مزابنہ'' کہتے ہیں جائز نہیں ہے اور اسی طرح کسی فصل کا اسی سے حاصل شدہ دانوں کے عوض فروخت جسے ''بیع محاقلہ'' کہتے ہیں بھی جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع محاقلہ اور مزابنہ کی ممانعت فرمائی ہے۔ راوی نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟ فرمایا: محاقلہ کھجور کا پھل (اسی سے حاصل شدہ) خرما کے عوض اور مزابنہ گندم کی بالیوں کا (اسی سے حاصل شدہ) گندم کے عوض فروخت کرنے کا نام ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث مناہی میں بیع محاقلہ کی ممانعت فرمائی ہے۔ اور یہ خرما کی کشمش کے عوض فروخت کرنا ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شاید بیع محاقلہ کی یہ تفسیر بعض راویوں نے اپنی طرف سے بلا تحقیق کر دی ہے۔

۳۔ ابوعبید القاسم بن سلام اسانید متصلہ سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بیع محاقلہ اور مزابنہ کی ممانعت فرمائی ہے۔ پس محاقلہ یہ ہے کہ زراعت جبکہ ہنوز بالیوں میں ہو اسے گندم کے عوض اور مزابنہ یہ ہے کہ اس خرما کو جو ہنوز درخت کے اوپر ہو خرما کے عوض فروخت کیا جائے۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۱۲ وغیرہ) میں بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بظاہر اس کے منافی ہیں۔ (کہ ان سے جواز ظاہر ہوتا ہے) اور وہ اس صورت پر محمول ہیں کہ جب ثمن و مثمن میں اختلاف ہو۔ (یعنی اس کھجور کو دوسری کھجور کے عوض اور اس گندم کو دوسری گندم کے عوض فروخت کیا جائے)۔

باب ۱۴

بیع عریّہ تخمینہ سے خرما کے عوض جائز ہے اور اس سے مراد وہ درخت خرما ہے جو کسی اور شخص کے گھر میں ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع عرایا کی رخصت دی ہے۔ کہ درخت خرما کے پھل کا تخمینہ لگا کر خرما کے عوض خریدا جائے۔ فرمایا: عرایا عریہ کی جمع ہے اور اس سے مراد وہ درخت خرما ہے جو کسی کا ہو اور کسی کے گھر میں ہو۔ پس اس کے مالک کے لئے اس کے ذاتہ خرما کا تخمینہ لگا کر خرما کے عوض فروخت کرنا جائز ہے۔ جبکہ اس کے علاوہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع، کذافی معانی الاخبار)

باب ۱۵

بائع (فروخت کنندہ) کے لئے پھل میں سے چند مخصوص رطل یا چند مخصوص درخت مستثنیٰ قرار دینا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ربعی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو پھل فروخت کرتے وقت اس کی کچھ خاص مقدار مستثنیٰ قرار دے دیتا ہے۔ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس موقع پر آپ کا ایک غلام وہاں موجود تھا اس نے عرض کیا کہ آپؑ (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) اس طرح پھل فروخت کرتے ہیں اور اس میں سے کئی وسق مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔ امامؑ نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا۔ مگر اس کی بات کا انکار نہیں فرمایا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

حیوانات کی خرید و فروخت کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چھبیس (۲۶) باب ہیں)

باب ۱

ذمی کافروں کے غلاموں کا خریدنا جائز ہے جبکہ وہ ان کی غلامی کا اقرار کریں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے کفار ذمی کے غلاموں کے بارے میں سوال کیا۔ کہ آیا میں انہیں خرید سکتا ہوں؟ فرمایا: جب وہ (غلام) ان کی غلامی کا اقرار کریں تو پھر خرید سکتے ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ اسماعیل بن فضل بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل ذمہ (کفار) کے غلاموں کی خریداری کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب وہ ان کی غلامی کا اقرار کریں۔ تو پھر ان کو خرید بھی سکتے ہو اور ان سے نکاح بھی کر سکتے ہو۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹۶ از مما یکتسب بہ و باب ۲۸ از عقد ربیع میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جن (غلاموں) کو کوئی ظالم کفار حربی سے قید کرکے لائے اور جن کو چرا کر لائے ان کی خریداری جائز ہے۔ اگرچہ خصی ہوں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ نخاس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ (مسلمان) رومی۔ صقالیہ اور رومیوں پر حملہ کرکے ان کی اولاد یعنی بیٹوں اور بیٹیوں کو چرا کر لاتے ہیں۔ پھر لڑکوں کو خصی کر دیتے ہیں۔ پھر ان کو بغداد میں تاجروں کے پاس بھیج دیتے ہیں تو آپ ان کی خریداری کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ ان کے درمیان کوئی

جنگ واقع نہیں ہوئی۔ بلکہ ان لوگوں نے ان پر یلغار کی اوران کو چرا کر لے آئے؟ فرمایا: ان کی خریداری میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ آخر یہ لوگ ان کو دارالشرک سے دارالاسلام کی طرف لائے ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابراہیم بن عبدالحمید نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے رومی عورتوں کی خریداری کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہاں ان کو خریدو اور فروخت کرو۔ (الفروع)

۳۔ زکریا بن آدم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے دشمنوں کے ایک گروہ کے بارے میں سوال کیا۔ اور دیلم کے ان قیدیوں کے بارے میں سوال کیا۔ کہ بعض بعض کو چراتے ہیں اور مسلمان امام کے اذن کے بغیر ان پر حملہ کرکے ان کو قید کرکے لاتے ہیں آیا ان کی خریداری جائز ہے؟ فرمایا: جب وہ ان کی غلامی کا اقرار کریں تو پھر ان کی خریداری میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الجہاد (باب ۵۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳

کفار حربی کی اولاد اور ان کی عورتوں کا خریدنا جائز ہے مگر کفار ذمی کی اولاد اور عورتوں کی خریداری جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زکریا بن آدم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے دشمن کے ایک گروہ کے بارے میں سوال کیا۔ اور اہل ذمہ کے بارے میں سوال کیا کہ وہ قحط سالی میں مبتلا ہوگئے۔ ان میں سے ایک شخص اپنے بیٹے کو لایا اور کہا پس تم اسے کھانا کھلاتے پلاتے رہو (گویا) یہ تمہارا غلام ہے؟ فرمایا: آزاد کو مت خریدو کیونکہ یہ تمہارے لئے مناسب نہیں ہے اور نہ ہی اہل ذمہ سے کوئی آدمی خریدو۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ لحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک مشرک سے اس کی بیٹی خریدتا ہے۔ اور وہ اسے اپنی کنیز بناتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے کفار حربی پر محمول کیا ہے۔

۳۔ ابن ایوبؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک مشرک شخص کی زوجہ خریدتا ہے اور اسے اپنی کنیز بناتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۹ از جہاد النفس میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

جو عورتیں نسب یا رضاعت کی وجہ سے مرد پر حرام ہیں وہ ان کا مالک نہیں بن سکتا اور اگر ان میں سے کوئی کسی کی ملکیت میں داخل ہوگی تو وہ فوراً آزاد ہو جائے گی اور انکے علاوہ سب کا مالک بن سکتا ہے ماسوا ماں باپ اور اولاد کے اور عورت بھی ماں باپ اور اولاد کے علاوہ سب کی مالک بن سکتی ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر، ابوالعباس اور عبید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنے ماں باپ یا بہن یا پھوپھی، یا خالہ، یا بھتیجی، یا بھانجی وغیرہ (امامؑ نے یہاں محرمات والی آیات کے تمام افراد کا تذکرہ فرمایا) کا مالک بن جائے تو یہ خود بخود آزاد ہو جاتے ہیں۔ ہاں البتہ آدمی اپنے چچا، بھتیجا، بھانجا اور ماموں کا مالک بن سکتا ہے اور اپنی رضاعی ماں، بہن، پھوپھی اور خالہ کا مالک نہیں بن سکتا۔ اور جب ہی یہ اس کی ملکیت میں آئینگی تو خود بخود آزاد ہو جائیں گی۔ فرمایا: جو کچھ نسب سے حرام ہوتا ہے وہی سب کچھ رضاعت سے حرام ہوتا ہے۔ اور فرمایا: آدمی اپنے والد اور اولاد کے سوا باقی تمام مردوں کا مالک بن سکتا ہے۔ لیکن عورتوں میں سے محارم کا مالک نہیں بن سکتا! راوی نے عرض کیا: رضاعی رشتہ داروں میں بھی یہی قانون چلے گا؟ فرمایا: ہاں۔ رضاعت میں وہی قانون چلے گا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حلبی اور ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس (آزاد) عورت کے بارے میں فرمایا: جس نے اپنی کنیز کے بیٹے کو دودھ پلایا تھا کہ وہ اسے آزاد کر دے (کیونکہ وہ اس کا رضاعی بیٹا ہے)۔ (التہذیب)

۳۔ ابوعیینہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک (غلام) لڑکا ہے جس سے میری رضاعی رشتہ داری ہے۔ آیا میں اسے فروخت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: وہ تمہارا غلام ہے چاہو تو اسے فروخت کرو۔ اور چاہو تو اپنے پاس رکھو! ہاں البتہ جب کوئی شخص اپنے ماں باپ کا مالک بنے تو وہ آزاد ہو جاتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ مسمع کردین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک عورت کی ایک مملوکہ رضاعی بہن ہے آیا وہ اسے فروخت کر سکتی ہے؟ فرمایا: نہ۔ راوی نے عرض کیا: اس کے پاس اس کا نان ونفقہ نہیں ہے تو؟ فرمایا: جب یہ حالت ہے تو پھر ہاں۔ (فروخت کر سکتی ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ نہی صرف کراہت پر محمول ہے۔

۵۔ صدر باسنادِ خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا کوئی شخص جو اپنے کسی رشتہ دار کا مالک ہے۔ آیا وہ اسے فروخت کر سکتا ہے۔ یا اسے غلام بنا کر اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ اسے فروخت کرے اور نہ ہی غلام بنائے۔ وہ اس کا دوست اور دینی بھائی ہے۔ اور ان میں سے جو بھی مر گیا۔ دوسرا اس کا وارث ہوگا۔ مگر یہ کہ کوئی اور شخص اس سے زیادہ قریبی رشتہ دار موجود ہو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس رشتہ دار سے وہ قریبی رشتہ دار مراد ہے (جیسے والدین یا اولاد) جو ملکیت میں داخل ہوتے ہی آزاد ہو جاتے ہیں۔ یا (اگر اس سے عام قرابت دار مراد ہیں تو) پھر یہ آزادی استحباب پر محمول ہے (کہ ان کو آزاد کر دینا اور فروخت نہ کرنا۔ اور نہ ہی غلام بنانا مستحب ہے)۔ (اور اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد رضاعت (باب ۱و۱۷) میں اور باب العتق (باب ۷و۸و۹و۱۰) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

ان غلاموں کی خریداری جائز ہے جو بازاروں میں بک رہے ہوں جو اپنی غلامی کا اقرار کریں یا جن کی غلامی بیّنہ (دو عادل گواہوں کی شہادت) سے ثابت ہو جائے اگرچہ وہ بلا بیّنہ آزادی کا دعویٰ بھی کریں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک غلام ہے جو آزادی کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس کے پاس کوئی بیّنہ نہیں ہے تو آیا اسے خرید سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حمزہ بن حمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بازار میں داخل ہوتا ہوں اور کنیز خریدنا چاہتا ہوں مگر وہ کہتی ہے کہ وہ آزاد ہے۔ فرمایا: تم اسے خرید سکتے ہو۔ مگر یہ کہ اس کے پاس (اپنی آزادی پر) بیّنہ موجود ہو۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد باب العتق (باب ۲۹) میں بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آدمی میں اصل حرمت ہے یہاں تک اس کی غلامی ثابت ہو۔ اور مذکورہ دو قیدیوں کے ساتھ بھی منافات نہیں ہے۔

باب ۶

جو شخص کوئی غلام خریدے اس کیلئے مستحب ہے کہ اس کا نام تبدیل کر دے اور اسے کوئی میٹھی چیز کھلائے اور اس کی طرف سے چار درہم صدقہ دے اور اس سے (وفاداری کا) پختہ عہد و پیمان لے۔ اور اسے اس کی قیمت دکھانا مکروہ ہے جبکہ تکڑی میں تُل رہی ہو۔ نیز عیب دار غلام خریدنا بھی مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ اس کا بیٹا بھی اس کے ہمراہ تھا۔ امامؑ نے اس شخص سے پوچھا: تیرا یہ بیٹا کیا کام کرتا ہے؟ اس نے کہا: غلاموں کی خرید وفروخت کرتا ہے! امامؑ نے اس سے فرمایا: عیب دار نہ خریدو۔ (نہ کند ذہن خریدو۔ ن۔د) اور جب کوئی غلام خریدو تو میزان میں اس کی قیمت اسے مت دکھاؤ۔ کیونکہ جب غلام کی قیمت اسے میزان کے پلڑے میں دکھائی جائے تو وہ فلاح نہیں پاتا۔ اور جب خریدو تو اس کا نام تبدیل کرو۔ اسے کوئی میٹھی چیز کھلاؤ۔ اور اس کی طرف سے چار درہم صدقہ دو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن میسّر اپنے والد (میسّر) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ جو شخص (غلام) اپنی قیمت میزان میں دیکھے وہ فلاح نہیں پائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ ابو جمیلہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے جوان تو کیا کام کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا: غلاموں کی خرید وفروخت کرتا ہوں! فرمایا: میں تجھے ایک وصیت کرتا ہوں۔ اسے یاد رکھ۔ کبھی عیب دار غلام نہ خرید۔ اور (اس سے وفاداری کا) پختہ عہد و پیمان لے۔ (الفروع)

باب ۷

جب غلام کو فروخت کیا جائے تو اس کے مال کا کیا حکم ہوگا؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک غلام فروخت کیا۔ اور اس نے اس (غلام) کا کچھ مال پایا۔ اب وہ مال کس کا ہوگا؟ فرمایا: بائع کا ہوگا۔ کیونکہ اس نے صرف غلام کو فروخت کیا ہے۔ (نہ کہ اس

کے مال کو۔ جو کہ مالک کا ہے)۔ مگر یہ کہ اس سے (خریدار) نے شرط کر لی ہو کہ اس (غلام) کا جو کچھ مال و متاع ہوگا وہ اس (خریدار) کا ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ایک غلام خریدتا ہے۔ اور اس کے پاس کچھ مال ہے وہ کس کا ہوگا؟ (بائع کا یا مشتری کا؟) فرمایا: اگر بائع کو اس بات کا علم تھا (اور اس کے باوجود کوئی بات نہیں کی) تو وہ خریدار کا ہوگا۔ اور اگر اسے علم نہیں تھا تو پھر وہ بائع کا ہے۔
(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: بعض اصحاب نے امامؑ کے فرمان کو (پھر وہ خریدار کا ہے) کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب خریدار اس کی شرط کر لے۔

۳۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سالم سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کوئی غلام فروخت کرے اور اس کے پاس کچھ مال ہو۔ تو اس کا مال فروخت کرنے والے کا ہے۔ مگر یہ کہ خریدار اس کی شرط عائد کر لے۔ (کہ وہ مال اس کا ہوگا)۔
(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۸

جب غلام کا مال اس کی قیمت سے زیادہ یا اس سے کم ہو اس کا حکم؟ اور ولد الزنا اور گرے پڑے بچے کو فروخت کرنے کا حکم؟ اور اگر حیوان میں عیب ظاہر ہو تو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص غلام اور اس کے مال کو خریدتا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ عرض کیا کہ غلام کا مال اس کی قیمت سے بھی زیادہ ہوتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔
(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب غلام کا مال اس کی قیمت کی جنس سے ہو جیسا کہ باب الرباء اور باب العرف میں گزر چکا ہے (ورنہ سود لازم آئے گا)۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے اس صورت پر محمول کیا جائے کہ جب معاملہ صرف غلام کا ہوا ہو۔ اور اس کا مال بیع کا جزء نہ ہو۔ اور عنوان میں مذکورہ دوسرے عنوان کا حکم قبل ازیں باب ۹۶ از مما یکتسب بہ میں اور تیسرے عنوان پر دلالت کرنے والی حدیثیں باب العیوب (باب ۴) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۹

جب کوئی مالک اپنے غلام پر سالانہ لگان لگا دے (کہ اس قدر کما کر دینا) تو جو اس سے بچ جائے تو وہ اور اس پر جنایت کا تاوان یا جو کچھ اسے ہبہ کیا جائے وہ غلام کی ملکیت ہوتا ہے۔ مگر وہ اپنے مالک کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف نہیں کر سکتا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنا غلام آزاد کرنا چاہا۔ اور اس کا مالک اس سے سالانہ لگان لیتا تھا جو اس نے مقرر کر رکھا تھا۔ اور غلام بھی اس پر راضی تھا۔ پس غلام کو اپنے کاروبار میں خاصا نفع حاصل ہوا جو اس لگان سے بڑھ گیا۔ تو؟ فرمایا: جب مالک کا لگان ادا کر دے تو جو کچھ اس سے بچ جائے وہ غلام کا مال ہے۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا خداوند عالم نے اپنے بندوں پر کچھ فرائض فرض نہیں کئے، تو جب وہ انہیں ادا کر دیں گے تو خدا ان سے ان کے علاوہ کسی (مستحبی) عمل کے بارے میں سوال نہیں کرے گا۔ راوی نے عرض کیا: تو کیا غلام سالانہ لگان ادا کرنے کے بعد اپنی کمائی سے صدقہ دے سکتا ہے؟ اور غلام آزاد کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اور اسے اس کا اجر وثواب بھی ملے گا! راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ اپنی کمائی سے کوئی غلام آزاد کرے تو اس آزاد کردہ غلام کی ولایت کسے حاصل ہوگی؟ (غلام کو یا اس کے آقا کو) فرمایا: وہ (آزاد ہونے والا) آزاد ہے جس سے چاہے بات کرے پس جو اس کے جرم اور اس کی عاقلہ کا ضامن پڑ جائے گا اسی کو اس کی ولایت حاصل ہوگی اور وہی اس کا وارث ہوگا! راوی نے عرض کیا کہ کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ جو آزاد کرتا ہے اسے ولایت حاصل ہوتی ہے؟ فرمایا: یہ سائبہ ہے۔ اور اس کی ولایت غلام کو حاصل نہیں ہو سکتی! راوی نے کہا: اگر یہی آزاد کرنے والا غلام اس کے جرائم کا ضامن پڑ جائے تو کیا اسے اس کی ولایت حاصل ہو جائے گی؟ فرمایا: نہ۔ کیونکہ غلام آزاد کا وارث نہیں بن سکتا! (الفروع، الفقیہ، المقنع، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک غلام کے ہاتھ میں کچھ مال ہے کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا: کیا اس کے آقا پر بھی نہیں ہے؟ فرمایا: نہ۔ کیونکہ وہ مال اس کے آقا تک پہنچا نہیں ہے۔ اور غلام کا ہے نہیں۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ مال تو اس کے آقا کا ہے مگر وہ اس میں تصرف کرنے سے قاصر ہے اور ممکن ہے کہ گو مال غلام کا ہے مگر وہ اپنے آقا کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف نہیں کر سکتا۔

کیونکہ وہ ممنوع التصرف ہے۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو اپنے غلام کو ہزار درہم ہبہ کرتا ہے یا اس سے کم یا زیادہ ہبہ کرتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے کہ میں نے جو تجھے پیٹا تھا اور میں نے جو بُرا سلوک تجھ سے کیا تھا۔ وہ مجھے حلال کر دے۔ اور میں نے تمہیں جو کچھ ڈرایا دھمکایا تھا وہ مجھے معاف کر دے اور یہ درہم لے لے۔ پس اس طرح وہ درہم لے کر اسے معاف کر دیتا ہے مگر پھر وہی مالک وہ درہم جو اس نے اپنے غلام کو دیئے تھے اور اس نے کہیں رکھے تھے۔ پالیتا ہے۔ اور اٹھالیتا ہے آیا وہ اس کے لئے حلال ہیں؟ فرمایا: نہ۔ راوی نے عرض کیا: کیا غلام اور جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اس کے آقا کا مال نہیں ہے؟ فرمایا: یہ اس مقام میں سے نہیں ہے۔ پھر فرمایا: اس (آقا) سے کہو کہ وہ درہم اس (غلام) کو واپس لوٹائے۔ کیونکہ وہ اس کے لئے حلال نہیں ہیں۔ کیونکہ اس نے یہ درہم قیامت کے عذاب وعقاب سے ڈر کر اپنے نفس کا فدیہ قرار دے کر دیئے ہیں۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ از وجوب زکوٰۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

جو شخص کوئی کنیز خریدے اس پر ایک حیض تک اس کا استبراء واجب ہے اور اگر وہ ایسے سن وسال کی ہو کہ اسے حیض آنا چاہیئے مگر نہ آتا ہو۔ تو پھر پینتالیس دن تک استبراء لازم ہے۔ اسی طرح جو کنیز کو فروخت کرنا چاہے اس پر بھی استبراء واجب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک ایسی کنیز خریدی ہے جس کا مالک اس سے مباشرت نہیں کرتا تھا۔ آیا وہ اس کے رحم کا استبراء کرے؟ فرمایا: ہاں! راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ کنیز ایسی ہو کہ جسے (کسی وجہ سے) حیض نہ آتا ہو تو پھر (استبراء کے سلسلہ میں) کیا کرے؟ فرمایا: اس کا معاملہ بہت سخت ہے۔ لہٰذا اگر وہ (نیا مالک) اس سے مقاربت کرے۔ تو (رحم میں) انزال نہ کرے۔ جب تک یہ واضح نہ ہو جائے کہ وہ حاملہ ہے (یا نہ؟) راوی نے عرض کیا: یہ کتنے دنوں میں واضح ہو سکے گا؟ فرمایا: پینتالیس دنوں میں! (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جو شخص اپنی کنیز کسی آدمی کے ہاتھ فروخت کرنا چاہے تو اس پر اسے فروخت کرنے سے پہلے استبراء کرنا واجب ہے (کہ وہ حاملہ ہے یا نہیں ہے؟) (الفروع، التہذیب)

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایسی کنیز خریدی ہے جسے حیض نہیں آتا تو؟ فرمایا: اگر اس سے مباشرت کی گئی تھی تو پھر ایک مہینہ تک اس سے علیحدہ رہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ غالب پر محمول ہے کیونکہ بالعموم ایک ماہ میں حیض آ جاتا ہے ورنہ پینتالیس دن تک علیحدگی واجب ہوگی جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے اور ممکن ہے کہ یہ حکم غیر بالغہ پر محمول ہو اور استبراء کا حکم استحبابی ہو۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جو لوگ کنیزیں خریدتے ہیں اور پھر ان کا استبراء کرنے سے پہلے ان سے مقاربت کرتے ہیں وہ اپنے مال کے ذریعہ سے زنا کار ہیں۔ (الفقیہ، التہذیب)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی کنیز خریدی جائے تو ایک حیض تک اس کا استبراء کیا جائے ورنہ (اگر اسے حیض نہ آتا ہو تو پھر) پینتالیس دنوں تک۔ (قرب الاسناد)

۶۔ علی بن جعفرؒ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کنیز خریدی اور پھر اس سے مباشرت کی۔ آیا وہ دوسرے دن اسے فروخت کر سکتا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں: (چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ ضابطہ کے خلاف ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ یہ اس کنیز کے ساتھ مخصوص ہے جس کا (کسی وجہ سے) استبراء ساقط ہو۔ یا خریدار قابل وثوق ہو جو اس کا استبراء کرے گا۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (یہاں باب ۱۱ و ۱۷ میں) اور باب النکاح (باب ۱۸) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

جو کنیز نابالغ ہو یا یائسہ یا جس کے استبراء کرنے کی کسی ثقہ آدمی نے خبر دی ہو یا جو حیض کی حالت میں خریدی گئی ہو اس کا استبراء ساقط ہے۔ سوائے مدت حیض کے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نابالغ یا یائسہ کنیز کو خریدتا ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ اس کا استبراء نہ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص ایک آدمی سے کنیز خریدتا ہے اور وہ بتاتا ہے کہ اس نے اس سے مباشرت نہیں کی تو؟ فرمایا: اگر وہ شخص ثقہ ہے تو یہ شخص (استبراء کے بغیر) اس کنیز سے مباشرت کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک ایسی کنیز خریدی جو ایام حیض سے پاک تھی اور اس کے مالک نے کہا کہ جب سے وہ پاک ہوئی ہے اس نے اس سے مقاربت نہیں کی تو؟ فرمایا: اگر وہ شخص تمہارے نزدیک امین (ثقہ) ہے تو پھر اس سے مقاربت کر سکتے ہو۔ مگر معاملہ سخت ہے اگر ضرور مقاربت کرنا چاہو تو انزال نہ کرو۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک امین شخص سے کنیز خریدی ہے اور اس شخص نے مجھے بتایا ہے کہ جب سے کنیز حیض سے پاک ہوئی ہے اس نے اس سے مباشرت نہیں کی تو؟ فرمایا: جب تک ایک حیض کے ساتھ اس کا استبراء نہ کر لو تب تک اس سے مباشرت نہ کرو...... ہاں البتہ شرم گاہ کے علاوہ دوسرے تمتعات جائز ہیں پھر فرمایا: جو لوگ کنیزیں خریدتے ہیں اور استبراء سے پہلے ان سے مقاربت کرتے ہیں وہ اپنے مال کے ذریعہ زنا کار متصور ہوتے ہیں۔ (الفقیہ، العلل)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے کہ استبراء کر لیا جائے۔ نیز فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں باب النکاح میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲
اس کنیز سے عقد کرنے کا حکم جسے حمل کی حالت میں خریدا جائے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص حاملہ کنیز خریدتا ہے تو؟ فرمایا: یہی سوال میرے والد ماجدؑ سے کیا

گیا تھا تو آپؑ نے فرمایا تھا کہ اسے ایک آیت نے حلال اور دوسری نے حرام قرار دیا[1] ہے! اور میں اپنے نفس کو اور اپنی اولاد کو اس کی ممانعت کرتا ہوں! سائل نے کہا کہ جب آپ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو اس کی ممانعت کرتے ہیں۔ تو مجھے امید ہے کہ میں بھی اس سے باز رہوں گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس حاملہ کنیز کے بارے میں جسے کوئی شخص خریدے۔ فرمایا: جب تک اس کا وضع حمل نہ ہو جائے تب تک اس سے مباشرت نہ کرے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص حاملہ کنیز خریدتا ہے تو اس کے لئے اس سے کیا کچھ حلال ہے؟ فرمایا: شرمگاہ کے سوا باقی سب کچھ حلال ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب النکاح (باب ۸ از نکاح عبید) میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

خرید و فروخت کے سلسلہ میں ماؤں اور ان کی اولاد میں جدائی ڈالنا جائز نہیں ہے جب تک وہ اپنی ماؤں سے بے نیاز نہ ہو جائیں ہاں البتہ باہمی رضامندی سے ایسا کرنا جائز ہے۔ اور بھائیوں کا حکم؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو کوئی غلام یا کنیز خریدتا ہے۔ جبکہ ان کا بھائی یا بہن یا باپ یا ماں کسی شہر میں قیام پذیر ہیں۔ فرمایا: جب وہ صغیر السن ہے۔ اسے کسی اور شہر میں نہ لے جائے اور نہ ہی اسے خریدے۔ اور اگر اس کی ماں اس پر راضی ہو اور بچہ بھی تو پھر اگر چاہو تو اسے خرید سکتے ہو۔ (الفروع، التہذیب، التہذیب)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یمن سے کچھ (زن و مرد) قیدی لائے جا رہے تھے کہ راستہ میں ان کا زادِ سفر ختم ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے ایک ایسی لونڈی فروخت کر دی جس کی ماں ہمراہ تھی! پس

---

[1] غالباً وہ آیت جس نے اسے حلال قرار دیا ہے وہ یہ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ (٥) اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ﴾ اور جس آیت نے اسے حرام قرار دیا ہے کہ ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾۔ ان آیتوں میں بھی کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ پہلی آیت بتاتی ہے کہ کنیزیں حلال ہیں اور دوسری آیت وضاحت کرتی ہے کہ کب حلال ہیں؟ (احقر مترجم عفی عنہ)

جب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے تو آپؐ نے عورت کے رونے کی آواز سنی۔ پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس پر لوگوں نے تمام ماجرا بیان کیا کہ انہوں نے ضرورت کے تحت اس کی بیٹی کو فروخت کر دیا۔ پس یہ سن کر آنحضرتؐ نے اس کی قیمت واپس بھیج کر اسے واپس منگوایا۔ اور فرمایا: یا تو سب کو اکٹھا فروخت کرو۔ یا سب کو اکٹھا اپنے پاس رکھو۔ (ایضاً)

۳۔ ہشام بن الحکم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے لئے کوفہ سے ایک کنیز خریدی گئی! چنانچہ وہ بعض کاموں کی انجام دہی کے لئے اٹھی۔ اور کہا: ہائے اماں! امامؑ نے سن کر فرمایا: کیا تیری ماں ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ پس امامؑ کے حکم سے اسے واپس کر دیا گیا۔ اور فرمایا: اگر میں اسے اپنے پاس رکھ لیتا۔ تو مجھے اندیشہ تھا کہ (اس سے پیدا ہونے والی) اولاد میں کوئی ناخوشگوار چیز دیکھتا۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ آیا دو برادر غلاموں اور عورت اور اس کے بیٹے کے درمیان جدائی ڈالی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ایسا کرنا حرام ہے۔ مگر یہ کہ وہ خود ایسا چاہیں۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۵۔ عمرو بن ابو نصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک چھوٹی سی لونڈی کو آدمی خریدتا ہے؟ فرمایا: اگر ماں باپ سے بے نیاز ہو چکی ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

باب ۱۴

اگر کوئی شریک لونڈی وغیرہ میں یہ شرط مقرر کر لے کہ وہ صرف نفع میں شریک ہوگا اور نقصان میں شریک نہ ہوگا۔ تو اس کا حکم؟ اور بھگوڑے غلام کو فروخت کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی شخص کو اپنی کنیز میں اس شرط پر شریک کیا کہ اگر نفع ہوا۔ تو اس میں سے آدھا نفع تمہارا ہوگا۔ اور اگر نقصان ہوا تو وہ اس میں شریک نہ ہوگا۔ تو؟ فرمایا: جب کنیز والا راضی ہو تو میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں جانتا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالملک بن عتبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص شراکت پر دوسرے سے اس شرط پر طعام یا کوئی مال و متاع

خریدتا ہے کہ وہ نقصان میں شریک نہ ہوگا (صرف نفع میں ہوگا) آیا یہ صحیح ہے؟ فرمایا: ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے کراہت پر محمول کیا ہے۔ اور یہی مدلول الفاظ ہے۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص دوسرے شخص کو ایک سامان تجارت کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ اسے خرید لے اور اس کا نصف میرا ہوگا۔ چنانچہ وہ شخص اپنے پاس سے نقد رقم ادا کرتا ہے تو؟ فرمایا: آدھا نفع اس کا ہوگا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر نقصان ہوا تو آیا وہ اس میں بھی شریک ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ جس طرح وہ نفع میں شریک ہے نقصان میں بھی اسی طرح شریک ہوگا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب شریک (نقصان میں شریک نہ ہونے کی) شرط مقرر نہ کرے اور پہلی حدیثیں شرط والی صورت پر محمول ہیں)۔ اور قبل ازیں شرائط بیع (باب ۱۱) میں بھگوڑے غلام کے فروخت کرنے کا حکم بیان ہو چکا ہے۔

باب ۱۵

اگر کوئی شخص کنیز کے فروخت کرنے میں یہ شرط مقرر کرے کہ اسے آگے نہ بیچا جائے اور نہ ہی کسی کو ہبہ کی جائے اور نہ کوئی اس کا وارث بنے۔ اور غلام بچوں کے ان کے قابل وثوق نگران سے خریدنے کا حکم جبکہ ان کا وصی موجود نہ ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر بائع کنیزوں میں شرط مقرر کرے کہ ان کو آگے نہ فروخت کیا جائے، نہ ہبہ کیا جائے۔ اور نہ ہی اس کا کوئی وارث بنے تو؟ فرمایا: میراث کے علاوہ باقی شرطیں درست ہیں۔ کیونکہ اس کی وراثت چلے گی۔ اور جو شرط قرآن کے خلاف ہو وہ مردود ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی۔ مگر اس کے مالکوں سے شرط طے کی کہ وہ نہ اسے فروخت کرے گا اور نہ ہی ہبہ کرے گا؟ فرمایا: وہ اپنی شرط کو پورا کرے جس

طرح مقرر کی ہے۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۱۶ از عقد بیع عنوان میں مذکور) دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں گزر چکی ہیں اور لزوم شرط پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ از خیار) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ از وصایا میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

جب کوئی شخص ایک غلام خریدے اور فروخت کرنے والا اسے دو غلام پیش کرے تاکہ وہ ان میں سے ایک کو منتخب کرلے اور ان میں سے ایک بھاگ جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے ایک غلام خریدا جبکہ اس کے پاس دو غلام موجود تھے۔ اس نے خریدار سے کہا: ان دونوں کو لے جا اور ان میں سے ایک کو منتخب کر اور دوسرا واپس کردے! اور اس نے قیمت وصول کرلی۔ چنانچہ خریدار دونوں کو لے گیا۔ اور اس کے پاس سے ایک غلام بھاگ گیا۔ تو؟ فرمایا: خریدار اس غلام کو واپس لوٹائے۔ جو اس کے پاس ہے۔ اور جو قیمت اس نے ادا کی تھی اس کا نصف بائع سے لے لے۔ اور پھر غلام کی تلاش میں نکلے۔ پس اگر مل جائے تو ان میں سے جسے چاہے منتخب کرے اور جو نصف قیمت واپس لی تھی وہ بائع کو لوٹا دے اور اگر نہ مل سکا تو پھر وہ غلام نصفا نصف ہوگا یعنی نصف بائع کا متصور ہوگا اور نصف مشتری کا۔(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی توجیہہ ہمارے بعض علماء نے اس طرح کی ہے کہ دراصل بیع وشرا دو غلاموں کے نصف پر واقع ہوئی ہے۔

باب ۱۷

اس شخص کا حکم جو اس لونڈی سے مباشرت کرے جس میں کوئی اور بھی شریک ہو! اور اس کا حکم جو کوئی لونڈی خریدے اور اس سے مباشرت کرے پھر وہ بچہ جنے بعد ازاں پتہ چلے کہ وہ تو کسی اور کی تھی؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ چند آدمیوں کی ایک مشترکہ کنیز تھی۔ انہوں نے ان میں سے ایک کو امین سمجھ کر کنیز کو اس کے پاس رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اور اس نے اس سے مباشرت کر لی؟ فرمایا: اس کا اس میں جس قدر حصہ تھا اسی مقدار کے مطابق اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔ اور جس قدر اس کا حصہ نہ تھا اتنی حد جاری کی جائے گی۔ اور پھر کنیز کی موجودہ قیمت کا تخمینہ لگا کر اس سے وہ قیمت بھی وصول کی جائے گی۔ اور اگر اس کی موجودہ قیمت اس کی قیمت خرید سے کم ہوئی تو پھر اس سے وہی سابقہ قیمت وصول کی جائے گی اور اگر اس کی موجودہ قیمت اس کی پہلی قیمت سے زیادہ ہوئی تو پھر اس سے ذلیل کر کے یہی قیمت وصول کی جائے گی۔ کیونکہ اس نے اس کو استعمال کیا ہے؟ راوی نے عرض کیا کہ اس شخص کے علاوہ اگر بعض شرکاء اس کنیز کو خریدنا چاہیں تو؟ فرمایا: یہ اسے اختیار ہے لیکن اگر خریدے تو اس سے مقاربت نہ کرے۔ جب تک پہلے اس کا استبراء نہ کرے۔ اس کے علاوہ کسی شخص کو اس کی قیمت کے علاوہ اس کے خریدنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ امامؑ کے اس جملہ کہ ''لونڈی کی قیمت مقرر کی جائے اور مباشرت کرنے والے سے وصول کی جائے'' کے یہ معنی ہیں کہ اس مباشرت کے نتیجہ میں وہ لونڈی حاملہ ہوگئی ہو۔ اور عنوان میں مذکورہ دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس کے بعد آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

ان دو غلاموں کا حکم جن کو اپنے مالک کی طرف سے غلام خریدنے کی اجازت ہو اور وہ دونوں ایک دوسرے کو اس کے مالک سے خرید لیں؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوسلمہ (خدیجہ ن د) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان دو غلاموں کے بارے میں جن کو اپنے مال سے خرید وفروخت کرنے کی اجازت تھی۔ پس یہ غلام نکلا اور سیدھا دوسرے غلام کے مالک کے پاس پہنچا اور اس سے اس کو خرید لیا۔ اور وہ غلام نکلا اور اس کے آقا سے دوسرے غلام کو خرید لیا۔ اور پھر دونوں اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔ جبکہ قوت و طاقت میں برابر تھے۔ لہٰذا واپس آنے کے بعد ہر ایک دوسرے سے چمٹ گیا۔ اور اس سے کہا کہ تو میرا غلام ہے۔ اور اس نے کہا کہ تو میرا غلام ہے۔ میں نے تجھے تیرے مالک سے خرید لیا ہے؟ فرمایا: وہ دونوں جہاں سے علیحدہ ہوئے تھے (اور ایک دوسرے کے مالک کے پاس گئے تھے) وہاں سے ان کا فاصلہ ناپا جائے گا۔ پس جس

کا فاصلہ کم ہوگا وہ دور والے سے (مالک ہونے میں) سبقت لے جائے گا۔ اور اگر دونوں کا راستہ برابر ہوا۔ تو پھر دونوں اپنے اپنے مالکوں کو واپس کیے جائیں گے۔ کیونکہ جب وہ گئے تو تب بھی دونوں برابر تھے اور جب جدا ہوئے تو بھی برابر تھے۔ مگر یہ کہ ان میں سے ایک نے دوسرے پر سبقت حاصل کی ہو۔ پس سابق مالک ہوگا چاہے تو اسے فروخت کرے اور چاہے تو اپنے پاس رکھے۔ مگر وہ اسے مار نہیں سکتا۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ و حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت ہیں وارد ہے کہ جب دونوں کی مسافت برابر ہو تو پھر ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے گی۔ پس جس کے نام غلامی کا قرعہ نکل آئے وہ دوسرے کا غلام سمجھا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں وجہ جمع یہ ہے کہ جب پہلے میں اشتباہ ہو تو پھر قرعہ ڈالا جائے گا اور جب دونوں کے معاملہ کے اقتران (اتصالِ زمان) کا علم ہو تو عقد سرے سے باطل متصور ہوگا۔

باب ۱۹

اگر کوئی غلام اپنے آقا سے خواہش کرے کہ وہ اسے فروخت کردے اور (اس کے عوض) اس کو کچھ مال دینے کی شرط مقرر کرے تو اگر اس کے پاس مال ہو تو پھر اس کی (ادائیگی) لازم ہے اور اگر نہ ہو تو پھر نہیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک سندی غلام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک غلام نے اپنے آقا سے کہا کہ آپ مجھے سات سو درہم کے عوض فروخت کردیں اور میں آپ کو تین سو درہم پیش کروں گا تو؟ فرمایا: جس دن اس نے رقم دینے کا وعدہ کیا تھا تو اگر اس کے پاس رقم موجود تھی۔ تو اسے دینی چاہیئے۔ اور اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو اپنے غلام کو اس شرط پر فروخت کرتا ہے کہ وہ (غلام) اسے کچھ مال دے گا تو؟ فرمایا: ایسا کرنا جائز ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

باب ۲۰

جب کوئی آدمی کسی کنیز کو خریدنا چاہے تو وہ اس کے چہرہ، دونوں پنڈلیوں اور اس کے محاسن کی طرف نگاہ کر سکتا ہے۔ ہاں اس کے قابل ستر مقام کو نہیں دیکھ سکتا! اور اسے چھونے کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص پر خریداری کے لئے کنیز پیش کی جاتی ہے تو؟ فرمایا: اس کے لئے اس کے محاسن (چہرہ وغیرہ) کی طرف نگاہ کرنے اور اسے چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جب تک ان (اعضاء) پر نگاہ نہ کرے جن پر نگاہ نہیں کرنی چاہیئے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ عمران جعفری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں کسی شخص کے لئے یہ بات پسند نہیں کرتا کہ وہ کسی کنیز کو ادھر اُدھر سے دیکھے۔ سوائے اس شخص کے جو اسے خریدنا چاہے۔ (التہذیب)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ جب کوئی کنیز خریدنا چاہتے تھے تو اس کی پنڈلیوں پر نگاہ ڈال لیتے تھے۔ (قرب الاسناد)

باب ۲۱

جب کوئی غلام اپنے فروخت کرنے کا مطالبہ کرے یا وہ اپنے آقا کو ناپسند کرے تو اس کا فروخت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ کسی گروہ کی ایک خادمہ ہے جس کی کچھ اولاد بالغ ہے اور کچھ نابالغ ہے اور وہ اپنے آقاؤں سے اپنی اولاد کے فروخت کرنے کی خواہش کرتی ہے۔ اور اس کی اولاد بھی یہی تقاضا کرتی ہے تو آیا انہیں ان کو فروخت کر دینا چاہیئے؟ یا اگر وہ یہ مطالبہ نہ کرے اور نہ ہی اس کی اولاد کرے تو آیا ان کے لئے ان کا فروخت کرنا روا ہے؟ فرمایا: جب کوئی غلام اپنے آقا کو ناپسند کرے تو میرے نزدیک اس کا فروخت کر دینا زیادہ پسندیدہ ہے۔ (التہذیب)

باب ۲۲

جو شخص کسی حیوان کی خریداری میں شریک ہو اور وہ یہ شرط عائد کرے کہ وہ اپنی رقم کے عوض اس حیوان کا سر اور چمڑا لے گا۔ اور دوسرا شریک اس حیوان کو ذبح نہ کرنا چاہے تو پہلے شریک کا اس میں اپنی رقم کی مقدار کے مطابق حصہ ہوگا۔ نہ وہ جس کی اس نے شرط کی تھی اور جو شخص کوئی حیوان (ذبح کیلئے) فروخت کرے اور اس کا سر اور چمڑا مستثنیٰ قرار دے تو وہ اس حیوان میں اس چمڑے کی مقدار کے مطابق شریک ہوگا۔ اور حیوان کے ایک مشاع حصہ کی فروخت جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہارون بن حمزہ غنوی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو اس اونٹ کے پاس پہنچا جو قریب بمرگ تھا اور فروخت کیا جا رہا تھا۔ اور اسے ایک شخص نے دس درہم کے عوض خریدا۔ اور ایک شخص کو دو درہم کے عوض شریک کیا کہ سر اور چمڑا اس کا ہوگا۔ بعد ازاں اونٹ ٹھیک ہو گیا۔ اور اس کی قیمت آٹھ دینار تک پہنچ گئی تو؟ فرمایا: اس کی قیمت جس قدر بھی ہو جائے جس شخص نے دو درہم دیئے تھے اس کا اس میں پانچواں حصہ ہوگا۔ اور اگر وہ (دو درہم والا) یہ کہے کہ میں تو اس کا سر اور چمڑا ہی لوں گا۔ تو اسے یہ نہیں ملے گا۔ یہ تو دوسرے کو ضرر و زیاں پہنچانے والی بات ہے پس جب اس کی قیمت کا پانچواں حصہ اسے دے دیا جائے گا۔ تو اسے اس کا حق مل گیا۔

(التہذیب، الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ دو شخص حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں یہ مقدمہ لائے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے اونٹ (ذبح کرنے کے لئے) خریدا تھا۔ اور بائع نے اس کا سر یا چمڑا مستثنیٰ قرار دیا تھا۔ بعد ازاں خریدار کی رائے بدل گئی۔ اور اس نے (ذبح کی بجائے) اسے آگے فروخت کرنا چاہا تو؟ فرمایا: بائع مشتری کے ساتھ بمقدار سر یا چمڑے کے شریک ہوگا۔ (ایضاً، کذا فی الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جہاں تک حیوان کے جزء مشاع کے فروخت کرنے کے جواز کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں کئی حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ الشفعہ باب ۵ و ۷ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

جو شخص کوئی ایسی کنیز خریدے جو صلح والی زمین وغیرہ سے چرائی گئی ہو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مسکین شان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک ایسی کنیز خریدی ہے جو صلح والی زمین سے چرائی گئی ہے؟ فرمایا: وہ اسے اس شخص کو واپس کرے جس سے خریدی ہے اور اگر ہو سکے تو اس سے مباشرت نہ کرے۔ راوی نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! اگر وہ مر جائے اور اس کی اولاد بھی مر جائے تو؟ فرمایا: اس کی سعی کی جائے (کہ واپس ہو جائے)۔(التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک کنیز چرائی پھر اسے فروخت کر دیا۔ آیا خریدار کیلئے اس سے مباشرت جائز ہے؟ فرمایا: جب بائع نے اسے بتا دیا ہو کہ یہ چوری کا مال ہے تب تو حلال نہیں ہے اور اگر اسے علم نہ ہو تو پھر حلال ہے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۸۲ و ۸۸ از نکاح عبید میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

جب آقا غریب و نادار ہو یا وہ مر جائے اور ام الولد کے سوا کوئی مال نہ چھوڑ جائے تو اس صورت میں ام الولد کنیز کا صرف اس کی قیمت ادا کرنے کی خاطر فروخت کرنا جائز ہے اور جو شخص کسی سے نصف نفع پر کنیز خریدے اور اسے حاملہ کر دے تو بائع کو کچھ نہیں ملے گا۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں؟ فرمایا: کرو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت امیرؑ نے ام الولد کنیزوں کو کیوں فروخت کیا تھا؟ فرمایا: ان کی گردنوں کو آزاد کرانے کی خاطر (ان کی قیمت ادا کرنے کے لئے)۔ عرض کیا: وہ کس طرح؟ فرمایا: جو شخص کوئی کنیز خریدے اور اس سے اس کی اولاد بھی ہو جائے۔ مگر اس نے ہنوز اس کی قیمت ادا نہ کی ہو اور نہ ہی اس قدر مال چھوڑ جائے کہ اس کا بیٹا

اس کی قیمت ادا کر سکے۔ تو پھر اسے فروخت کر کے اس کی قیمت ادا کی جائے گی! میں نے عرض کیا: اس کے علاوہ بھی کسی قرضہ (وغیرہ) میں انہیں فروخت کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا قرضہ ادا کرنے کی خاطر ام الولد کنیز کو فروخت کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس کی اپنی قیمت ادا کرنے کے لئے اسے فروخت کیا جا سکتا ہے! (الفروع، التہذیب)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے ام الولد کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ کنیز ہے، بیچی بھی جا سکتی ہے، اس میں وراثت بھی چلتی ہے اور ہبہ بھی کی جا سکتی ہے؟ الغرض اس کی حد کنیز والی حد ہے! (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی قیمت ادا کرنے میں اسے فروخت کیا جا سکتا ہے۔ (کما مرّ)۔ یہ اس ام الولد سے مخصوص ہے جس کا بیٹا مر جائے۔

۴۔ ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے کنیز خریدی پھر اس سے مباشرت کی۔ اور اس سے اولاد پیدا ہوئی۔ اور پھر وہ (اولاد) مر گئی تو؟ فرمایا: (اس کے آقا کے) وارث اگر چاہیں تو اسے اس کی قیمت والے قرضہ میں فروخت کر سکتے ہیں۔ اور اگر اس کی کوئی اولاد زندہ ہے تو پھر اس کی قیمت مقرر کر کے اس کی اولاد کے حصہ سے کاٹ کر ادا کی جائے گی۔ (اور وہ کنیز اپنی اولاد کی ملکیت میں داخل ہوتے ہی آزاد ہو جائے گی)۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اگر اس کا بیٹا چھوٹا ہوا۔ تو اس کے بڑے ہونے کا انتظار کیا جائے گا۔ اور پھر اس کی قیمت ادا کرنے پر اسے مجبور کیا جائے گا۔ اور اگر اس اثناء میں اس کا بیٹا مر گیا تو اگر وارث چاہیں گے تو اسے فروخت کر سکیں گے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعلی بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے تین کنیزیں الگ الگ قیمت پر خریدیں۔ اور جب وہ فروش گاہ میں پہنچیں تو ان تینوں کی ایک قیمت مقرر کی گئی! اور خریدار نے بائع سے کہا کہ (ان کے فروخت کرنے سے) جو نفع حاصل ہوگا اس میں سے آدھا تیرا ہوگا! چنانچہ اس نے دو تو نفع پر فروخت کیں مگر تیسری کو حاملہ کر دیا تو؟ فرمایا: جو فروخت کی ہیں ان میں سے نصف نفع دینا تو اس پر واجب ہے۔ اور جسے حاملہ کر دیا ہے اس میں سے (بائع کو) کچھ دینا اس پر لازم نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد باب الاستیلاد (باب ۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

اس غلام کا حکم؟ جسے کاروبار کرنے کی اجازت ہو اور اسے کچھ مال دیا جائے تاکہ وہ اس سے غلام خرید کر آزاد کرے اور باقی مال سے حج کرے۔ پس وہ اپنے (غلام) باپ کو خرید کر آزاد کر دے اور باقی رقم اسے دے دے اور وہ حج کرے۔ بعد ازاں اس ماذون کے آقا اور اس کے باپ کے آقا اور رقم دینے والے کے وارثوں میں اختلاف ہو جائے کہ ہر ایک یہ کہے کہ تو نے غلام کو ہماری رقم سے خریدا ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن رشیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک قوم کا ایک غلام تھا جسے کاروبار کرنے کے لئے (مالکوں کی طرف سے) اجازت تھی۔ اسے ایک شخص نے ہزار درہم دیا۔ اور اس سے کہا کہ اس سے ایک غلام خرید کر میری طرف سے آزاد کر اور باقی ماندہ رقم سے میری طرف سے حج کر۔ بعد ازاں وہ رقم دینے والا شخص وفات پا گیا پس اس ماذون غلام نے جا کر اپنے (غلام) باپ کو خرید کر (اس مرحوم کی طرف سے) آزاد کر دیا۔ اور باقی ماندہ رقم اسی (باپ) کو دی تاکہ وہ مرحوم کی طرف سے حج کرے۔ چنانچہ اس نے حج کیا۔ جب یہ بات اس کے باپ کے آقاؤں، خود اس کے آقاؤں اور رقم دینے والے کے ورثہ کو معلوم ہوئی تو وہ سب اس ایک ہزار درہم کے بارے میں باہم جھگڑنے لگے۔ چنانچہ اس کے باپ کے آقاؤں نے کہا کہ تو نے اپنے باپ کو ہماری رقم سے خریدا ہے اور مرحوم کے ورثہ نے کہا: تو نے اپنے باپ کو ہمارے مال سے خریدا ہے۔ اور خود اس غلام (ماذون) کے آقاؤں نے کہا کہ تو نے اپنے باپ کو ہمارے مال سے خریدا ہے تو؟ فرمایا: جہاں تک حج کا تعلق ہے وہ تو ہو گئی! اور جہاں تک آزاد کردہ غلام کا تعلق ہے تو وہ اپنے آقاؤں کو لوٹایا جائے گا۔ بعد ازاں دوسرے ہر دو فریق میں سے جو اس بات پر بیّنہ (دو گواہ) پیش کرے گا تو وہ اسی کا غلام متصور ہوگا۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعض اصحاب نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب اس غلام (ماذون) کا آقا سرے سے اس خرید وفروخت کا انکار کرے۔

باب ۲۶

اس صورت حال کا حکم کہ جب کوئی شخص اپنے غلام کے فروخت کر دینے کا اقرار کرے اور پھر مر جائے مگر غلام اس کے وارث کے سامنے اپنی غلامی کا اقرار کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبداللہ کاہلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے چچا کا ایک غلام تھا جو کہ بھاگ کر انبار چلا گیا۔ میرا چچا اس کے پیچھے گیا اور کچھ عرصہ کے بعد واپس لوٹا۔ میں نے اس سے پوچھا: چچا جان! غلام کا کیا بنا؟ اس نے کہا میں نے اسے فروخت کر دیا ہے چنانچہ جب تک خدا نے چاہا میرا چچا زندہ رہا پھر وفات پا گیا۔ بعد ازاں وہ غلام آ گیا۔ اور آ کر کہا کہ میں تمہارے چچا کا غلام ہوں۔ اور میرا چچا چھوٹی اولاد چھوڑ گیا تھا جن کا میں ولی تھا۔ الغرض میں نے اس سے کہا کہ میرے چچا نے تو بیان کیا تھا کہ اس نے تجھے فروخت کر دیا تھا۔ غلام نے کہا کہ تمہارا چچا تمہیں ضرر وزیاں پہنچانا چاہتا تھا۔ اس نے اس چیز کو ناپسند کیا کہ کوئی ایسی بات کہے (مثلاً کہ غلام نہیں ملا)۔ جس سے تم (خوش ہو) اور اس کا مذاق اڑاؤ۔ بخدا میں اس کی اولاد کا غلام ہوں! تو؟ فرمایا: اپنے چچا کے قول کی تصدیق کر۔ اور غلام کو جھٹلا۔ اور اسے نکال دے اور اسے قبول نہ کر۔ (التہذیب)

❖ بیع سلف و سلم[1] کے ابواب ❖

(اس سلسلہ میں کل تیرہ (۱۳) باب ہیں)

باب ۱

بیع سلف میں (بیع کی) جنس اور وصف کا بیان کرنا شرط ہے۔ اور یہ بیع ہر اس چیز میں صحیح ہے جس کا وصف سے ضبط میں لانا ممکن ہو۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جمیل بن درّاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس مال و متاع میں بیع سلف صحیح ہے۔ جس کا طول و عرض (وغیرہ) بیان کر دیا جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیوان میں بیع سلم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ تم اس کا سن و سال (وغیرہ) بیان کر دو۔ (الفروع)

۳۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ایسی بکریوں کی بیع سلم کرتا ہے جو ہنوز بچہ ہوں (اور (ان کے سامنے کے دانت گر رہے ہوں) یا ان کے علاوہ ایک مقررہ مدت تک؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے! یہاں تک کہ فرمایا کہ کپڑوں اور کمبلوں کا حکم بھی گندم، جو، زعفران اور بکریوں والا ہے (کہ ان میں بھی بیع سلم جائز ہے جبکہ ان کی وصف بیان کر دی جائے جس سے جہالت دور ہو جائے)۔ (کتب اربعہ)

۴۔ سلیمان بن خالد ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کھجور اور فصل کے علاوہ کسی اور چیز میں بیع سلم کرتا ہے تو؟ فرمایا: کسی خاص چیز کا نام لے لے اور کسی خاص مدت تک!! (تو پھر درست ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

---

[1] قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے کہ بیع سلف و سلم ادھار کی ضد ہے۔ یعنی ادھار میں جنس نقد لی جاتی ہے اور قیمت بعد میں ادا کی جاتی ہے۔ اور بیع سلف و سلم میں قیمت نقد ادا کی جاتی ہے اور جنس بعد میں لی جاتی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۵۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حیوان میں بیع سلم جائز ہے؟ فرمایا: جب سن وسال معلوم ہوں اور دانت شمار ہوں (دوگی، چوگی وغیرہ) تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جانور میں بیع سلم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ تم اس جانور کے اوصاف بیان کر دو جس میں سلم کر رہے ہو۔ پس اگر تمہیں اس کے مطابق مال دیا گیا تو فبہا ورنہ تم اپنے درہموں (رقم) کے زیادہ حقدار ہوگے (واپس لے لینا)۔ (التہذیب)

۷۔ ابن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پھل فروٹ میں بیع سلم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روٹی قرض لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی پانی کے گھڑے اور مشکیزے خریدنے میں کوئی حرج ہے۔ اور نہ ہی دو پیسے کے عوض ایک پیسہ، اور دو مٹکے کے عوض دو مٹکے خریدنے میں کوئی مضائقہ ہے۔ (کیونکہ یہ معدودات میں سے ہیں) اور پیسوں میں بیع سلف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳ و ۵ و ۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس بات پر بھی کہ ریشم، دودھ یا چڑے، حیوان، زعفران، غلام، طعام، چارہ، کھجور، پھل، پینل، خربوزہ اور انگور میں بھی بیع سلم جائز ہے۔

باب ۲

ان چیزوں میں بیع سلف جائز نہیں ہے جنہیں وصف سے ضبط نہ کیا جا سکے جیسے گوشت اور پانی کے مشکیزے اور بدلنے کی شرط پر بکریاں خریدنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا گوشت میں بیع سلف جائز ہے؟ فرمایا: ہرگز اس کے نزدیک نہ جانا۔ کیونکہ وہ (قصاب کبھی) تمہیں موٹے جانور کا گوشت دے گا، کبھی بیمار کا، اور کبھی کمزور کا دے گا۔ لہٰذا اسے دیکھ کر نقد و نقد معاملہ کرو۔ پھر آپؑ سے پانی کے مشکیزوں کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس کے بھی قریب نہ جاؤ۔ کیونکہ وہ (سقا) کبھی پورے مشکیزے دے گا اور کبھی ادھورے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ دیکھ کر نقد و نقد سودا کرو۔ کہ ایسا کرنا

تمہارے اور اس کے لئے انسب واسلم ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ محمد بن حباب جلاّب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص سو بکریاں اس شرط پر خریدتا ہے کہ ان میں سے اتنی اتنی تبدیل کر سکے گا؟ فرمایا: یہ جائز نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور یہ کہ مبیع کا وصف کے ساتھ ضبط کرنا شرط ہے۔

باب ۳

بیع سلم کی صحت میں مدت کا اس طرح معلوم ومعیّن ہونا شرط ہے کہ جس میں کمی وبیشی کا احتمال نہ ہو۔ جیسے پھل کا سرخی مائل ہونا اور کٹائی تک پہنچنا (کہ اس میں کمی بیشی کا احتمال ہے)۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص فصل اور خرما کے علاوہ کسی اور چیز میں بیع سلم کرتا ہے؟ فرمایا: وزن معلوم ہو اور وقت معلوم کا نام لے۔ (تو پھر جائز ہے)۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ریشم اور اس ساز وسامان کے بارے میں بیع سلف کرنے کے بارے میں سوال کیا جو ان کے شہر میں بنایا جاتا ہے؟ فرمایا: جب وقت معلوم تک ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر وزن معلوم ہو اور مدت بھی معلوم ہو تو بیع سلم میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ مگر دانہ کے سرخی مائل ہونے تک یا کٹائی تک سلم نہ کرو (کہ اس میں کمی وبیشی کا احتمال ہے)۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حدید بن حکیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے قصاب سے چمڑے خریدے تھے اور اب اسے روزانہ کچھ مخصوص قیمت ادا کرتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس صورت پر محمول ہے کہ ادائیگی کی مدت معیّن ہو اگرچہ وہ مدت متعدد ہی کیوں نہ ہو۔

۵۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ریشم اور دوسرے ساز وسامان میں بیع

سلف کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب وقت معلوم تک ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، پھر جانور میں سلف کے بارے میں سوال کیا۔ جبکہ اس کا وصف بیان کر دیا جائے اور وقت معلوم تک ہو نیز طعام کے بارے میں بھی سوال کیا۔ جبکہ اس کا وزن بھی معلوم ہو اور مدت بھی معلوم؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مضمون پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ و ۶ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز مخفی نہ رہے کہ وہ حدیثیں جو بعض سابقہ ابواب میں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو چیز فی الحال آدمی کے پاس نہ ہو۔ اس کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے وہ ان حدیثوں کے منافی نہیں ہیں (بلکہ وہ ان کے موافق ہیں) کیونکہ وہ سپردگی کی مدت مقرر کرنے کی شرط پر دلالت کرتی ہیں جبکہ بیع سلف کا ارادہ کیا جائے جیسا کہ ظاہر ہے۔

باب ۴

بیع سلف میں کئی اوقات ہو سکتے ہیں بایں طور کہ مبیع کے ہر ہر جزء کا ایک وقت مقرر ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاد حناط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس بکریاں ہیں جن کو وہ دھوتا ہے اور ان کا ہر دن بہت سا دودھ ہوتا ہے اگر اس سے پانچ سو رطل (یا اس سے کم و بیش) مخصوص درہم کے عوض خریدا جائے کہ وہ ہر روز چند خاص رطل لیتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اس کی مقدار پوری ہو جائے تو؟ فرمایا: اس قسم کے معاملہ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے! (الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا و ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جس چیز کی بیع سلف کی جائے اس کا مقررہ وقت پر غالباً موجود ہونا شرط ہے۔ اگرچہ معاملہ کرتے وقت معدوم ہو۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک ایسی چیز ایک مدت تک فروخت کی جو (فی الحال) اس کے

پاس موجود نہ تھی۔ مگر اس نے (مقررہ وقت پر) اس کے حاضر کرنے کی ضمانت دی تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک ایسا شخص جس کے پاس نہ زراعت ہے، نہ خوراک (گیہوں) ہے۔ اور نہ ہی کوئی جانور مگر وہ طعام (خوراک) کی بیع سلف کرتا ہے۔ ہاں البتہ جب ادائیگی کا وقت آئے گا اور وہ طعام خرید کر ادائیگی کر دے گا؟ فرمایا: جب وقت مقرر پر ادائیگی کا ضامن ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ عرض کیا: اگر وہ اس وقت کچھ حصہ ادا کر دے اور باقی کی ادائیگی سے عاجز ہو۔ تو میرے لئے روا ہے کہ اس باقیماندہ حصہ کی قیمت واپس لے لوں؟ فرمایا: ہاں۔ یہ بات کس قدر عمدہ ہے؟ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ ابومخلد سرّاج بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ معتّب داخل ہوا۔ اور عرض کیا کہ دروازہ پر دو شخص کھڑے ہیں۔ فرمایا: انہیں اندر لاؤ۔ چنانچہ وہ داخل ہوئے اور (سلام وکلام کے بعد) ایک نے عرض کیا کہ میں قصاب ہوں۔ اور میں بکریوں کو ذبح کرنے سے پہلے ان کی کھالیں (بطور بیع سلف) فروخت کر دیا کرتا ہوں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن ان بکریوں کو کسی خاص زمین کی طرف نسبت دے دیا کرو کہ فلاں علاقہ کی بکری کی کھال (اتنی قیمت پر)۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحّام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک شخص سے پیتل کا سو (۱۰۰) من (سلف کے طور پر) خریدا۔ جس کے پاس اس وقت کچھ بھی نہ تھا؟ فرمایا: جب (اپنے مقررہ وقت پر) مقررہ وزن ادا کر دے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۶

جس چیز کی بیع سلف کی جائے اس کا ناپ تول کے ذریعہ سے اندازہ لگانا نیز اس کی قیمت مقرر کرنا شرط ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا طعام کا خاص پیمانہ سے وزن کرکے مقررہ وقت تک فروخت کرنا صحیح ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے کچھ گندم یا جو (بطور بیع سلف) مقررہ مدت تک چند درہم کے عوض فروخت کیے۔ جو پانچ تھیلیوں میں موجود تھے.......... فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے.......... پھر عرض کیا کہ ایک شخص نے زعفران کے بیس مثقال یا اس سے کم وبیش کو چند درہم کے عوض فروخت کیا۔ تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ و ۵ میں اور اس سے پہلے باب ۴ و ۱۱۸ از شرائط بیع میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

کراہت کے ساتھ مختلف مال ومتاع کا دوسرے مال ومتاع کے ساتھ بیع سلف کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان چیزوں کے جو ناپی جاتی ہیں بطور سلف ان چیزوں کے عوض جو تولی جاتی ہیں فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے دوسرے کو زیتون کا تیل بطور سلف دیا اور اس کے عوض اس سے گھی لیا تو؟ فرمایا: مناسب نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

(**نوٹ**) ایک اور روایت میں اسے "لاینبغی" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الربا (نمبر ۱۳) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۸

اگر بیع سلف میں مافی الذمہ کو قیمت قرار دیا جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شخص سے کچھ درہم لینے تھے۔ پس اس شخص نے ان پر خوراک پیش کی۔ تاکہ وہ ایک وقت تک (بطور سلف) فروخت کرے! اسماعیل

نے کسی شخص سے کہا کہ وہ اس سلسلہ میں آپ (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کرے۔ آپؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بعد ازاں اسماعیل نے خود آپؑ سے رجوع کیا اور ماجرا بیان کیا کہ میں نے فلاں شخص سے کہا تھا کہ وہ آپ سے یہ مسئلہ دریافت کرے چنانچہ اس نے پوچھا اور آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے! فرمایا: تمہارے علاقہ والے (فقہاء) کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا: وہ کہتے ہیں یہ فاسد ہے۔ فرمایا: پھر ایسا نہ کر۔ الخ۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں یہ آخری ممانعت تقیہ پر محمول ہے۔

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرضہ کو قرضہ کے عوض فروخت کیا جائے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہونے کا احتمال رکھتی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ کراہت پر محمول ہو۔ اور ممکن ہے کہ اتحاد جنس پر محمول ہو۔

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا قرضہ میں بیع سلف جائز ہے؟ فرمایا: جب کوئی تم سے فلاں فلاں چیز فلاں فلاں (قیمت) کے عوض خریدے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں قبل ازیں بیع صرف میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

جس چیز کی بیع سلم کی جائے اگر بائع و مشتری راضی ہوں تو اس کی مقررہ قیمت سے کم و بیش قیمت وصول کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کسی (جانور) کی بیع سلف کرتا ہے اور اس کے سن وسال اور رنگ وغیرہ متعین کر دیتا ہے اور پھر (سپردگی کے وقت) اس وصف سے کم یا اس سے زیادہ پیش کرتا ہے تو؟ فرمایا: جب تم (خریدار) اور وہ (فروخت کنندہ) دونوں اس پر راضی ہو جائیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ قتیبہ اعشی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے بکریوں کی بیع سلم کی تھی س و سال متعین کئے اور مدت متعین تک کی۔ مگر ادائیگی کے وقت اس نے ثرین (جس کے سامنے والے دو دانت گر گئے ہوں) کی بجائے رُباعی (جس کے سامنے والے چار دانت گرے ہوئے ہوں) پیش کی؟ فرمایا: کیا اس نے سن و سال معلوم اور مدت معلوم تک معاملہ نہیں کیا تھا؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: (ہر دو فریق کی رضامندی سے) کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ معاویہ (بن وھب) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی جانور کی بیع سلم کی اس کا سن و سال متعین کیا۔ مگر ادائیگی کے وقت اس سے کمتر پیش کیا تو؟ فرمایا: جب تمہاری اور اس کی رضامندی سے ایسا کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) کہ تمہارے ساتھی (خریدار) کی خوشی اور رضامندی کے بغیر مقررہ شرط سے فروتر جانور (یا مال) کا لینا جائز نہیں ہے۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں نے ایک شخص سے (بیع سلم میں) سرخ رنگ پکڑنے والی کھجور کا ٹوکرا لینا تھا مگر میں اس سے تازہ (عمدہ) کھجور کا ٹوکرا لیتا ہوں۔ اور یہ اس سے (مقدار میں) بھی کم ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر عرض کیا: میں نے اس سے سرخ رنگ پکڑنے والی کھجور کا ٹوکرا لینا تھا۔ مگر میں اس سے خشک کھجور کا ٹوکرا لیتا ہوں اور یہ اس سے (مقدار میں) زیادہ ہے؟ فرمایا: ایسا کرنا تب جائز ہے کہ جب ایسا معاملہ تمہارے درمیان متعارف ہو۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص (کسی جانور کی) مقررہ سن و سال اور مقررہ رنگ کے ساتھ بیع سلف کرتا ہے مگر ادائیگی کے وقت اس سے عمدہ مال دیتا ہے تو؟ فرمایا: جب اس کی اور تمہاری خوشی و رضامندی سے ایسا کیا جائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے بیع صرف (باب ۱۲)، باب الصدقہ (باب ۳۰) وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الرہن (نمبر ۲۰ و ۳۲) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

اس متاع کا حکم جس کی بیع سلف کی جائے اور اسے اپنے قبضہ اور تحویل میں لینے سے قبل اس کو آگے فروخت کر دیا جائے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم کوئی ایسا مال (بطور بیع سلف) خریدو جس کا تعلق ناپ تول سے ہو تو جب تک اسے اپنے قبضہ میں نہ لے لو اسے آگے فروخت نہ کرو۔ مگر یہ کہ تم (قبضہ) کے متولی ہو اور اگر اس کا تعلق ناپ تول سے نہ ہو تو پھر بے شک اسے (قبضہ میں لینے سے پہلے) فروخت کر سکتے ہو۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے ذمہ کسی کا ایک کُر طعام تھا۔ تو اس نے کسی اور شخص سے ایک کُر طعام خریدا۔ اور اپنے طلبگار سے کہا کہ جاؤ اور اپنا کُر (فلاں سے) حاصل کرو۔ تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب العقود (باب ۱۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

جب مقررہ وقت پر وہ چیز دستیاب نہ ہو جس کی بیع سلف کی گئی ہے تو خریدار کو معاملہ فسخ کر کے اپنا مال (قیمت) کے واپس لینے کا حق حاصل ہوگا۔ اور اسے یہ بھی حق حاصل ہے کہ مبیع کا کچھ حصہ لے لے اور باقی کی قیمت واپس لے لے۔ اور موجودہ وقت کے مطابق قیمت لینے کا حکم؟

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو چھوڑ کر باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اگلے دو، چار دانت ٹوٹی ہوئی بکریوں کی مقررہ مدت تک بیع سلف کی۔ تو؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر بائع طے شدہ مال سپرد نہ کر سکے تو جس قدر بکریاں دے سکے خواہ نصف، ثلث، یا دو ثلث تو وہ خریدار لے لے اور باقی کی قیمت واپس لے لے۔ اور مقررہ شرائط سے کم بھی وصول کر سکتا ہے۔ مگر شرائط سے زیادہ وصول نہ کرے اور کمبلوں کا حکم بھی گندم، جو، زعفران اور بکریوں والا ہے۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیبین)

۲۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص فصل کی بیع سلف کرتا ہے۔ چنانچہ مقررہ وقت پر وہ خوراک کا کچھ حصہ تو لے لیتا ہے مگر باقیماندہ اسے نہیں ملتا۔ اور خریدار اس پر اس کی اصل قیمت پیش کرتا ہے؟ فرمایا: وہ اسے حاصل کرے کہ یہ اس کے لئے حلال ہے۔
(الفروع، التہذیب)

۳۔ ابان بن عثمان بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے چند درہم کے عوض طعام کی مقررہ وقت تک بیع سلف کی تھی! اور جب ادائیگی کا وقت آیا تو بائع نے کہا کہ میرے پاس طعام نہیں ہے۔ لیکن تو (بازار میں) دیکھ کہ اس کی (رائج الوقت) قیمت کیا ہے وہ مجھ سے لے لے؟ فرمایا: ایسا کرنے میں کوئی مضایقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے چند مخصوص درہم کے عوض گندم کی بیع سلف کی۔ مگر جب ادائیگی کا وقت آیا تو اس کے پاس گندم نہ تھی مگر اس کے پاس کچھ جانور، کچھ سامان اور کچھ غلام پائے گئے۔ آیا خریدار کے لئے جائز ہے کہ اپنے گندم کے عوض ان چیزوں میں سے کچھ لے لے؟ فرمایا: ہاں۔ نام لیتا جائے یہ اتنے صاع (گندم) کے عوض ہے اور یہ اس کے عوض ہے۔
(کتب الاربعہ)

۵۔ حسن بن علی بن فضال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ سوال پوچھا تھا کہ ایک شخص سے میں خوراک (گندم وغیرہ) کی بیع سلف کرتا ہوں اور جب ادائیگی کا وقت آتا ہے تو میرے پاس خوراک (گندم وغیرہ) نہیں ہوتی۔ تو میں اسے اس کی رائج الوقت) قیمت کے برابر درہم دے سکتا ہوں؟ فرمایا: (لکھا) ہاں۔ (الفروع۔ (التہذیب، الاستبصار)

۶۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی آدمی کو کنیز کی خریداری کے لئے کچھ چاندی (بطور بیع سلف) دی تھی مگر وقت آنے پر اس آدمی نے کہا: مجھے کنیز نہیں ملی۔ لہٰذا تم اس کی موجودہ قیمت کی چاندی لے لو؟ فرمایا: وہ (خریدار) صرف اپنی کنیز وصول کرے یا وہی چاندی وصول کرے جو اس نے ادا کی تھی۔ اس سے زائد نہ لے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں (کہ چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ روایتوں کے منافی ہے جن سے رائج الوقت قیمت وصول کرنا جائز ثابت ہوتا ہے لہٰذا اس کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں) کہ (۱) یہ استحباب پر محمول ہے (کہ صرف اپنی ادا کردہ قیمت وصول کرے زائد نہ لے)۔ (۲) اور (مبیع کو) قبضہ میں لینے سے پہلے (کنیز کو) زیادہ

قیمت پر فروخت کرنا مکروہ ہے۔ (۳) ممکن ہے کہ فریقین نے عقد فسخ کر دیا ہو۔ (لہٰذا اس صورت میں اپنی ادا کردہ قیمت ہی وصول کرے گا)۔

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے کچھ طعام (گندم وغیرہ بطور بیع سلف) چند درہم کے عوض فروخت کیا اور جب ادائیگی کا وقت آیا تو خریدار نے تقاضا کیا۔ مگر اس نے کہا: میرے پاس طعام نہیں ہے لہٰذا تو اپنے درہم (واپس) لے لے۔ تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے اس کے لئے اس کے درہم ہیں۔ ان سے جو چاہے حاصل کرلے۔ (کتب اربعہ)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام معصوم علیہ السلام) کی خدمت میں لکھا کہ ایک شخص نے کسی آدمی سے خرما یا گندم یا جو یا کپاس لینی تھی (بطور بیع سلف وغیرہ) مگر جب ادائیگی کا وقت آیا اور اس نے تقاضا کیا تو اُس نے کہا: اپنے مال کی مقدار کے مطابق مجھ سے درہم لے لے۔ آیا اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ امام نے جواب میں لکھا ہر دو کی رضامندی سے ایسا کرنا جائز ہے انشاء اللہ۔ (التہذیب)

۹۔ ایک اور روایت میں جو بروایت علی بن جعفر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: اگر کسی شخص نے (بطور بیع سلف وغیرہ) کسی سے ایک کُرّ گندم لینی ہو۔ تو اس کے ناپ تول کے مطابق اس کے عوض جو یا خرما لے سکتا ہے۔ (ایضاً۔ قرب الاسناد)

۱۰۔ عبداللہ بن بکیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے بعض ان پھلوں کی بیع سلف کی جن کی عام لوگ بالعموم کرتے ہیں مگر ان کا وقت رخصت ہوگیا۔ مگر وہ اپنا مال وصول نہ کرسکا تو؟ فرمایا: اپنا رأس المال واپس لے لے یا پھر اسے (بائع) کو مہلت دے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۱۱۔ یعقوب بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (امام محمد باقرؑ) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک سو درہم کے عوض کچھ گندم اور پھل کی بیع سلف کی۔ اور جب ادائیگی کا وقت آیا اور مشتری نے آکر اپنے مطلوبہ مال کا مطالبہ کیا تو بائع نے کہا کہ بخدا میرے پاس تمہارے مطلوبہ مال کا صرف نصف موجود ہے۔ لہٰذا اگر تو چاہے تو اپنی قیمت کے عوض آدھا مال لے لے اور آدھی چاندی (درہم) تو؟ فرمایا: جب اسی طرح چاندی وصول کرے جس طرح دی تھی۔ تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

اس شخص کا حکم؟ جو کسی شخص کے ہاتھ طعام (گندم وغیرہ) یا کچھ اور چیز ایک مدت تک فروخت کرے اور جب ادائیگی کا وقت آئے تو چاہے کہ اپنے ادا کردہ درہموں کے عوض اسی قسم کی چیز حاصل کرے جیسی اس نے فروخت کی تھی۔ یا خریدار (اپنے) درہم (واپس) لے کر اپنے لئے کچھ مال خریدے؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کچھ طعام (گندم وغیرہ) کے خریدنے کے سلسلہ میں بطور بیع سلف کچھ درہم دیے۔ اور جب طعام ادا کرنے کا وقت داخل ہوا۔ تو اس شخص (بائع) نے وہ درہم (خریدار) کے پاس بھیج دیے۔ اور کہلا بھیجا کہ ان سے طعام (گندم وغیرہ) خرید کر اپنا حق پورا کر لو تو؟ فرمایا: میں مناسب جانتا ہوں کہ (رفع تہمت کے لئے) کسی اور شخص کو اس خریداری کا متولی بناؤ۔ ہاں البتہ خود اس شخص کے ہمراہ جاؤ تا کہ اپنا حق حاصل کر سکو۔ اور خود تنہا خریداری نہ کرو۔ (یہاں تک کہ) میں نے پھر سوال کیا۔ کہ ایک شخص نے (دوسرے شخص سے تازہ یا خشک کھجور کے کئی بوجھ لینے ہیں۔ اور وہ شخص کئی دینار اس کے پاس بھیجتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ان سے خرید کر اپنا حق وصول کر و تو؟ فرمایا: جب وہ اسے امین سمجھ کر ایسا کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب، کذا عن عبدالرحمن بن ابن عبداللہ عن الصادق علیہ السلام)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود خالد بن حجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں نے ایک شخص کے ہاتھ کچھ طعام (گندم وغیرہ) کچھ مدت تک (بطور بیع سلف) فروخت کیا اور جب جنس کی ادائیگی کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا کہ میرے درہم مجھے دو۔ اس نے کہا: میرے پاس درہم تو نہیں ہیں۔ البتہ میرے پاس طعام (گندم وغیرہ) موجود ہے وہ مجھ سے خرید لو۔ تو؟ فرمایا: اس سے نہ خریدو۔ کیونکہ اس میں کوئی خیر وخوبی نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب وہ شخص (بائع) اپنے (فروخت کردہ) طعام سے زیادہ یا کم وصول کرے اور حدیث نمبر ۱ کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب اس سے اسی طرح خریدے جس طرح بیچا تھا۔

۳۔ عبدالصمد بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ محمد بن قاسم حناط نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا

اور کہا: اصلحک اللہ! میں ایک شخص کے ہاتھ ایک مدت تک کچھ طعام فروخت کرتا ہوں اور جب میں اس کے پاس جاتا ہوں تو وہ کہتا ہے کہ میرے پاس درہم (قیمت) نہیں ہے۔ جبکہ اس طعام کا اس وقت نرخ بدلا ہوا تھا تو؟ فرمایا: اس سے وہی طعام موجودہ بھاؤ کے حساب سے لے لو! محمد بن قاسم حنّاط نے کہا: اصلحک اللہ! میرا مطلب سمجھنے کی کوشش کریں وہ طعام وہی ہے جو اس نے مجھ سے خریدا تھا۔ (تو بدلتے ہوئے نرخ پر میں کس طرح خریدوں؟) فرمایا: اچھا پھر اس وقت تک اس سے (اپنی رقم) نہ لے جب تک وہ اس چیز کو (دوسری جگہ) فروخت کر کے (قیمت) تمہیں ادا نہ کرے۔ حنّاط نے کہا کہ خدا نے میری ناک رگڑی کہ امامؑ نے پہلے مجھے رخصت دی۔ اور جب میں نے ان کی بات رد کی تو انہوں نے معاملہ سخت کر دیا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود جناب علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی کے ہاتھ کوئی چیز ایک مدت تک فروخت کی۔ اور وہ چیز اس (خریدار) کے پاس موجود تھی۔ پس مقررہ وقت پر بائع اس کے پاس گیا۔ اور اس سے کہا کہ تو وہ چیز میرے ہاتھ قیمت خرید سے کم قیمت پر فروخت کر دے اور جو رقم میں نے تجھ سے لینی ہے میں اس میں سے کچھ کم اس کے عوض چکا دوں گا تو آیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: جب ہر دو شخص اس پر راضی ہو جائیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد، بحار الانوار)

۵۔ علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی سے دس درہم لینے ہیں اور یہ اس کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ تو میرے لئے ایک کنیز خرید کر اور اسے فروخت کر اور اس کی قیمت وصول کر۔ پس اگر تجھے نقصان ہوا تو وہ میں پورا کروں گا۔ آیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: جب دونوں راضی ہیں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹ و ۱۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

اس شخص کا حکم جو ایک خاص بستی کا طعام (گندم وغیرہ) بطور بیع سلف خرید کرے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک مخصوص بستی کا طعام (گندم وغیرہ) بطور بیع سلف خرید کیا تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔ پس اگر غلہ برآمد ہوا تو فبہا اور اگر نہ ہوا تو اس کا (بائع پر) دین رہے گا۔ (یہاں تک کہ بائع

ادا کرے)۔(التہذیب، الفقیہ)

۲۔ ابن حجاج کرخی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ہر وہ طعام (غلہ) جو تم کسی ڈھیری سے خریدو۔ اور وہ کسی خدائی آفت سے تباہ ہو جائے تو خریدار کے لئے صرف اس کا رأس المال ہوگا! اور جو شخص کسی سے کچھ طعام (غلہ) خریدے مگر وہ کسی خاص دیہات یا خاص بستی کا تذکرہ نہ کرے۔ تو مالک پر اس کی ادائیگی واجب ہوگی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے۔

۳۔ خالد بن حجاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک مخصوص بستی کا غلہ خریدا۔ مگر اس کا مخصوص نام نہیں لیا۔ فرمایا: وہ (مالک) جہاں سے چاہے گا وہ غلہ ادا کرے گا۔ (التہذیب، الفروع)

دَین اور قرض کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل بتّیس (۳۲) باب ہیں)

باب ۱

بے نیازی کی صورت میں قرضہ لینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم قرضہ کے غلبہ سے، لوگوں (دشمنوں) کے غلبہ سے اور رانڈ کی ہلاکت سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دَین (قرضہ) سے بچو کہ وہ دِین کے لئے شین (عیب) کا باعث ہے۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

۳۔ اسی سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: قرضہ سے بچو کہ یہ رات کے وقت ہم و غم اور دن کے وقت ذلت و رسوائی کا سبب ہے۔ اور دنیا میں قضاء ہے (ادا کرنا ہے) اور آخرت میں بھی قضاء ہے (ادا کرنا ہے)۔ (الفقیہ، علل الشرائع، الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص بقا چاہتا ہے حالانکہ کسی (مخلوق کے لئے) بقا نہیں ہے تو وہ صبح سویرے کھانا کھائے (پھر دن بھر کھانا نہ کھائے)، جوتا عمدہ پہنے اور چادر کو کوتاہ کرے اور عورتوں سے مباشرت کم کرے۔ عرض کیا گیا کہ چادر کے کوتاہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: قرضہ کم لے۔ (الفقیہ)

۵۔ باسناد خود ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: میں کفر اور قرضہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ قرضہ کو کفر کے برابر جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! (علل الشرائع، الخصال)

۶۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جب تک مومن پر قرضہ رہتا ہے اس کا نفس برابر لٹکا رہتا ہے۔ (علل الشرائع)

۷۔ بعض معصومین علیہم السلام سے مروی ہے، فرمایا: مقروض (جس نے قرضہ ادا نہیں کیا ہوگا) کو اس حالت میں قیامت کے دن لایا جائے گا کہ وہ وحشت کی شکایت کرتا ہوگا۔ پس اگر اس کے پاس کچھ نیکیاں ہوئیں تو وہ اس کے قرض خواہ کو دے دی جائینگی اور اگر نہ ہوئیں تو پھر قرض خواہ کی برائیاں اس کے کھاتہ میں ڈال دی جائینگی۔ (ایضاً)

۸۔ ابو الحسن لیثی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے بڑا درد آنکھ کا درد ہے اور سب سے بڑی مشقت قرض کی مشقت ہے۔ (ایضاً والفروع)

۹۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ فرمایا: قرضہ زمین میں خدا کی رسّی ہے۔ پس جب وہ کسی بندہ کو ذلیل وخوار کرنا چاہتا ہے تو اس کی گردن میں یہ رسّی ڈال دیتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے جلد ۲ باب ۳۲ از ملابس میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب ۲ و ۶ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

ضرورت کے وقت قرضہ لینا جائز ہے؟

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک انصاری شخص فوت ہوا جس کے ذمہ دو دینار قرضہ تھا۔ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی تھی۔ اور فرمایا کہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھو یہاں تک اس کے بعض رشتہ داروں نے قرضہ کی ادائیگی کی ضمانت دی؟ امام نے فرمایا: یہ بات برحق ہے۔ پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لئے ایسا کیا تھا تاکہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں اور ایک دوسرے کا قرضہ ادا کریں اور اسے سبک نہ سمجھیں۔ ورنہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو وہ مقروض تھے۔ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو ان کے ذمہ بھی قرضہ

تھا، جب امام حسن علیہ السلام شہید ہوئے تو وہ بھی مقروض تھے۔ اور جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو ان کے ذمہ بھی قرضہ تھا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع وغیرہ)

۲۔ موسیٰ بن بکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ جو شخص بطریق حلال یہ روزی تلاش کرے تاکہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات پر صرف کرے تو وہ راہِ خدا میں جہاد کرنے والے شخص کی مانند ہوتا ہے اور اگر تنگدستی میں مبتلا ہو جائے تو پھر خدا و رسولؐ کے بھروسہ پر قرضہ لے لے۔ جس سے اپنے اہل وعیال کی قوت (لایموت) کا اہتمام کرے۔ (الفروع، قرب الاسناد، التہذیب)

۳۔ عباس بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تنگدستی میں گرفتار ہوئے اور اپنے ایک غلام کے پاس گئے۔ اور اس سے فرمایا: میری وسعت تک مجھے دس ہزار درہم قرضہ دے۔ (الفروع)

۴۔ حمدان بن ابراہیم ہمدانی مرفوعاً بعض صادقین سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں آدمی کے لئے اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اس کے ذمہ کچھ قرضہ ہو جس کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہو۔ (الفروع)

۵۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کوئی شخص اپنی پشت پر قرضہ کا بوجھ نہ لادے۔ مگر یہ کہ اس کے پاس ادائیگی کی قدرت ہو۔ اور اگر کوئی شخص لوگوں کے دروازوں پر (کاسۂ گدائی لے کر) گردش کرے اور وہ اسے ایک یا دو لقمے یا ایک یا دو کھجوریں دیں (تو یہ اس سے بہتر ہے کہ قرضہ لے) مگر یہ کہ اس کا کوئی ولی (شرعی) ہو جو اس (کی موت) کے بعد اس کا قرضہ ادا کرے۔ اور ہم سے کوئی مرنے والا نہیں ہے مگر یہ کہ خدا اسے کوئی نہ کوئی ایسا ولی عطا فرماتا ہے جو اس کے وعدے اور قرضے پورے کرتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ موسیٰ بن بکر بیان کرتے ہیں کہ میں نے بے شمار بار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا

ع

فان یك یا امیم علیّ دین فعمران بن موسیٰ یستدین

اے امیمہ! اگر میرے اوپر قرضہ ہے (تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟) جناب موسیٰ بن عمران بھی تو قرضہ لیتے تھے۔ (الفروع)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ابی فدیک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مقروض جب تک قرضہ ادا نہ کرلے تب تک خدا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ بشرطیکہ حرام چیز کا قرضہ نہ لے۔ (الفقیہ)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب حضرت رسول خدا ﷺ کا انتقال پُر ملال ہوا تو ان کی زرہ مدینہ کے یہود میں سے ایک یہودی کے پاس گروی تھی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس سے بیس صاع جو اپنے اہل و عیال کے خرچہ کے لئے ادھار لئے تھے۔ (قرب الاسناد)

۹۔ جناب سید ابن طاؤسؒ اپنی کتاب کشف المحجہ میں ابراہیم بن محمد ثقفی ثقہ کی کتاب سے اور وہ باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام شہید ہوئے تو ان کے ذمہ آٹھ لاکھ درہم تھا۔ امام حسن علیہ السلام نے اپنی کچھ جائیداد، پانچ لاکھ درہم میں اور کچھ جائیداد تین لاکھ درہم میں فروخت کرکے وہ قرضہ ادا کیا۔ اور یہ سب کچھ اس لئے کہ آپ خمس میں سے کچھ نہیں لیتے ہیں۔ اور آپ پر بڑے نوائب و شدائد گزرتے تھے۔ (کشف المحجہ)

۱۰۔ نیز اسی کتاب میں عبداللہ بن بکیر کی کتاب کے حوالہ سے اور وہ باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو آپؑ کے اوپر کچھ قرضہ تھا۔ تو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنی کچھ جائیداد تین لاکھ درہم میں فروخت کرکے ان کا قرضہ ادا کیا اور ان کے وعدے پورے کئے جو ان کے ذمے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ از ملابس، باب ۳۰ از صدقہ، باب ۱ یہاں......) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

حج اور شادی وغیرہ جیسے جائز کاموں کے لئے قرضہ لینا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! ایک شخص قرضہ لے کر حج کرتا ہے؟ (جبکہ مستطیع ہو) فرمایا: ہاں! (جائز ہے)۔ عرض کیا: وہ قرضہ لیتا ہے اور شادی کرتا ہے؟ فرمایا: ہاں وہ صبح و شام خدا کی رونق کا انتظار کرے (کہ وہ اسے مالدار بنا دے گا)۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے صدقہ (باب ۳۰) حج (باب ۵۰) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴

قرضہ کی ادائیگی واجب ہے اور اگر کوئی راہِ خدا میں شہید ہو جائے تو اس سے قرضہ ساقط نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کی راہ میں قتل ہونا ہر گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے سوائے قرضہ کے کہ اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ مقروض اسے ادا کرے یا قرض خواہ اسے معاف کر دے۔ (الفروع، التہذیب، علل الشرائع، الخصال)

۲۔ ابو ثمامہ (ہمدان کے رہنے والے) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی بقیہ زندگی مکہ و مدینہ میں رہ کر گزاروں۔ مگر میرے ذمہ کچھ قرضہ ہے؟ امامؑ نے فرمایا: اپنے قرضہ کے ادا کرنے والے کی طرف رجوع کر۔ اور خیال رکھ کہ جب تو اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو تو تمہارے ذمہ کوئی قرضہ نہ ہو۔ کیونکہ مومن خیانت کار نہیں ہوتا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، علل الشرائع)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم میں سے ایک شخص کے ذمہ قرضہ ہے۔ اور اس کے پاس بقدر ضرورت کچھ مال ہے تو آیا وہ مال اپنے اہل و عیال کو کھلائے۔ یہاں تک کہ جب خدا اسے وسعت دے تو قرضہ ادا کرے یا (اس مال سے قرضہ ادا کرے اور خود) اس شدت اور تنگدستی کے دور میں قرضہ لے کر وقت گزارے یا صدقہ (اور خیرات) قبول کرے؟ فرمایا: جو کچھ اس کے پاس ہے اس سے تو اپنا قرضہ ادا کرے! اور اس وقت تک لوگوں کا مال نہ کھائے جب تک اس کے پاس ان کا حق ادا کرنے کی کوئی سبیل نہ ہو۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ ...... الآیۃ﴾ اپنے مالوں کو باطل طریقہ سے باہم نہ کھاؤ مگر یہ کہ باہمی رضامندی سے کاروبار کیا جائے۔ (الحدیث۔) (الفروع، الفقیہ، السرائر، التہذیب)

۴۔ عباس بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تنگدستی میں گرفتار ہوئے اور اپنے ایک غلام کے پاس گئے۔ اور اس سے فرمایا: وسعت مالی تک مجھے بطور قرضہ دس ہزار درہم دو۔ غلام نے کہا: مجھے کوئی وثیقہ چاہیئے! اس پر امامؑ نے اپنی چادر سے ایک ٹکڑا پھاڑا اور اس کے حوالہ کرتے ہوئے۔ فرمایا: لو یہ وثیقہ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ گویا غلام نے اسے پسند نہ کیا! جس پر امامؑ نے قدرے ناراض ہو کر فرمایا: میں ادائیگی کا زیادہ اہل ہوں یا حاجب بن زرارہ؟ (کافر)۔ غلام نے کہا کہ آپؑ زیادہ اہل ہیں! امامؑ نے فرمایا: وہ سو اونٹ کا

بوجھ لیتا ہے اور صرف اپنی کمان رہن رکھتا ہے جو کہ لکڑی کا ٹکڑا ہے۔ اور حاجب کافر ہے! اور وہ قرضہ ادا کر دیتا ہے۔ تو کیا میں اپنی چادر کا ٹکڑا گرو رکھ کر ادا نہیں کروں گا؟ اس پر غلام نے وہ ٹکڑا لے لیا۔ اور درہم دے دیئے۔ اور اس ٹکڑے کو ایک شیشی میں بند کر کے رکھ دیا۔ پس جب خداوند عالم نے امام علیہ السلام کو وسعت مالی عطا فرمائی تو آپؑ رقم لے کر اس غلام کے پاس گئے۔ اور فرمایا: میں تمہاری رقم لایا ہوں۔ میرا وثیقہ مجھے دے اور اپنا مال لے۔ غلام نے کہا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! وہ تو میں نے تلف کر دیا۔ امامؑ نے فرمایا: پھر تم اپنا مال بھی مجھ سے نہیں لے سکتے! میرے جیسے شخص کے وثیقہ کو سبک نہیں سمجھا جا سکتا! راوی کا بیان ہے کہ اس پر غلام نے وہ شیشی نکالی جس میں وہ وثیقہ موجود تھا اور وہ امامؑ کو پیش کیا جس پر امامؑ نے اس کے درہم اس کے حوالے کئے۔ اور وثیقہ لے کر پھینک دیا اور واپس تشریف لے گئے۔[1] (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بشار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شہید کے خون کا پہلا قطرہ اس کے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے سوائے قرضہ کے کیونکہ اس کا کفارہ صرف اس کی ادائیگی ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ عبداللہ بن فضل ہاشمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ جو ان سے دشمنی کرے گا وہ ذلیل ہوگا: (۱) والد۔ (۲) بادشاہ۔ (۳) قرض خواہ۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۶ از مکاسب) اور یہاں باب ۱ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ و ۷ و ۸ و ۲۲ اور ج ۷ باب ۶ از نفقات میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جب آدمی قرضہ کی ادائیگی سے عاجز ہو تو اس کے ادا کرنے کی نیت کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالغفار جازی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مر گیا جس کے ذمہ قرضہ تھا؟ (اس کا انجام کیا ہوگا؟) فرمایا:

---

[1] اس واقعہ میں امام علیہ السلام نے باہمی تعلقات و روابط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قرضہ لینے دینے کے آداب کس خوبصورتی سے سکھاتے ہیں؟ اور جس حسن و خوبی سے قرآنی احکام پر عمل کر کے دکھایا ہے خدا سب اہل ایمان کو ان احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا کہ ان کا مال ضائع ہونے سے بچ جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اگر اس نے جائز طریقہ سے حاصل کیا تھا۔ اور اس کی نیت بھی تھی کہ ادا کرے گا۔ (مگر ادا نہ کرسکا) تو خدا اس کا مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ مگر وہ شخص جس کا ارادہ ہو کہ وہ امانتی مال ادا نہیں کرے گا تو وہ بمنزلۂ چور کے ہے۔ اور یہی حکم زکوٰۃ کا ہے (کہ اگر ادائیگی کا ارادہ تھا مگر نہ کرسکا تو خدا مؤاخذہ نہیں کرے گا اور اگر ارادہ ہی نہیں تھا تو وہ بمنزلۂ چور کے متصور ہوگا)۔ اور یہی حکم اس شخص کا ہے جو عورتوں کے حق مہر کو ہضم کرنا چاہتا ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن فضال بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص قرضہ لے مگر ادائیگی کا ارادہ نہ ہو تو وہ بمنزلۂ چور کے ہے۔ (الفروع)

۳۔ حسن بن علی بن رباط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس شخص کے ذمہ قرضہ ہو اور وہ اس کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہو تو خدا کی طرف سے اس کے ہمراہ دو محافظ (فرشتے) ہوتے ہیں جو اس ادائیگی میں اس کی اعانت کرتے ہیں۔ اور اگر اس کی نیت میں قصور و فتور آجائے تو اس قصور و فتور کے مطابق ان کی اعانت میں بھی کمی آجاتی ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے قرضہ کا تقاضا کیا جبکہ میں وہاں موجود تھا۔ امامؑ نے اس سے فرمایا کہ آج ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ البتہ ہمارے پاس کچھ مال اور وسمہ آنے والا ہے۔ ہم اسے فروخت کرکے ادا کر دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ! اس شخص نے کہا (وقت مقرر کا) وعدہ کریں! امامؑ نے فرمایا: بھلا میں تجھ سے کس طرح وعدہ کرسکتا ہوں جبکہ مجھے جس مال کی کوئی امید نہیں ہے۔ (بفضلہ تعالیٰ) اس پر مجھے زیادہ امید ہے بہ نسبت اس مال کے جس پر امید ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی شخص کے پاس قرضہ لینے کے لئے جائے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ یہ قرضہ ادا نہیں کرے گا۔ تو وہ عادی چور ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس قسم کی کچھ حدیثیں باب المہور (باب ۱۱ اور باب ۲۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

مؤمن کو قرضہ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حباب القماط سے اور وہ ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر میں (کسی کو) بطور قرضہ کچھ دوں تو یہ مجھے صدقہ دینے سے زیادہ محبوب ہے، اور فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کو قرضہ دے اور اس کی ادائیگی کے لئے وقت مقرر کرے اور وہ اس مقررہ وقت پر ادا نہ کیا جائے تو یہ جس قدر اسے مؤخر کرے گا تو ہر ہر دن کے عوض اسے ایک دینار صدقہ دینے کا ثواب ملے گا۔ (ثواب الاعمال)

۲۔ فضیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو مسلمان کسی مسلمان کو خدا کی خوشنودی کے لئے قرضۂ حسنہ دے تو جب تک اس کا قرضہ واپس نہیں ہوگا تو اس کا اجر و ثواب صدقہ کی مانند شمار ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ جابر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مومن کو قرضہ دے اور اس کی وسعت مالی تک اسے مہلت دے تو اس کے مال میں برابر اضافہ ہوتا رہے گا۔ اور اس پر فرشتے درود و سلام بھیجتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ وہ اسے ادا کرے گا۔ (ایضاً)

۴۔ ہیثم صیرفی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرضہ میں ایک کے عوض اٹھارہ کا ثواب ملتا ہے اور اگر مقروض (بغیر ادائیگی) مر جائے تو وہ زکوٰۃ سے شمار ہوگا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص اپنے برادر مسلمان کو قرضہ دے تو اس کے ہر ہر درہم کے عوض اسے جبل رضویٰ اور جبل طور کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔ اور اگر اس نے اس کے مطالبہ میں رفق و مدارا کیا تو وہ بلاحساب و کتاب پُل صراط سے اس طرح گزر جائے گا جس طرح بجلی کوندتی ہے اور جس شخص کے پاس کوئی برادرِ مسلمان اپنی (غربت کی) شکایت کرے اور یہ (باوجود قدرت رکھنے کے) اسے قرضہ نہ دے تو خدا اس پر اس دن جنت حرام قرار دے گا جس دن وہ نیکوکاروں کو جزا دے گا۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے فعل المعروف (باب ۳۲) اور صدقہ (باب ۲۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷

مستحقین کے حقوق کا روکنا حرام ہے اور کسی نو دولتئے سے قرضہ لینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص باوجود قدرت کے محض اس خوف سے کسی صاحب حق کا حق ادا نہ کرے کہ جب وہ (حق) اس کے ہاتھ سے نکل گیا تو یہ قلاش ہو جائے گا۔ تو اس کے اس حق کو روک کر تونگر بننے سے خدا اس بات پر زیادہ قادر ہے کہ وہ اسے فقیر و قلاش بنا دے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۴ و ۵ میں) اور زکوٰۃ (باب ۶ میں) اور باب ۳۳ و ۳۶ از جہاد نفس اور باب ۴۱ از امر بالمعروف میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور دوسرے حکم (نو دولتئے سے قرضہ لینے کے مکروہ ہونے) کے بارے میں مقدمات تجارت (باب ۲۶) میں کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۸

قرضہ کی ادائیگی پر قدرت رکھنے کے باوجود ٹال مٹول کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرضہ دینے والے شخص تین قسم کے ہیں: (۱) ایک وہ ہے کہ جب اس نے (دوسرے سے) لینا ہو تو اسے ڈھیل دیتا ہے اور جب دینا ہو تو جلدی ادا کرتا ہے اور ٹال مٹول نہیں کرتا۔ یہ وہ ہے جو فائدہ میں ہے نقصان میں نہیں ہے۔ (۲) دوسرا وہ ہے کہ جب اس نے لینا ہو تو پورا پورا لیتا ہے اور جب دینا ہو تو پورا دیتا ہے۔ (الغرض یہ مقروض کو فائدہ نہیں پہنچاتا) یہ وہ ہے جو نہ فائدہ میں ہے اور نہ نقصان میں۔ (۳) اور تیسرا وہ ہے کہ جب اس نے لینا ہو تو پورا پورا لیتا ہے اور جب دینا ہو تو ٹال مٹول کرتا ہے۔ یہ نقصان میں ہے۔ فائدہ میں نہیں ہے۔ (الفروع، الخصال)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا کہ جو شخص مستحق کا حق ادا کرنے پر قادر ہو مگر ٹال مٹول کرے تو (جتنے دن وہ

ٹال مٹول کرے گا) ہر ہر دن کے عوض اس کے نامۂ اعمال میں عشار¹ کا گناہ لکھا جائے گا۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین الفاظ ہیں کہ ﴿مطل الغنی ظلم﴾ کہ تونگر آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ (و لعنۃ اللہ علی الظالمین)۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ حسن (فرزند شیخ طوسیؒ) باسناد خود ہارون بن عمرو المجاشعی سے اور وہ محمد بن جعفر سے اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور مجاشعی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص قرضہ ادا کرسکتا ہو مگر اس سے پہلوتہی کرے تو اس کی ہتک حرمت کرنا اور اسے سزا دینا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کا قرضہ خدا کے کسی ناپسندیدہ کام کے لئے نہ ہو۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میرے پاس ایک ہزار درہم ہوں جنہیں میں دو بارہ قرضہ کے طور پر کسی کو دوں تو یہ بات مجھے زیادہ عزیز ہے اس سے کہ انہیں ایک بار صدقہ کر دوں! (پھر فرمایا) جس طرح مقروض جب مالدار ہو تو اس کے لئے ٹال مٹول کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ تنگدست ہے تو تمہارے لئے اسے تنگ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (التہذیب، ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ از جہاد نفس و باب ۳۹ از فعل المعروف، و باب ۷۶ از مما یکتسب بہ اور یہاں باب ۴ و ۵ و ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ میں اور باب ۱۱ از آداب قاضی میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

غریب مومن کا وہ قرضہ جو اس نے طاعت خداوندی میں صرف کیا ہو اس کی ادائیگی سہم الغارمین وغیرہ سے امامؑ پر لازم ہے سوائے حق مہر کے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعویٰ کیا کہ اس کا معلی بن خنیس (مقتول) کے ذمہ کچھ قرضہ ہے اور وہ میرا حق لے کر چلا گیا۔ امامؑ نے فرمایا: تیرا حق وہ لے گیا جس نے اسے قتل کیا (داؤد عباسی)۔ پھر امامؑ

¹ ظلم کے ساتھ رعایا سے دسواں حصہ لینے والا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نے ولید کو حکم دیا کہ اٹھو اور اس کا حق ادا کر دو۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے چمڑے کو ٹھنڈا کروں (اسے بریٔ الذمہ کروں) اگرچہ وہ پہلے ہی ٹھنڈا ہے۔ (الفروع، التہذیب، علل الشرائع)

۲۔ موسیٰ بن بکر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا جو شخص اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات پر صرف کرنے کے لئے روزی کمائے تو وہ بمنزلۂ مجاہد فی سبیل اللہ کے ہے۔ اور اگر وہ تنگی معیشت میں گرفتار ہو جائے تو پھر خدا و رسولؐ کے بھروسہ پر اس قدر قرضہ لے کہ اپنے اہل و عیال کا گزر و بسر کر سکے۔ پس اگر وہ قرضہ ادا کئے بغیر مر گیا تو امامؑ پر اس کی ادائیگی لازم ہوگی۔ اور اگر ادا نہ کیا تو اس کا وزر و وبال ان پر ہوگا۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسَاكِيْنِ وَ الْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا ...... تا قولہ تعالیٰ ...... وَ الْغَارِمِيْنَ﴾ فرمایا: ''غارم'' سے فقیر و مسکین اور مقروض مراد ہے۔
(الفروع، قرب الاسناد، التہذیب)

۳۔ ابو محمد جزائری بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں سن رہا تھا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں خدا جو فرماتا ہے کہ ﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ﴾ کہ اگر مقروض تنگدست ہو تو اس کی وسعت مالی تک اسے مہلت دی جائے! فرمایئے خدا نے جس مہلت کا تذکرہ یہاں فرمایا ہے اس کی کوئی حد بندی بھی ہے جس تک انتظار کیا جائے؟ حالانکہ وہ قرضہ لے چکا ہے، اسے اپنے اہل و عیال پر خرچ کر چکا ہے۔ اب تو اس کے پاس نہ کوئی فصل ہے جس کے پکنے کا انتظار ہو اور نہ ہی اس نے کسی سے قرضہ لینا ہے جس کی ادائیگی کا انتظار کیا جائے۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ایسا غائب مال ہے جس کے آنے کا انتظار کیا جائے! فرمایا امامؑ اس کا قرضہ غارمین کے حصہ سے ادا کریں گے۔ جبکہ اس نے یہ قرضہ خدا کی اطاعت میں صرف کیا ہو۔ اور اگر اس نے یہ قرضہ خدا کی نافرمانی کے کاموں میں صرف کیا ہے تو پھر امامؑ پر اس کی ادائیگی لازم نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا: اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے وہ مال خدا کی اطاعت کے کاموں میں صرف کیا ہے یا معصیت کے کاموں میں تو اس کے قرض خواہ کا کیا بنے گا؟ فرمایا: کوشش کی جائے کہ اس (مقروض) کو ذلیل کرکے اس کے مال سے اس کا مال واپس دلوایا جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ عباس بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امام (غریب) اہل ایمان کے قرضے ادا کریں گے۔ سوائے عورتوں کے حق مہر کے (کہ اس کی ادائیگی خود شوہروں پر لازم ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عطا سے روایت کرتے ہیں انکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میرے ذمہ کچھ قرضہ ہے جب میں اسے یاد کرتا ہوں تو

میری حالت دگرگون ہو جاتی ہے! فرمایا: سبحان اللہ! کیا یہ بات تجھ تک نہیں پہنچی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا تھا کہ جو شخص (اپنے بعد) ضیاع چھوڑ جائے وہ میرے ذمہ ہے۔ اور جو قرضہ چھوڑ جائے وہ بھی میرے ذمہ ہے۔ اور جو مال چھوڑ جائے وہ اس کے اہل وعیال کے لئے ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت ان کی ممات کے بعد ان کی حیات کی مانند ہے اور ان کی حیات والی کفالت ان کی ممات والی کفالت کی مانند ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا: خدا مجھے آپؑ پر فدا کرے آپؑ نے میرا دکھ دور کر دیا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الزکاۃ (نمبر ۴۶) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

قرضہ دینے پر گواہ مقرر کرنا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمران بن عاصم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار شخص ایسے ہیں جن کی دعا مستجاب نہیں ہوتی، ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس کو خدا نے مال دیا تھا مگر اس نے گواہوں کے بغیر کسی کو قرضہ دے دیا (اور اب وہ مقروض مکر گیا)۔ خدا فرماتا ہے: "کیا میں نے تجھے گواہ مقرر کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔" (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کا گواہوں کے بغیر حق ضائع ہو جائے اسے کچھ اجر وثواب نہیں ملے گا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الدعاء (باب ۵۰) اور صدقہ (باب ۱۶ آداب التجارہ) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۳ از مزارعت میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

مقروض کو (قرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں) ان چیزوں کے فروخت پر مجبور نہیں کیا جا سکتا جو اس کے لئے ضروری ہیں جیسے رہائشی مکان اور خادم وغیرہ ہاں البتہ جو چیز قدر کفایت سے زائد ہو اس کے فروخت کرنے پر اسے مجبور کیا جائے گا اور جائیداد کا حکم؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: قرضہ کے سلسلہ میں مکان اور کنیز کو فروخت نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ رہائش کے لئے مکان اور خدمت کے لئے کنیز ضروری ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، علل الشرائع)

۲۔ برید عجلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے اوپر کچھ قرضہ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ یہ بھی کہا کہ وہ "یتیموں کا ہے" اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں جائیداد فروخت کر دوں تو میرے پاس کچھ نہیں رہ جائے گا؟ فرمایا: اپنی جائیداد فروخت نہ کر۔ بلکہ کچھ اسے دے دے اور کچھ اپنے پاس رکھ۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ ابن زیاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک شخص سے قرضہ لینا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اپنا مکان فروخت کر کے میرا قرضہ ادا کرے؟ (یہ سن کر) امامؑ نے فرمایا: میں تمہیں خدا کی پناہ دیتا ہوں کہ تم اسے اس کے گھر کے سایہ سے نہ نکالو۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ ابراہیم بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک شخص سے کچھ درہم (قرضہ کے) لینے ہیں اور اس کا مکان میرے پاس گروی ہے اب میرا ارادہ ہے کہ اس مکان کو فروخت کر دوں (اور اپنا قرضہ چکاؤں؟) فرمایا: میں تمہیں خدا کی پناہ دیتا ہوں کہ تم اسے اس کے سر کے سایہ سے نہ نکالو۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ہاشم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ محمد بن ابی عمیر بزاز تھے (اور مالدار) اتفاق ایسا ہوا کہ ان کا مال تلف ہو گیا۔ اور وہ نادار ہو گئے۔ انہوں نے ایک شخص سے دس ہزار درہم لینے تھے۔ اس نے اپنا سکونتی مکان دس ہزار درہم میں فروخت کر دیا اور رقم لے کر ابن ابی عمیر کے پاس پہنچ گیا اور دق الباب کیا۔ جناب ابن ابی عمیر باہر نکلے۔ پوچھا: کیا بات ہے؟ اس شخص نے کہا: یہ آپ کا مال ہے! ابن ابی عمیر نے پوچھا: آیا تمہیں یہ مال وراثت میں ملا ہے؟ کہا: نہیں! کہیں سے ہبہ ہوا ہے؟ کہا: نہیں! کوئی جائیداد فروخت کی ہے؟ کہا: نہیں! پوچھا: پھر یہ رقم کہاں سے آئی ہے؟ کہا: اپنا سکونتی مکان فروخت کیا ہے تاکہ آپ کا قرضہ ادا کروں! یہ سن کر محمد بن ابی عمیر نے کہا: مجھ سے ذریح محاربی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ قرضہ کی وجہ سے کسی شخص کو اس کے مکان سے نہیں نکالا جا سکتا۔ رقم اٹھاؤ اور واپس لے جاؤ۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ بخدا میں اس وقت ایک درہم کا بھی محتاج ہوں مگر اس رقم (دس ہزار درہم) میں سے ایک درہم بھی نہیں لوں گا۔ (الفقیہ، علل الشرائع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے استاد محمد بن الحسن روایت بیان کرتے ہیں کہ اگر (مقروض کا) گھر اس قدر وسیع ہو کہ اس کے بعض حصے میں وہ سکونت رکھ سکتا ہو۔ تو اسے چاہیئے کہ بقدر ضرورت رکھ کر باقی فروخت کرکے قرضہ ادا کرے۔ اسی طرح اگر اس موجودہ مکان سے کم قیمت مکان سے اس کا گزارہ ہو سکتا ہو تو اسے فروخت کرکے کم قیمت والا مکان اپنی سکونت کیلئے خریدے اور باقیماندہ رقم سے اپنا قرضہ ادا کرے۔ (الفقیہ)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جبکہ ان سے پوچھا گیا تھا کہ ایک شخص مقروض ہے مگر اس کا ایک ایسے گھر میں حصہ ہے جس میں غلہ اگتا ہے جس سے کبھی اس کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے اور کبھی قرضہ لے کر وقت گزارتا ہے۔ لہٰذا اگر وہ یہ گھر فروخت کر دے اور قرضہ ادا کرے تو بے گھر ہو جائے گا۔ فرمایا: اگر تو اس کا وہ مکان اس قدر وسیع ہے کہ اگر اس کا کچھ حصہ فروخت کر دے تو باقیماندہ اس کے اور اس کے اہل و عیال کے لئے کافی ہوگا۔ تو (زائد مقدار) کو فروخت کر دے ورنہ نہ۔ (التہذیب، والاستبصار)

۸۔ سلمہ بن کہیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ شریح (قاضی) سے فرما رہے تھے کہ جو لوگ باوجود قدرت اور وسعت رکھنے کے ٹال مٹول کرتے ہیں اور لوگوں کے حقوق ادا نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کا مال حکام وقت کو پیش کرکے ان کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔ ان سے لوگوں کے حقوق وصول کرو۔ اور اس سلسلہ میں ان کی جائیدادیں اور ان کا گھر بار بھی فروخت کر دو کیونکہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ ایک مسلمان مومن کے حق کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا مسلمانوں پر ظلم ہے ہاں البتہ جس کے پاس نہ جائیداد ہو نہ گھر اور نہ کوئی اور مال تو پھر اس پر کوئی سبیل نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

(چونکہ یہ حدیث بظاہر سابقہ حدیثوں کے منافی نظر آتی ہے اس لئے) مؤلف علام (اس کی تاویل کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان مالدار لوگوں سے مخصوص ہے جو ٹال مٹول کرتے ہیں اور اپنا مال چھپاتے ہیں۔ یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب (مکان وغیرہ) مقدارِ ضرورت سے زائد ہو۔

باب ۱۲

جب آدمی کا انتقال ہو جائے تو اس کے وہ قرضے (جو اس نے کسی سے لینے ہوں یا کسی کے دینے ہوں) معجّل ہو جاتے ہیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: جب آدمی کا انتقال ہو جائے تو اس نے جو قرضے لینے ہوں یا جو دینے ہوں سب معجّل ہو جاتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن سعید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام معصوم علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو کچھ مقررہ مدت تک کچھ درہم بطور قرضہ دے۔ پھر مقروض مر گیا۔ تو آیا اس کی موت سے قرض خواہ کا قرض معجّل ہو جائے گا۔ یا اس کے وارثوں کے لئے بھی وہی مدت ہوگی جو مقروض کی زندگی میں تھی؟ فرمایا: جب مقروض مر گیا تو قرض خواہ کا قرضہ معجّل ہو گیا۔ (التہذیب)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص کے ذمہ کچھ مدت تک قرضہ ہو۔ اور وہ اس اثناء میں مر جائے تو اس کا قرضہ معجّل ہو جاتا ہے۔ (جلدی ادا کیا جاتا ہے)۔ (التہذیب والفقیہ)

باب ۱۳

میت کے کفن کی قیمت قرضہ پر مقدم ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص فوت ہو گیا۔ اور اس کے ذمہ اتنا قرضہ ہے جتنا اس کے کفن پر خرچ ہوتا ہے۔ (اور مال بھی اتنا ہی ہے) تو؟ فرمایا: اس ترکہ سے اسے کفن دیا جائے گا۔ مگر یہ کہ کوئی شخص اسے کفن دے دے تو پھر اس کے ترکہ سے اس کا قرضہ ادا کیا جائے گا۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ اسماعیل بن ابو زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ (میت کے) مال سے سب سے پہلے اسے کفن دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کا قرضہ ادا کیا جائے گا۔ بعد ازاں وصیت پر عمل کیا جائے گا اور اس کے بعد وراثت تقسیم ہوگی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الکفن (نمبر ۳۱) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الوصیۃ (نمبر ۲۷) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

جب میت کے قرضہ کی ادائیگی کی کوئی شخص ضمانت دے دے اور قرض خواہ بھی راضی ہو جائیں تو اس سے میت بریٔ الذمہ ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو مر جائے اور اس کے ذمہ قرضہ ہو اور اس کی ادائیگی کا کوئی شخص ضامن بن جائے؟ فرمایا: جب اس پر قرض خواہ راضی ہو جائے تو میت بریٔ الذمہ ہو جائے گا۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو مقروض تھا اور اس کی موت کا وقت آ گیا۔ اس وقت اس کے ولی نے کہا: تیرے قرضہ کی ادائیگی میرے ذمہ ہے؟ فرمایا: اگرچہ اس کے بعد اس کا ولی قرضہ ادا نہ کرے تب بھی میت بریٔ الذمہ ہو جائے گا۔ نیز فرمایا: مجھے امید ہے کہ مرنے والا گنہگار نہ ہوگا۔ ہاں البتہ قرضہ ادا نہ کرنے کا وزر و وبال ادا نہ کرنے والے (ولی) پر ہوگا۔

(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲ و ۳ از ضمانت میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

قرضہ کی قرضہ سے بیع و شرا جائز نہیں ہے۔ اور اس صورت کا حکم کہ جب اسے اس سے کم مقدار کے ساتھ فروخت کیا جائے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرضہ کی قرضہ سے خرید و فروخت نہ کی جائے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ ابوحمزہ (ثمالی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا کسی کے ذمہ قرضہ تھا تو اس کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے اس سے وہ (قرضہ) کچھ مال دے کر خرید لیا۔ پھر وہی

شخص مقروض کے پاس گیا اور اس سے کہا: تیرے ذمہ جو مال فلاں شخص کا ہے تو وہ مجھے دے دے کیونکہ میں نے اسے خرید لیا ہے۔ اس صورت حال کا فیصلہ کیا ہوگا؟ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اس صورت میں وہ مقروض قرض خواہ کا وہ مال جو اس شخص نے خرید لیا ہے اس کے حوالے کرے گا۔ (کیونکہ یہ بیع الدین بالدین نہیں ہے)۔ (ایضاً)

باب ۱۹

قرض خواہ کے لئے مطالبہ میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے ہاں البتہ خاموشی کے ساتھ اس کے پاس زیادہ دیر تک بیٹھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص کی شکایت کی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ شخص آ گیا جس کی شکایت کی گئی تھی۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ فلاں شخص نے تمہاری شکایت کی ہے؟ اس نے کہا کہ اس نے اسی لئے میری شکایت کی ہے کہ میں نے اس سے (اپنے حق) کا سخت تقاضا کیا ہے۔ یہ سن کر امام علیہ السلام غضبناک حالت میں بیٹھ گئے اور فرمایا: گویا کہ تم نے اس سے سخت تقاضا کر کے کوئی برائی نہیں کی؟ کیا تم نے اس آیت پر غور نہیں کیا کہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ﴾ (وہ برے حساب سے ڈرتے ہیں) تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ خدا کے جور و ستم سے ڈرتے ہیں؟ (حالانکہ خدا جور نہیں کرتا)۔ نہیں بخدا! وہ نہیں ڈرتے مگر خدا کے سخت تقاضے سے تو خدا نے اسے سوء الحساب کہا ہے۔ لہٰذا جو شخص اپنے مقروض پر سخت تقاضا کرتا ہے وہ برا کرتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن یحییٰ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے بعض حسینیوں سے کچھ رقم لینی ہے۔ جس نے مجھے تھکا دیا ہے۔ اور میرے اور اس کے درمیان تلخ کلامی بھی واقع ہو چکی ہے۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ پھر سخت کلامی ہو! امامؑ نے اس سے فرمایا: کسی سے کچھ تقاضا کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب اس کے پاس جائے تو زیادہ دیر بیٹھ اور بالکل خاموشی اختیار کر۔ وہ شخص بیان کرتا ہے کہ میں نے بہت تھوڑا عرصہ ایسا کیا کہ میرا مال مجھے مل گیا۔ (الفروع)

۳۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں کہ انہوں نے ﴿وَ یَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ﴾ کی تفسیر سخت تقاضے اور حساب میں دقت سے کی۔ اور فرمایا کہ سوء الحساب یہ ہے کہ ان کی برائیاں شمار کی جائیں اور اچھائیاں شمار نہ کی جائیں۔ (تفسیر عیاشی)

باب ۱۷

جب قرض خواہ اپنے قرضہ کا مطالبہ کر رہا ہو تو اسے ادا کرے اور اگر ادائیگی مشکل ہو تو لطف و مدارا سے اسے راضی کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو قرض خواہ اپنے مقروض سے خوش و خرم واپس جائے تو اس کے لئے زمین کے جانور اور سمندر کی مچھلیاں بھی دعا کرتی ہیں۔ اور جو مقروض اپنے قرض خواہ کو ناراض کرے (قرضہ ادا نہ کرے) جبکہ وہ مالدار ہو تو خداوند عالم ہر شب و روز کے عوض جن میں وہ ادا نہیں کرے گا اس کے نامۂ اعمال میں ظلم لکھے گا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۷ و ۸ میں اور حدیث الحقوق جہاد النفس باب ۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

اپنے مقروض کے ہاں مہمان بننا اور تین دن تک اس کے ہاں سے طعام کھانا جائز ہے البتہ اس کے بعد مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو اپنے مقروض کے ہاں سے کھانا کھاتا ہے یا پانی پیتا ہے۔ یا اسے کوئی ہدیہ دیا جاتا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے کہ کوئی شخص اپنے مقروض کے ہاں مہمان بنے۔ فرمایا: اس کے ہاں سے روٹی نہ کھائے یا پانی نہ پیئے اور اس کے ہاں سے (اپنے حیوان کو) چارہ نہ کھلائے، (یعنی تین دن کے بعد جیسا کہ اس کے بعد والی حدیث میں وضاحت موجود ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے

ایک شخص سے قرضہ لینا ہے آیا وہ اس کے ہاں کھانا کھا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! تین دن تک اس کے ہاں کھا سکتا ہے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ) ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

مقروض کی طرف سے ہدیہ اور صلہ قبول کرنا جائز ہے اسی طرح ہر وہ منفعت جو بلا شرط قرضہ کی وجہ سے حاصل ہو وہ جائز ہے ہاں البتہ مستحب ہے کہ اس (ہدیہ وغیرہ) کو قرضہ سے شمار کیا جائے (اور اتنا قرضہ معاف کر دیا جائے)۔

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو چھوڑ کر باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک بار ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے فلاں شخص سے قرضہ لینا ہے۔ اور اس نے مجھے کچھ ہدیہ دیا ہے؟ فرمایا: (اسے قبول کر اور) اسے اپنے قرضہ سے شمار کر۔ (الفروع، التہذیبین)

۲۔ ھذیل بن حیان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔ن۔د) کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس کچھ مال تھا جو میں نے اپنے بھائی جعفر کو (بطور قرضہ دے دیا) اب وہ مجھے اس قدر مال (بطور ہدیہ و صلہ رحمی) دیتا ہے کہ جس سے میں صدقہ بھی دیتا ہوں، حج بھی کرتا ہوں۔ میں نے اپنے علاقہ (عراق) کے اہل علم سے اس کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: یہ حرام ہے! مگر میں آپ کا ارشاد معلوم کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس پر عمل درآمد کروں؟ امامؑ نے فرمایا: آیا تمہارا اسے قرضہ دینے سے پہلے بھی وہ تم سے اس طرح صلہ رحمی کرتا تھا؟ میں نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: پھر وہ جو کچھ دیتا ہے وہ لے اور اسے کھا پی، حج بھی کر اور صدقہ بھی دے اور جب پلٹ کر عراق جائے تو کہنا کہ جعفر بن محمدؑ نے مجھے یہ فتویٰ دیا ہے۔ (کتب اربعہ)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا ایک شخص کے ذمہ قرضہ ہے۔ (اور وہ کاروبار کرتا ہے) اور اس کے لئے نفع میں سے کچھ قارض کو دے دیتا ہے تاکہ وہ مال (جلدی واپس) نہ لے لے۔ آیا اس کا لینا جائز ہے؟ فرمایا: اگر اس کی شرط نہیں مقرر کی تھی تو پھر اس کے

لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کسی آدمی سے قرضہ لیتا ہے۔ اور اس کے پاس اپنا کچھ مال جیسے خادم، برتن یا کپڑے گروی رکھتا ہے۔ اور پھر قرض دینے والے کو ان چیزوں میں سے کسی چیز کے استعمال کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور وہ مقروض سے (جس کا مال گروی ہے) اس کی اجازت چاہتا ہے اور وہ اسے استعمال کرنے کی اجازت دے دیتا ہے تو؟ فرمایا: جب اپنی خوشی سے اجازت دے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے! میں نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں کچھ لوگ (مخالفین) رہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ جو قرضہ کچھ منفعت کھینچ کر لائے وہ حرام ہے؟ امامؑ نے فرمایا: بہترین قرضہ تو ہوتا ہی وہ ہے جو نفع لائے۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن عبدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس قرضہ کے بارے میں دریافت کیا کہ جو نفع کھینچ کر لائے؟ فرمایا: بہترین قرضہ وہی ہے جو منفعت کھینچ کر لائے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار، المقنعہ)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس نبطی لوگ کچھ سامان لے کر آتے ہیں اور وہ اجرت لے کر ان کا مال فروخت کر دیتا ہے! اب وہ اس سے کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ دینار قرضہ دو۔ کیونکہ ہمیں سامان فروخت کرنے کے لئے اور آدمی بھی مل سکتے ہیں مگر ہم تمہارے ذریعہ اس لئے مال فروخت کرتے ہیں کہ تم ہمیں قرضہ دیتے ہو تو؟ (ایسا جائز ہے؟) فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ آخر وہ اپنے دیناروں جیسے دینار واپس لے لے گا۔ یہ دینار کپڑے یا گھوڑے کی مانند تو نہیں ہیں کہ جس کے پہننے سے یا ان پر سوار ہونے سے ان کی قیمت کم ہو جاتی ہے۔ یہ (دینار قرضہ دینا) صرف ایک نیکی ہے۔ جو وہ ان کے ساتھ کرتا ہے۔ (التہذیب)

۷۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی شخص کو چاندی قرضہ میں دے۔ تو وہ واپسی میں اسی جیسی چاندی کی ہی شرط مقرر کرے۔ ہاں اگر اس سے بہتر واپس کی جائے تو اسے قبول کرلے ہاں البتہ کوئی شخص کسی کو چاندی قرضہ میں دے کر اس پر یہ شرط عائد نہ کرے کہ یہ اس کے گھوڑے پر سوار ہوگا یا مقروض اپنا کچھ سامان اسے بطور عاریہ استعمال کے لئے دے گا!! (ایضاً)

۸۔ جمیل بن دراج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اصلحک اللہ! ہم کچھ دیہاتی لوگوں کے ساتھ ربط و ضبط رکھتے ہیں۔ ہم ان کو قرضہ دیتے ہیں۔ اور وہ اپنا غلہ ہمارے پاس

لاتے ہیں اور ہم اجرت لے کر ان کا غلہ فروخت کرتے ہیں تو اس میں ہمارا فائدہ ہے اور ہم اسی لالچ میں ان کو قرضہ دیتے ہیں تاکہ وہ اپنا غلہ ہمارے پاس لائیں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب، والفقیہ)

۹۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے قرضہ لینا ہے جسے عرصۂ دراز گزر گیا نہ قرضہ ادا ہوا ہے اور نہ ہی کچھ اور فائدہ حاصل ہوا۔ تو مقروض آدمی کبھی کبھار اسے کچھ نہ کچھ دیتا رہتا ہے۔ تاکہ وہ اس سے قرضہ کا تقاضا نہ کرے۔ تو آیا قارض کے لئے اس کا لینا جائز ہے؟ فرمایا: اگر پہلے سے شرط مقرر نہ کرے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۱۰۔ محمد بن حسن صفار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے سو درہم لینے تھے۔ وہ اس سے تقاضا کرتا ہے اور مقروض اس سے کہتا ہے کہ میں دس دن تک تمہارے پاس آؤں گا اور تمہارا کام کروں گا (قرضہ ادا کروں گا) اور اگر نہ آیا تو بلاشرط ایک ہزار درہم نقد دوں گا۔ اور اس بات پر گواہ بھی مقرر کئے۔ پھر انہیں گواہی کیلئے بلایا۔ تو؟ امام علیہ السلام نے جواب میں اپنے دستخط سے جواب دیا۔ ان گواہوں کو چاہیئے کہ وہ حق کی گواہی دیں۔ اور قرض خواہ کو صرف اپنا حق (سو درہم) لینا چاہیئے انشاء اللہ۔ (التہذیب)

۱۱۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص (قرضہ وغیرہ کے سلسلہ میں) کسی کے پاس اپنا غلام، زیور یا گھر کا کوئی دوسرا ساز و سامان گروی رکھتا ہے اور وہ مرتہن کو اجازت دے دیتا ہے کہ وہ ان چیزوں سے استفادہ کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب وہ حلال کر دے تو پھر حلال ہے۔ مگر میں پسند نہیں کرتا کہ وہ (مرتہن) ایسا کرے۔ (التہذیب، الفروع)

۱۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی آدمی کو سو درہم اس شرط پر قرضہ دیتا ہے کہ وہ اس (سو) کے ساتھ پانچ یا اس سے کم یا زیادہ درہم دے گا؟ فرمایا: یہ محض سود ہے (جو حرام ہے)۔ (قرب الاسناد)

۱۳۔ نیز علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ تو مجھے اپنا کام سکھا۔ میں (اس کے عوض) تمہیں چھ درہم دوں گا۔ اور تو میرے کام میں بھی شریک ہوگا تو؟ فرمایا: جب وہ راضی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲۲ از احکام العشرہ اور باب ۱۱ از مما

یکتسب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۰ و ۲۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

پیشگی شرط کے بغیر قرضہ کا اس سے زائد مقدار میں اور اعلیٰ قسم سے ادائیگی جائز ہے اور اس صورت کا حکم کہ جب آدمی اپنے قرضہ کے عوض کوئی طعام وغیرہ ادا کرے اور پھر اس کا بھاؤ بدل جائے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم کسی کو چند درہم قرضہ دو۔ اور وہ (مقروض) ان سے بہتر ادا کرے تو اگر پیشگی شرط نہ ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے بیع سلف (باب ۹) اور صرف (باب ۱۲) میں گزر چکی ہیں اور عنوان میں مذکور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں باب ۲۶ از احکام العقود میں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

روٹی اور بادام کا گن کر قرضہ لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود صباح بن سیابہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عبداللہ بن ابی یعفور نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپؑ سے یہ مسئلہ دریافت کروں کہ ہم پڑوسیوں سے روٹیاں بطور قرضہ لیتے ہیں۔ اور پھر لوٹاتے وقت ان سے چھوٹی یا بڑی لوٹاتے ہیں تو؟ امامؑ نے فرمایا: ہم ساٹھ ستر بادام قرضہ لیتے ہیں (پھر اسی طرح لوٹاتے ہیں) جن میں بڑے بھی ہوتے ہیں اور چھوٹے بھی۔ الغرض اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم پڑوسیوں سے روٹی قرضہ پر لیتے ہیں بڑی لیتے ہیں اور چھوٹی دیتے ہیں۔ یا چھوٹی لیتے ہیں اور بڑی دیتے ہیں؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

۳۔ غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روٹی کے بطور قرضہ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۹ از آداب تجارت اور باب ۳۸ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

جس شخص کے ذمہ کسی غائب آدمی کا قرضہ ہو تو اس پر ادائیگی کی نیت کرنا اور اس آدمی کو تلاش کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے ذمہ ایک ایسے شخص کا قرضہ ہے جس کا اور جس کے ولی کا اسے کوئی پتہ نہیں ہے کہ وہ کس سرزمین پر ہے؟ فرمایا: اس پر کوئی گناہ نہیں ہے جبکہ خدا جانتا ہے کہ اس کی نیت ادا کرنے کی ہے۔ (التہذیب)

۲۔ معاویہ بن وھب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کے ذمہ کسی شخص کا کچھ حق تھا اور وہ گم ہو گیا۔ اب معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ اور نہ ہی اس کے وارث کا کوئی اتہ پتہ ہے۔ نہ خاندان کا پتہ ہے۔ اور نہ اس کے گاؤں کا۔ تو؟ فرمایا: اسے تلاش کرو۔ عرض کیا: بہت عرصہ گزر گیا۔ تو کیا میں وہ مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا: تلاش کرو۔ (ایضاً)

۳۔ ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ حفص الاعور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں آپؑ کی خدمت میں موجود تھا۔ کہا: میرے باپ کے ساتھ ان کی چکی میں ایک مزدور تھا۔ اور اس کے ہمارے ذمہ کچھ درہم تھے (جو مر گیا) اس کا کوئی وارث بھی نہیں ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ درہم مسکینوں کو دے دیئے جائیں۔ دوبارہ سوال کرنے پر فرمایا: وارث کو تلاش کرو۔ اگر مل جائے تو فبہا ورنہ وہ مال بمنزلہ تمہارے مال کے ہے۔ پھر فرمایا: اگر زندگی میں نہ ملے تو مرتے وقت اس امر کی وصیت کر جاؤ۔ پس اگر اس کا کوئی طلبگار (وارث) آ گیا تو فبہا ورنہ وہ مال بمنزلۂ تمہارے مال کے ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ و ۶ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ از ضمان جریرہ و باب ۶ از میراث خنثیٰ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

مردہ اور زندہ مقروض کو قرضہ سے بریٔ الذمہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبد الحمید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عبدالرحمٰن بن سیابہ نے ایک شخص سے قرضہ لینا تھا جو کہ مر گیا۔ ہم نے ان سے بات کی کہ وہ اسے بریٔ الذمہ کر دیں مگر انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا! امامؑ نے فرمایا کہ افسوس ہے ان پر! کیا وہ نہیں جانتے کہ اگر وہ اسے بخش دیں تو انہیں ہر درہم کے عوض دس درہم (کا ثواب) ملے گا۔ اور اگر نہیں بخشیں گے تو ایک درہم کے عوض ایک درہم ملے گا۔

(التہذیب، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۲۔ ھیثم الصیر فی ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کسی شخص سے قرضہ لینا بھی تھا اور دینا بھی تھا۔ اور وہ مر گیا۔ تو آیا اگر یہ اسے بخش دے تو یہ افضل ہے (یا اس کے ورثہ سے مطالبہ کرنا افضل ہے؟) فرمایا: اسے چھوڑ! یہ (جو اس نے لینا ہے) اس کے عوض ہو جائے گا (جو اس نے دینا ہے)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ از فعل معروف میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

مقتول کا قرضہ اس کی دیت سے ادا کیا جائے گا۔ اگرچہ خود کچھ مال نہ چھوڑ جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یحییٰ ازرق سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص قتل ہو گیا جس کے ذمہ قرضہ تھا جبکہ اس کے اولیاء نے قاتل سے دیت لے لی؟ آیا ان پر لازم ہے کہ اس کا قرضہ ادا کریں؟ فرمایا: ہاں۔ راوی نے عرض کیا کہ اس (مقتول) نے کچھ مال نہیں چھوڑا؟ فرمایا: ان لوگوں نے اس کی دیت جو وصول کی ہے تو ان پر واجب ہے کہ اس کا قرضہ ادا کریں۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص قتل ہو جاتا ہے جس کے ذمہ قرضہ تھا اور اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا۔ آیا اس کے اولیاء کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کے قاتل کو مقتول کا خون معاف کر دیں جبکہ مقتول کے ذمے قرضہ ہے؟ فرمایا: قرض خواہ اس (مقتول) کے (بروزِ قیامت) دشمن ہوں گے (اس سے اپنے حق کا مطالبہ کریں گے) لہٰذا اگر اس کے اولیاء قاتل کو دیت معاف کرنا چاہیں تو یہ جائز ہے (پھر قرضہ اپنی گرہ سے ادا کریں گے) اور اگر اس سے قصاص لینا چاہیں تو یہ جائز نہیں ہے۔ جب تک قرضہ کی ادائیگی کی خود ضمانت نہ دیں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد وصایا (باب ۱۴ میں) اور مواریث (باب ۱۶ میں) وغیرہ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

تنگدست کو مہلت دینا واجب ہے اور اسے تنگ کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل وصیت کے ضمن میں جو اپنے اصحاب کو فرمائی تھی فرمایا: خبردار اپنے کسی حق کی وصولی کے سلسلہ میں اپنے کسی تنگدست مسلمان بھائی کو تنگ نہ کرو۔ کیونکہ ہمارے باپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ کسی مسلمان کے لئے کسی مسلمان کو تنگ کرنا جائز نہیں ہے اور جو شخص کسی تنگدست کو مہلت دے گا تو خدا قیامت کے دن اسے اپنے خاص سایہ میں جگہ دے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (روضۂ کافی)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو خداوند عالم کچھ لوگوں کو اس طرح محشور فرمائے گا کہ وہ عرشِ الٰہی کے زیر سایہ نورانی کرسیوں پر اس طرح بیٹھے ہوں گے کہ ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور ان کے لباس بھی نورانی ہوں گے۔ (لوگ ان کو دیکھ کر کہیں گے: یہ نبی ہیں یا شہید ہیں) اس وقت ایک منادی ندا دے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو مومن کے لئے آسائش مہیا کرتے تھے اور تنگدست دہکاروں کو ان کی وسعت تک مہلت دیتے تھے۔

(ثواب الاعمال، تفسیر عیاشی)

۳۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود ابوالجارود سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ خداوند عالم اسے جہنم کی تپش سے محفوظ رکھے تو اسے چاہیئے کہ تنگدست (مقروض) کو مہلت دے یا پھر اپنے حق میں سے اسے کچھ

چھوڑ دے۔ (تفسیر عیاشی)

۴۔ ابان (بن تغلب) بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گرم دن میں فرمایا: جس شخص کو یہ پسند ہے کہ خدا اسے اس دن سایہ نصیب کرے جس دن اس کے خاص سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا تو اسے چاہیئے کہ اپنے مقروض کو مہلت دے یا تنگدست کو کچھ حق معاف کر دے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تنگدست (مقروض) کو مہلت دے گا تو خداوند عالم اسے اس کے حق کی مقدار کے مطابق ہر روز اسے صدقہ دینے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ و ۹ میں اور اس سے پہلے باب ۱۲ از فعل معروف میں اور باب ۳ از آدابِ تجارت میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۶

حرم کے اندر مقروض سے مطالبہ کرنا مکروہ ہے اور اس شخص کا حکم جو کسی شخص کو کچھ درہم قرضہ دے اور وہ درہم کنڈم ہو جائیں اور ان کی جگہ اور آ جائیں؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں نے ایک شخص سے قرضہ لینا تھا مگر وہ طویل عرصہ تک کہیں غائب ہو گیا۔ (مدت کے بعد) میں نے اسے دیکھا کہ خانہ کعبہ کے اردگرد طواف کر رہا ہے۔ آیا میں اس حال میں اس سے اپنے حق کا تقاضا کر سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ اسے سلام کرو اور نہ ہی اسے ڈراؤ دھمکاؤ۔ یہاں تک کہ حرم سے باہر نکل جائے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ عنوان میں مذکور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب ۹ از بیع صرف میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۷

مقروض پر یہ لازم نہیں کہ خوراک کے معاملہ میں بقدر سدّ رمق پر اکتفا کرے (اور باقی سب کچھ قارض کو دے) بلکہ وہ جو چاہے کھا سکتا ہے!

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن اسماعیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شامی آدمی نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص قرضہ کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے مگر وہ لوگوں سے میل ملاپ رکھتا ہے اور اسے امین بھی سمجھا جاتا ہے۔ آیا وہ خورد و نوش کی زائد از ضرورت چیزیں خرید سکتا ہے؟ یا صرف بقدر سدّ رمق پر اکتفا کرے؟ امامؑ نے فرمایا: خورد و نوش میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۸

مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ کافر ذمی سے اپنا قرضہ وصول کرے اگرچہ وہ خمر و خنزیر کی قیمت سے ادا کرے۔ اور اس کافر ذمی کا حکم جو اسلام لائے یا مقروض حالت میں خمر و خنزیر چھوڑ کر مر جائے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن سرحان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی (ذمی) شخص سے چند درہم لینے تھے بس اس نے خمر و خنزیر فروخت کیے جبکہ قارض دیکھ رہا تھا۔ پھر اسی رقم سے قرضہ ادا کیا تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ایسا کرنا قارض کیلئے حلال اور مقروض (بائع) کیلئے حرام ہے۔(التہذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور عنوان میں مذکور دوسرے عنوان پر دلالت کرنے والی حدیثیں بھی اس سے پہلے باب المکاسب (باب ۶۰ میں) اور باب الجہاد (باب ۷۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۹

جب دو شخصوں نے (مشترکہ) قرضے لینے ہوں اور وہ باہم تقسیم کر لیں (کہ فلاں سے میں وصول کروں گا اور فلاں سے تم) تو جو وصول ہوگا وہ بھی دونوں کا ہوگا اور جو تلف ہوگا وہ بھی دونوں کا متصور ہوگا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ دو شخصوں کا کچھ مال تو ان کے اپنے قبضہ میں ہے اور کچھ متفرق ہے (لوگوں کے پاس ہے)۔ انہوں نے جو کچھ ان کے پاس تھا یا جو کچھ غائب تھا برابر برابر تقسیم کر لیا۔ اس طرح ایک شخص کا وہ حصہ جو غائب تھا تلف ہو گیا اور دوسرے نے وصول کر لیا تو آیا اسے دوسرے ساتھی کو بھی دینا چاہیئے؟ فرمایا: ہاں! اور جو تلف ہوا وہ دونوں کا ہے۔ (التہذیب والفقیہ)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ دو شخص بیع سلم میں شریک ہیں۔ آیا قبضہ سے پہلے وہ مال تقسیم کر سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد، بحار الانوار)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا جواز پر محمول ہے۔ نہ کہ لزوم پر۔ اور اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الشرکہ (باب ۶) اور باب الحوالہ (باب ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

والدین کے قرضہ کا ادا کرنا مستحب ہے اور ان کی وفات کے بعد مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب حسین بن سعد اپنی کتاب الزہد میں باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک بیٹا ماں باپ کی زندگی میں نیکوکار اور فرمانبردار شمار ہوتا ہے۔ مگر جب وہ انتقال کر جاتے ہیں تو یہ نہ ان کا قرضہ ادا کرتا ہے اور نہ ان کے لئے طلب مغفرت کرتا ہے اس لئے خدا اسے عاق لکھ دیتا ہے۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک بیٹا اپنے والدین کے حین حیات میں نیکوکار اور فرمانبردار نہیں ہوتا۔ مگر ان کے مرنے کے بعد ان کا قرضہ ادا کرتا ہے اور ان کے لئے طلب مغفرت کرتا ہے لہٰذا خداوند عالم اسے فرمانبردار لکھ دیتا ہے۔ پھر امامؑ نے فرمایا: اگر تمہیں یہ بات پسند ہے کہ خدا تمہاری زندگی لمبی کرے تو اپنے ماں باپ کو خوش کرو اور فرمایا: نیکی روزی میں اضافہ کرتی ہے۔ (کتاب الزہد)

۲۔ سالم حناط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آیا کوئی بیٹا اپنے والد کا حق ادا کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ مگر دو چیزوں کے ذریعہ سے! ایک یہ کہ باپ مملوک ہو اور بیٹا اسے خرید کر آزاد کرے یا ان کے ذمہ کچھ قرضہ ہو جسے وہ ادا کرے۔ (ایضاً والاصول)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے زکوٰۃ وغیرہ ابواب میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (مقدماتِ نکاح میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

غلام کے قرضہ کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اپنے غلام کو کاروبار کرنے کی اجازت دیتا ہے اور وہ اس سلسلہ میں مقروض ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر اس (آقا) نے اسے قرضہ لینے کی اجازت دی تھی تو پھر وہ قرضہ اس کے (آقا کے) ذمہ ہوگا اور اگر اس نے اس کی اجازت نہیں دی تھی تو پھر آقا پر کچھ نہیں ہوگا۔ ہاں البتہ غلام ادائیگی کی جدوجہد کرے گا۔(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ طریف بیاع الاکفان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میرا ایک غلام تھا جسے میں نے خرید و فروخت کرنے کی اجازت دی تھی۔ اور اس پر لوگوں کا بہت سا قرضہ ہو گیا۔ اور اس کی وجہ سے میں نے بہت سا مال دیا بھی ہے تو؟ فرمایا: اگر تو نے اسے فروخت کر دیا ہے تو پھر اس کے قرضہ تمہارے ذمہ ہیں اور اگر اسے آزاد کر دیا ہے تو پھر وہ مال اس کے ذمہ ہے اور وہ تمہارا غلام ہے۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب آقا نے اسے قرضہ لینے کی اجازت نہ دی ہو۔ بلکہ صرف کاروبار کرنے کی اجازت دی ہو۔

۳۔ روح بن عبدالرحیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس غلام کے بارے میں جس کے مالک نے اسے کاروبار کرنے کی اجازت دی تھی اور اس نے لوگوں کا بہت سا مال تلف کر دیا؟ فرمایا: اس کے آقا پر کچھ نہیں ہے۔ بلکہ خود غلام پر ہے۔ اور وہ اسے فروخت نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ ادائیگی کی کوشش کرے گا۔ اور اگر اس کے آقا نے اسے ممنوع التصرف قرار دے دیا تو پھر نہ آقا پر کچھ ہوگا اور نہ غلام پر۔(ایضاً)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ن د) سے دریافت کیا کہ ایک شخص فوت ہوا جو کہ مقروض تھا۔ اور اپنے بعد ایک غلام چھوڑا جس کے پاس مال تجارت ہے۔ اور ایک بیٹا۔ اس غلام کے بہت سا مال و متاع ہے اور اس پر قرضہ بھی ہے جو اس نے کاروبار کے سلسلہ میں اپنے آقا کی زندگی میں لیا تھا۔ اب میت کے وارث اور اس کے قرض خواہ غلام اور جو کچھ اس کے پاس ہے کے بارے میں باہم تنازعہ کر رہے ہیں تو؟ فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ وارثوں کا غلام یا جو کچھ اس کے پاس ہے پر کوئی حق نہیں ہے۔ مگر یہ کہ قرض خواہوں کے قرضہ کی ادائیگی کی ضمانت دیں۔ پھر بے شک غلام اور جو کچھ اس کے پاس

ہے ان کا ہو جائے گا۔ اور اگر وہ اس ضمانت کا انکار کریں تو پھر غلام اور جو کچھ اس کے پاس ہے وہ سب بایں طور قرض خواہوں کا ہوگا۔ کہ غلام اور سامان کی قیمت مقرر کی جائے گی۔ پھر اسے قرض خواہوں پر ان کے حصہ کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ پس اگر ان چیزوں کی قیمت قرضہ سے کم ہوئی تو باقیماندہ قرضہ میں وارثوں کی طرف رجوع کریں گے۔ بشرطیکہ میت کچھ چھوڑ گیا ہو۔ اور اگر قرضہ کی ادائیگی سے کچھ رقم بچ گئی تو وہ وارثوں کو دی جائے گی۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۵۔ وھب بن حفص ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک غلام جو کہ خرید و فروخت کرتا تھا اور اس کے مالک کو اس کا علم تھا یہاں تک کہ اس سلسلہ میں اس کی قیمت کے برابر اس پر قرضہ ہو گیا۔ تو؟ فرمایا: وہ خود اس کی ادائیگی کی جدوجہد کرے گا۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب العتق (باب ۵۶) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

(وقت سے پہلے) کچھ کم کر کے قرضہ کی ادائیگی جائز ہے۔ اور اسی طرح کچھ قرضہ کی ادائیگی کی مدت بڑھا کے کچھ پہلے ادائیگی کرنا بھی جائز ہے۔ مگر اصل قرضہ میں زیادتی کر کے اس کی مدت بڑھانا جائز نہیں ہے۔ اور اس شخص کا حکم جو دس سال تک اپنے حق کا مطالبہ نہ کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس پر ایک مدت تک قرضہ ہے۔ اس کا قرض خواہ اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے قرضہ میں سے اس قدر نقد ادا کر دے باقی میں معاف کرتا ہوں۔ یا یوں کہتا ہے کہ میرا کچھ قرضہ نقد ادا کر دو۔ میں باقیماندہ کی ادائیگی کی مدت بڑھا دیتا ہوں۔ تو؟ فرمایا: میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا۔ جب تک اصل مال میں اضافہ نہ کرے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ تمہارے لئے تمہارا اصل مال ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے احکام العقود (باب ۴) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد صلح (باب ۷) اور دوسرے عنوان کے بارے میں احیاء موات (باب ۱۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب الرھن (گرو)

(اس سلسلہ میں کل اکیس (۲۱) باب ہیں)

باب ۱
اپنے حق پر گرو رکھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حیوان و طعام میں بیع سلم کے بارے میں اپنے مال کے عوض رھن رکھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہاں اپنے مال کے بارے میں اطمینان حاصل کر۔ (الفقیہ)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے ادھار بیع میں رھن رکھنے یا کفیل (ضامن) لینے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے کھجور یا گندم یا انار لینے ہیں اور اس (مدیون) کی کچھ زمین ہے جس میں اس قسم کی کچھ چیزیں ہیں آیا اسے اپنے حق کی بازیابی تک رھن رکھ لے؟ فرمایا: ہاں اپنے مال کا اطمینان حاصل کر لے۔ (التہذیب)

۴۔ معاویہ بن وھب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص حیوان کی بیع سلم میں کوئی چیز رھن رکھتا ہے۔ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ اپنے مال کا اطمینان حاصل کر۔

(التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب الدین نمبر ۱۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور کچھ ایسی حدیثیں بھی آئینگی جو بظاہر اس کے منافی ہیں وہاں ہم ان کی وجہ بھی بیان کر دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲
مومن کا مال گرو رکھنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ البرقیؒ باسناد خود مروک بن عبید سے اور وہ بعض اصحاب کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کی نظر میں اس کے مومن بھائی سے گرو شدہ مال زیادہ قابل وثوق ہو۔ خدا اس سے بری و بیزار ہے۔ (المحاسن، مصادقۃ الاخوان)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن سالم سے اور وہ اپنے والد (سالم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس روایت کے بارے میں سوال کیا جس میں مروی ہے کہ "جس شخص کی اپنے مومن بھائی سے گروی زیادہ قابل وثوق ہو میں اس سے بری ہوں" فرمایا: یہ اس وقت کے بارے میں ہے کہ حق کا غلبہ ہوگا اور ہمارے قائم قیام کریں گے۔ (لہذا دوسرے ادوار میں گرو رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے)۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ ظہور امامؑ کے وقت جو مخصوص ہے وہ حرمت ہے (کہ اس وقت گرو رکھنا حرام ہوگی۔ نہ کراہت۔ (کہ وہ تو اب بھی ہے)۔

باب ۳
گرو میں قبضہ شرط ہے۔ اور اس کے جواز میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس کی قیمت قرضہ سے کم ہو یا زیادہ یا اس کے برابر۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: قبضہ کے بغیر کوئی رہن (گرو) نہیں ہے۔ (التہذیب، کذافی تفسیر العیاشی)

باب ۴

جب رھن کا مالک غائب ہو تو اس کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور جب اس کے مالک کا اعلان کے بعد بھی پتہ نہ چلے تو پھر اسے فروخت کیا جا سکتا ہے۔ اور اصل قرضہ سے زائد قیمت کو محفوظ رکھا جائے گا یہاں تک کہ اس کا مالک آ جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس سوال کے بارے میں کہ ایک شخص نے غیر معینہ مدت کے لئے مال گرو رکھا اور پھر غائب ہو گیا۔ آیا اس کے لئے کوئی وقت مقرر ہے جس کے بعد اسے فروخت کیا جا سکے (اور اس طرح قرضہ وصول کیا جا سکے؟) فرمایا: نہیں۔ یہاں تک کہ وہ خود آئے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، کذافی قرب الاسناد)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس رھن ہے مگر نہیں معلوم کہ وہ کس کی ہے تو؟ فرمایا: میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ اسے فروخت کرے۔ جب تک اس کا مالک نہ آ جائے! راوی نے عرض کیا کہ یہ جو معلوم نہیں ہے کہ وہ کس کی ہے؟ فرمایا: آیا (اس کی قیمت) زیادہ ہے یا کم ہے؟ راوی نے عرض کیا کہ دونوں صورتوں کا حکم بیان فرمائیں؟ فرمایا: اگر تو اس کی قیمت (قرضہ سے) کم ہے تو یہ تو آسان ہے اسے فروخت کر دے۔ اور جو کمی رہ جائے گی اسے اس کا اجر و ثواب ملے گا۔ اور اگر زیادہ ہے تو یہ سخت ہے اسے فروخت کرے (اور اپنا قرضہ وصول کرے) مگر جو مقدار زائد ہے اسے مالک کے آنے تک محفوظ رکھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵

اگر گروشدہ مال مرتہن کی تفریط و کوتاہی کے بغیر تلف ہو جائے تو وہ اس کا ضامن نہیں ہے۔ اور اس سے اس کا حق ساقط نہیں ہوگا۔ اور رھن شدہ غلام پر جنایت کے حکم کا بیان؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں امامؑ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کچھ مال کسی کے پاس رھن رکھا۔ اور وہ اس سے (بلا تفریط

ضائع ہوگیا)۔فرمایا: وہ رھن والے کا مال ہے۔اور مرتہن اپنے حق کا اس سے مطالبہ کرے گا۔(الفقیہ)

۲۔ ابان بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر مرتہن سے کوتاہی کے بغیر رھن تلف ہو جائے۔تو وہ اپنے حق کے سلسلہ میں راھن کی طرف رجوع کرے گا۔اور اگر اس کی کوتاہی سے تلف ہو (تو مرتہن ضامن ہوگا اور اس کی قیمت کے مطابق) وہ باہمی تبادلہ کریں گے۔(اگر رھن کی قیمت قرضہ سے زیادہ ہوئی تو زیادہ مقدار راھن کو دے گا اور اگر کم ہوئی تو اس سے لے گا)۔(الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اپنا غلام یا گھر کسی کے پاس گرو رکھتا ہے اسے کوئی (خدائی) آفت پہنچتی ہے (جس سے اس کی قیمت کم ہو جاتی ہے) اس کا نقصان کس پر ہوگا؟ فرمایا: اس کے آقا پر! پھر فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر یہ غلام کسی آدمی کو قتل کر دے تو وہ کس پر ہوگا؟ عرض کیا: وہ خود اس کی گردن پر ہوگا! فرمایا: تو پھر (خدائی آفت کی وجہ سے) اس (مرتہن) کا مال کیوں ضائع ہو؟ پھر فرمایا: اگر اس کی قیمت ایک سو دینار ہو اور پھر دوسو دینار ہو جائے تو یہ (زیادتی) کس کی ہوگی؟ عرض کیا: اس کے آقا کی ہوگی! فرمایا: جب اس کا نقصان ہوگا تو وہ بھی آقا کا ہوگا۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کوئی شخص کسی کے پاس کچھ مال رھن رکھتا ہے اور اسے کوئی نقصان پہنچتا ہے یا تلف ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: وہ اپنے حق کے سلسلہ میں راھن کی طرف رجوع کرے گا۔(ایضاً)

۵۔ سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم اپنا غلام یا کوئی جانور کسی کے پاس گرو رکھو۔اور وہ مر جائے تو تم پر کچھ نہیں ہے۔لیکن اگر جانور ہلاک ہو جائے یا غلام بھاگ جائے تو تم ضامن ہو۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ وغیرہ علماء نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب مرتہن نے کوتاہی کی ہو۔

باب ۶

اگر مرتہن کی کوتاہی کے بغیر رہن کا کچھ حصہ تلف ہو جائے تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوگا اور باقیماندہ مال تمام حق کی رھن متصور ہوگا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو العباس الفضل بن عبدالملک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس کے پاس ایک شخص نے دو غلام رھن رکھے تھے جن میں سے ایک ہلاک ہوگیا؟ فرمایا: اس کا حق (رھن) دوسرے میں ثابت ہوگا۔ راوی نے عرض کیا: اگر کسی نے مکان گروی رکھا تھا۔ جو جل گیا۔ تو آیا اس کی زمین گروی متصور ہوگی؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: دو جانور گروی رکھے تھے اور ایک ہلاک ہوگیا۔ تو آیا اب دوسرا اس کے حق کے عوض گروی ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: رھن کچھ سامان تھا جو عرصۂ دراز تک پڑا رہنے کی وجہ سے تلف ہوگیا، یا طعام تھا جو خراب ہوگیا؟ یا غلام تھا جسے چیچک نکل آئی اور وہ اندھا ہوگیا۔ یا کپڑے تھے جو مدت تک تہہ شدہ حالت میں پڑے رہنے کی وجہ سے خراب ہوگئے تو؟ فرمایا: ان سب کا حکم ایک ہے۔ (کہ جو کچھ باقی بچ جائے گا) وہی اس کے حق کے عوض رھن سمجھا جائے گا۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے کسی کے پاس دو کنگن گروی رکھے۔ پھر ایک تلف ہوگیا تو؟ فرمایا: دوسرا گروی متصور ہوگا۔ اور پھر آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے مکان گروی رکھا تھا جو جل گیا۔ یا گر گیا؟ فرمایا: اس کی زمین اس کے حق کے عوض گروی متصور ہوگی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷

اگر رھن مرتہن کی کوتاہی کی وجہ سے تلف ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔ اور پھر دونوں (راہن و مرتہن) کمی بیشی کا باہمی تبادلہ کریں گے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوحمزہ (ثمالی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے حضرت امیر علیہ السلام کے اس ارشاد کہ ''دونوں (راہن و مرتہن) کمی بیشی کا باہمی تبادلہ کریں گے'' کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہاں۔ حضرت امیر علیہ السلام یہ فرمایا کرتے تھے! عرض کیا: اس کی تفصیل کیا ہے۔ کس طرح باہم تبادلہ کریں گے؟ فرمایا: (جب رھن مرتہن کی کوتاہی سے تلف ہو جائے تو) اگر رھن اس حق سے زیادہ قیمتی تھی تو مرتہن وہ زیادتی راہن کو لوٹائے گا اور اگر یہ رھن حق سے کم قیمت تھی تو راھن وہ کمی پوری کرے گا۔ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام حیوان وغیرہ کے بارے میں یونہی فرمایا کرتے تھے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا: ایک شخص نے ایک سو درہم کے عوض ایسا مال رھن رکھا جس کی قیمت تین سو درہم ہے جو کہ (مرتہن کی کوتاہی سے) تلف ہو گیا تو مرتہن پر لازم ہے کہ (اپنا ایک سو درہم منہا کر کے باقی) دو سو درہم واپس لوٹائے؟ فرمایا: ہاں! کیونکہ اس نے وہ چیز گروی رکھی تھی جس کی قیمت زیادہ تھی۔ اور پھر اسے ضائع کر دیا۔ راوی نے عرض کیا: اور اگر (اسی صورت میں) آدھی رھن تلف ہو جائے تو؟ فرمایا: اسی حساب سے زائد مقدار واپس لوٹائے گا۔ (بنابریں باقیماندہ رھن کے ساتھ پچاس درہم بھی واپس کرے گا)۔ (کتب اربعہ)

۳۔ ابن بکیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے رھن کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اگر رھن اصل مال سے زائد ہو (اور مرتہن کی کوتاہی سے) تلف ہو جائے۔ تو مرتہن وہ زیادہ مقدار راھن کو واپس کریگا۔ اور اگر رھن مال سے کم ہو اور (مرتہن کی کوتاہی سے تلف ہو جائے تو) راھن وہ کمی مرتہن کو پوری کر دے گا۔ اور اگر رھن اصل کے برابر ہوئی تو کسی پر کچھ نہ ہوگا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرات شیخین اور دیگر علماء نے ان حدیثوں کو مرتہن کی کوتاہی والی صورت پر محمول کیا ہے۔

باب ۸

رھن شدہ زمین کے علاوہ مرتہن کا رھن شدہ مال سے راھن کی اجازت سے استفادہ کرنا جائز تو ہے مگر مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی کے پاس اپنا غلام، یا کپڑا یا زیور یا گھر کا کچھ اور ساز و سامان گروی رکھتا ہے اور مرتہن سے کہتا ہے کہ تم کپڑا پہن سکتے ہو، سامان سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ اور غلام سے کام لے سکتے ہو؟ فرمایا: جب مالک حلال قرار دے دے تو اس کے لئے حلال تو ہے مگر میں اسے پسند نہیں کرتا۔ کہ وہ ایسا کرے۔ راوی نے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک مکان گروی رکھا جس سے کچھ غلہ حاصل ہوتا ہے وہ کس کا ہوگا؟ فرمایا: مالک مکان کا! راوی نے عرض کیا کہ اس نے چٹیل زمین گروی رکھی۔ اور مرتہن سے کہا بے شک اسے اپنے لئے آباد کر لو۔ تو؟ فرمایا: یہ حلال ہے۔ یہ سابقہ صورت کی مانند نہیں ہے کیونکہ (زمین بنجر تھی)

اس نے اسے اپنے مال سے آباد کیا۔ اور اپنا بیج بویا۔ لہٰذا یہ اس کے لئے حلال[1] ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الدین والقرض (نمبر ۴ و ۱۹) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۹

اگر مرتہن دعویٰ کرے کہ رھن تلف ہوگئی ہے تو آیا اس کا یہ دعویٰ قبول ہوگا یا نہ؟ اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعباس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر رھن کوئی جانور، یا گھوڑا یا سونا یا چاندی یا کوئی اور مال و متاع ہو اور (مرتہن کے مال پر) کوئی مصیبت نازل ہو یا وہ جل جائے یا چور لے جائیں۔ اور اس کا تمام مال تلف ہو جائے سوائے اس کے۔ مگر اس کے پاس اس آفت زدگی پر کوئی بینہ نہ ہو تو (وہ ضامن ہوگا یا نہ؟) فرمایا: اگر تو اس کا تمام مال (رھن سمیت) اس طرح تلف ہو جائے کہ باقی کچھ بھی نہ بچے تو پھر تو اس پر کچھ (ضمانت) نہیں ہے اور اگر اس کا کچھ مال تلف ہو جائے اور کچھ باقی بچ جائے (اور وہ کہے کہ رھن والا مال بھی تلف ہوگیا) تو پھر اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔ (لہٰذا وہ رھن کا ضامن ہوگا)۔ (التہذیب، الفقیہ)

باب ۱۰

رھن شدہ (زمین) کا غلہ اور اس کے مالی فوائد اور منافع راھن کے ہوتے ہیں لہٰذا اگر راھن کی اجازت و اباحت کے بغیر مرتہن انہیں حاصل کرے تو ان کا قرضہ سے منہا کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ ہر وہ رھن (زمین) جس کا غلہ ہو۔ اس کا غلہ راھن کے قرضہ سے شمار ہوگا (منہا ہوگا)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس بنجر زمین کے

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے ہاں جو رسم ہے کہ زرعی اور آباد زمین جب گروی رکھی جائے تو مرتہن اسے کاشت کرتا ہے اور مفت میں فصل حاصل کرتا ہے۔ اور اس کا حق بذمہ راہن بحال رہتا ہے۔ یہ جائز اور حلال نہیں ہے۔ بلکہ اس پر واجب ہے کہ اس زمین کی آمد سے اپنا حق منہا کرتا جائے اور اسی طرح جب مکمل وصولیابی ہو جائے تو رھن واپس کردے۔ جیسا کہ باب ۱۰ میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (منہ عفی عنہ)

بارے میں جسے مالک نے رھن رکھا تھا۔ جس میں کوئی پھل وغیرہ نہیں تھا۔ تو مرتہن نے اپنا پیسہ صرف کرکے اسے آباد کیا تھا۔ فرمایا: اس کا مال اور کام کی اجرت منہا کرکے دیکھا جائے گا کہ اس کے مالک کا حصہ کس قدر بنتا ہے۔ اسے اپنے قرضہ سے وضع کرے گا۔ یہاں تک کہ اس کا قرضہ ادا ہو جائے اس وقت زمین واپس کردے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص ایسی زمین رھن رکھے جس میں کوئی پھل (یا غلہ وغیرہ) ہو۔ تو وہ اس میں جو کام کرے گا یا مال صرف کرے گا اس کے وضع کرنے کے بعد جو پھل وغیرہ ہوگا۔ اسے اپنے قرضہ سے منہا کرے گا۔ اور جب اس کا قرضہ ادا ہو جائے گا تو پھر زمین اس کے مالک کو واپس کردے گا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ و ۱۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

اگر رھن کنیز ہو تو آیا اس کا مالک اس سے مباشرت کرسکتا ہے یا نہ؟ اس کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس سوال کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کسی قوم کے پاس رھن رکھی تھی۔ آیا وہ اس سے مباشرت کرسکتا ہے یا نہ؟ کے جواب میں فرمایا: وہ لوگ تو اسے ایسا نہیں کرنے دیں گے؟ راوی نے عرض کیا کہ اگر اسے ایسا موقع مل جائے تو؟ فرمایا: میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا! (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ اس سلسلہ میں حلبی کی وہ روایت جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس میں یوں وارد ہے کہ فرمایا: میں اسے اس پر حرام نہیں جانتا۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۲

جب رھن گھوڑا ہو تو مرتہن اس پر خرچ کرے گا اور وہ بھی (اپنے قرضہ کے ساتھ) وصول کرے گا اور اگر مرتہن اس پر سوار ہو تو اس کی اجرت خرچہ سے وضع کی جائے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص گھوڑا یا اونٹ رھن میں لیتا ہے۔ آیا وہ اس پر سوار ہوسکتا ہے؟ فرمایا: اگر یہ اسے چارا کھلاتا ہے تو پھر سوار ہوسکتا ہے۔ اور اگر چارا راھن کھلاتا ہے تو پھر سوار نہیں ہوسکتا۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رھن کی پشت پر سواری جائز ہے مگر سوار ہونے والے کو اس کا خرچ خوراک برداشت کرنا پڑے گا۔ اور (دودھ والے حیوان کا) دودھ پیا جاسکتا ہے مگر دودھ پینے والے کو اس کا نفقہ ادا کرنا پڑے گا۔

(التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض علماء نے ان دونوں حدیثوں کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب سوار ہونے اور دودھ پینے کی اجرت جانور کے خرچہ کے برابر ہے۔

باب ۱۳

مرتہن کا راہن سے رھن کا خرید کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود) حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس اپنے قرضہ کے عوض کچھ رھن موجود ہے۔ آیا وہ اسے خرید سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفقیہ، التہذیب کذا فی الفروع عن ہشام بن سالم عن الصادق علیہ السلام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی طور پر اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۴

جو شخص اپنے پاس کچھ ایسا مال رھن پائے جس کے مالک کا اور ان کے ذمہ جو قرضہ ہے اس کا علم نہ ہو تو وہ بمنزلہ اس کے مال کے متصور ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ریاح القلا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کا بھائی مرگیا اور اپنے بعد ایک صندوق چھوڑ گیا۔ جس میں کئی

رھنیں تو ایسی ہیں جن پر ان کے مالک کا نام اور اس کے قرضہ کی مقدار درج ہے اور بعضوں پر نہ مالک کا نام درج ہے اور نہ قرض کی مقدار تو آپ اس (مجہول المالک) کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: وہ بمنزلہ اس شخص کے اپنے مال کے متصور ہوگی۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس (رھن) کے بیچنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۵

اس رھن کا حکم جسے راھن اپنے مرتہن سے عاریۃً لے جائے اور پھر وہ اس کے پاس تلف ہو جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک شخص سے ایک سو دینار قرضہ لیا۔ اور اس کے عوض کچھ زیورات گرو رکھے۔ پھر وہ (راھن) مرتہن کے پاس گیا۔ اور اس سے وہ زیورات عاریۃً مانگے۔ اور اس نے اسے دے دیئے۔ اور وہ اس کے پاس تلف ہو گئے۔ آیا اس پر مرتہن کے لئے کچھ ہے؟ فرمایا: یہ مال جو تلف ہوا ہے یہ اسی راھن کا ہے جس نے تلف کیا ہے اور مرتہن کا مال ہلاک نہیں ہوا۔ (وہ بذمہٗ راھن موجود ہے جو ادا کرنے کا ذمہ دار ہے)۔

باب ۱۶

اگر مالک اور قابض میں اختلاف ہو جائے قابض کہے کہ یہ رھن ہے اور مالک کہے کہ یہ امانت ہے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی کے پاس کچھ مال رکھا تھا۔ اب جس شخص کے پاس مال ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس نے اتنے اتنے قرض کے عوض یہ مال میرے پاس رھن رکھا ہے اور مال کا مالک یہ کہتا ہے کہ یہ تمہارے پاس امانت ہے؟ فرمایا: قابض کو بیّنہ پیش کرنا پڑے گا کہ وہ اتنے قرضے کے عوض رھن ہے اور اگر وہ بیّنہ پیش نہ کر سکے تو پھر مالک کو اس کے امانت ہونے پر قسم کھانا پڑے گی۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس قرضہ کی مقدار کے متعلق بیّنہ پیش کرنا پڑے گا۔ نہ کہ اس

کے رھن ہونے پر جیسا کہ بعد والی حدیثوں میں مذکور ہے۔

۲۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر رھن کی مقدار قرضہ سے کم یا زیاد ہو اور پھر ان (قابض اور مالک) میں اختلاف ہو جائے۔ ایک (قابض) کہے کہ یہ رھن ہے اور دوسرا (مالک) کہے یہ امانت ہے تو جو امانت کا دعوٰی کرتا ہے اسے بیّنہ پیش کرنا پڑے گا اور اگر اس کے پاس بیّنہ نہ ہو تو پھر رھن کا مدعی قسم کھائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عباد بن صہیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کچھ ساز و سامان ہے جو دو شخصوں کے پاس ہے ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے یہ تمہارے پاس امانت رکھی ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ یہ رھن ہے؟ فرمایا: اس شخص کی بات تسلیم کی جائے گی جو کہتا ہے کہ یہ امانت ہے۔ مگر یہ کہ رھن کا دعویدار بیّنہ پیش کردے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ، الاستبصار)

باب ۱۷

اگر راہن اور مرتہن کا رھن کی مقدار میں اختلاف ہو جائے تو قسم کے ساتھ راھن کا قول مقدم ہوگا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی شخص کے پاس مال رھن رکھا۔ مگر کوئی گواہ مقرر نہ کیا۔ پس مرتہن نے کہا کہ یہ مال ایک ہزار درہم کے عوض ہے۔ مگر راھن نے کہا کہ یہ ایک سو درہم کے عوض ہے۔ فرمایا: جس شخص کے پاس رھن موجود ہے (مرتہن) اسے بیّنہ (دو گواہ) پیش کرنے چاہیں کہ وہ ایک ہزار کے عوض ہے اور اگر اس کے پاس بیّنہ نہ ہو تو پھر راھن قسم کھائے گا (اور اس کا قول مقدم ہوگا)۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار کذا عن ابن ابی یعفور عن الصادق علیہ السلام
کما فی الکتب الاربعۃ وکذا عن زرارہ عن الصادق علیہ السلام کما فی التہذیبین)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس صورت حال کے بارے میں کہ جب راھن اور مرتہن کا باہم اختلاف ہو جائے کہ راھن کہے کہ یہ (رھن) اتنے کم مال کے عوض ہے اور مرتہن کہے کہ یہ اس سے زیادہ مال کے عوض ہے؟ فرمایا: مرتہن کی تصدیق کی جائے۔ تاکہ وہ اپنی قیمت کا احاطہ کر سکے کیونکہ وہ امین

ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا کہ راھن کے لئے اولیٰ یہ ہے کہ مرتہن کی تصدیق کرے (مگر واجب نہیں ہے اصولاً اسے زیادہ کا بیّنہ پیش کرنا چاہیئے۔ کما تقدم) اور اس سے پہلے (باب ۱۶ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مقصد پر خصوصی دلالت کرتی ہیں۔ اور عموماً اس پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۳ از کیفیت حکم میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

اس صورت کا حکم کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر چند درہم قرضہ کا دعویٰ کرے اور دوسرا یہ کہے کہ وہ درہم امانت ہیں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی شخص سے کہا کہ میرے آپ کے ذمہ (بطور قرضہ) ایک ہزار درہم ہیں مگر اس شخص نے کہا کہ (نہیں بلکہ) وہ درہم میرے پاس امانت ہیں! فرمایا: مالک کا قول قسم کے ساتھ مقدم ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۷ از ودیعہ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

جب راھن (مال گرو رکھنے والا) مر جائے اور اس کے ذمہ اس کے ترکہ سے زائد قرضے ہوں تو رھن شدہ مال اور دیگر اموال قرض خواہوں پر ان کے حصوں کے مطابق تقسیم کئے جائیں گے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن الحکم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مفلس ہوگیا۔ جس پر لوگوں کا بہت سا قرضہ تھا۔ اس نے کچھ لوگوں کے پاس کچھ مال رھن رکھا ہوا تھا۔ اور کچھ لوگوں کے پاس رھن نہ تھی۔ پھر اس کا انتقال ہوگیا۔ اور اس کا ترکہ اس کے قرضہ سے کم ہے تو؟ فرمایا: وہ جو کچھ ترکہ چھوڑ کر مرا ہے وہ رھن ہے یا کچھ اور اسے قرض خواہوں پر ان کے حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ سلیمان بن حفص مروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص مر گیا جس کے ذمہ قرضہ تھا: اور وہ اپنے بعد صرف کچھ گروشدہ مال چھوڑ گیا جس کی قیمت صرف مرتہن کے مال کے برابر ہے۔ تو آیا وہ (مرتہن) ہی وہ مال حاصل کرے گا یا وہ اور دوسرے قرض خواہ اس میں برابر کے شریک ہونگے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ تمام قرض خواہ اس میں برابر ہیں اپنے اپنے قرضہ کی مقدار کے مطابق باہم تقسیم کریں گے۔ (ایضاً)

باب ۲۰

اگر مرتہن کو اندیشہ ہو کہ (راھن کی موت کے بعد) وارث انکار کر دیں گے تو وہ رھن سے اپنا حق حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس صورت کا حکم کہ جب کوئی رھن کا اقرار کرے اور اپنے قرضہ کا دعویٰ کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن حفص مروزی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص مر گیا جس کے کئی وارث ہیں۔ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ ان کا مرحوم کے ذمہ کچھ قرضہ ہے۔ اور اس کے پاس اس کا کچھ مال بھی رھن ہے تو؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اگر اس نے مرنے والے سے کچھ لینا تھا اور اس کے پاس کوئی بیّنہ نہیں ہے اور اس کے پاس اس کا مال رھن ہے تو وہ اس سے اپنا حق وصول کر سکتا ہے! اور اگر کچھ باقی بچ جائے تو وہ اس کے وارثوں کو لوٹا دے اور اگر وہ اقرار کرے کہ میرے پاس فلاں کا مال رھن ہے تو وہ اس سے وصول کیا جائے گا اور اگر وہ قرضہ لینے کا دعویٰ کرے تو اس سے بیّنہ کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اور (اگر اس کے پاس بیّنہ نہ ہو تو پھر) قسم کے بعد اپنا حق وصول کر سکے گا۔ اور اگر وہ بیّنہ پیش نہ کر سکے اور وارث اس کا انکار کریں تو وہ ان سے عدم علم کی قسم اٹھوائے گا یعنی وہ قسم کھائیں گے کہ ان کو کوئی علم نہیں ہے کہ اس نے ان کے مرحوم سے کوئی حق لینا ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۵ از عاریہ و باب ۴ از کیفیت حکم وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

اس شخص کا حکم جو کسی غیر کا مال اس کی اجازت کے بغیر رھن رکھ دے یا جو کسی سے کچھ مال عاریۃً لے اور پھر اسے رھن رکھ دے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن سعید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک گدھا کرایہ پر لیا۔ اور اسے لے کر پارچہ فروشوں کے پاس گیا۔ اور ان کے ایک دو کپڑے خریدنے اور وہ گدھا ان کے پاس گروی رکھ دیا تو؟ فرمایا: گدھا تو اس کے مالک کو لوٹایا جائے گا۔ اور کپڑے خریدنے والے کا تعاقب کیا جائے گا۔ مگر اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اس نے (چوری نہیں کی بلکہ) خیانت کی ہے۔ (الفروع، التہذیبین، الفقیہ، العلل وغیرہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الغصب (نمبر ا) میں اور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی باب العاریہ (نمبر ۳) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب الحجر

(ممنوع التصرف ہونا)

(اس سلسلہ میں کل سات (۷) باب ہیں)

باب ۱

صغیر السن، دیوانہ اور بے وقوف کے لئے اپنے مال میں تصرف کرنا ممنوع ہے یہاں تک کہ اس سے یہ موانع دور ہو جائیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یتیم کی یتیمی احتلام سے ختم ہوتی ہے اور یہی عمر اس کی ''رشد'' ہے (جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے) اور اگر اسے احتلام آئے مگر اس سے رشد (عقلمندی) کا احساس نہ ہو بلکہ وہ بے وقوف ہو۔ یا ضعیف (العقل) ہو تو اس کا ولی اس کا مال اس سے باز رکھے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا پاگل عورت کا بیع یعنی کسی چیز کو فروخت کرنا اور صدقہ دینا نافذ ہے؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ یتیم لڑکی کا مال کب اس کے حوالے کیا جائے؟ فرمایا: جب تمہیں علم ہو

جائے کہ وہ مال خراب اور ضائع نہیں کرے گی! میں نے پھر سوال کیا کہ اگر اس کی تزویج ہو جائے تو؟ فرمایا: جب اس کی تزویج ہو جائے تو پھر اس سے وصی کی حاکمیت ختم ہو جاتی ہے۔ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب وہ نو برس کی ہو جائے۔ (الفقیہ، الکافی، التہذیب)

۴۔ اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیرؑ نے اس نوخیز لڑکے کے بارے میں جو مال خراب کرے یہ فیصلہ کیا کہ اسے مال میں تصرف کرنے سے باز رکھا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد، کچھ یہاں (باب ۲ میں) اور کچھ باب الوصایا (باب ۴۴ و ۴۶) وغیرہ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

صغیر السن سے حجر (ممنوع التصرف ہونے) کے ختم ہونے کی حد۔ اور ممنوع التصرف کے چند احکام؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حمران سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: لڑکی لڑکے کی مانند نہیں ہے۔ کیونکہ جب لڑکی کی تزویج ہو جائے اور وہ مدخولہ ہو جائے جبکہ وہ نو برس کی ہو تو اس کی یتیمی ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کا مال اس کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اور خرید و فروخت میں اس کا معاملہ نافذ ہوتا ہے اور اس پر مکمل حدود (شریعت) جاری ہوتے ہیں۔ اور اس کا مؤاخذہ ہوتا ہے۔[1] مگر لڑکے کی خرید و فروخت اس وقت تک نافذ نہیں اور نہ ہی وہ یتیمی سے نکلتا ہے۔ جب تک وہ پندرہ سال کا نہ ہو جائے یا اسے احتلام نہ آئے۔ یا اس سے پہلے اس کے موئے زہار نہ اُگ آئیں۔ (الفروع وغیرہ)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لڑکی جب تک نو یا دس سال کی نہ ہو جائے تب تک (عقد کے بعد) اس سے دخول نہ کیا جائے۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ارشاد خداوندی ﴿فَاِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ﴾ کہ "جب ان (یتیموں) میں "رشد" محسوس کرو تو ان کا مال ان کے حوالہ کر دو" کے بارے میں

---

[1] ہم نے اپنی فقہی کتاب قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ میں اس موضوع پر مفصل گفتگو کی ہے کہ آیا ہر ملک کی لڑکی (خواہ وہ ملک گرم ہو یا سرد) جب نو سال کی ہو جائے تو آیا وہ بالغ ہو جاتی ہے اور بلوغت والے سب احکام اس پر لاگو ہو جاتے ہیں یا نہ؟ وہاں یہ بحث دیکھی جائے جو قابل دید ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے "رشد" کی یہ تفسیر مروی ہے کہ اس سے مراد مال کی حفاظت کرنا ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ ابوالحسین الخادم بیاع لؤلؤ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جبکہ میں وہاں موجود تھا یتیم کے بارے میں سوال کیا کہ کب اس کا معاملہ نافذ ہوتا ہے؟ فرمایا: جب وہ اپنے "رشد" کو پہنچ جائے۔ عرض کیا: اس کا "رشد" کیا ہے؟ فرمایا: اسے احتلام آئے۔ میں نے عرض کیا کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک لڑکا اٹھارہ یا اس سے کم وبیش سال کا ہو جاتا ہے مگر اسے احتلام نہیں آتا تو؟ فرمایا: جب وہ بالغ ہو جائے اور اس کے بال (زیر ناف) اُگ آئیں۔ تب اس کا معاملہ نافذ ہوتا ہے۔ مگر یہ کہ وہ بے وقوف ہو یا ضعیف (العقل) ہو۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مقدمۃ العبادات (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الوصایا (باب ۴۴ و ۴۶) اور باب القضا (باب ۶) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

بیمار آدمی ایک ثلث سے زائد مقدار میں وصیت کرنے سے ممنوع ہے مگر یہ کہ اس کے وارث اجازت دے دیں اور منجزات (مریض) کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود شعیب بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مر رہا ہے اس کے مال میں سے اس کا کتنا مال ہے؟ (جس میں وصیت کر سکتا ہے؟) فرمایا: ایک ثلث۔ فرمایا: اور یہی حکم عورت کا ہے۔ (الفروع، الفقیہ وغیرہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں جو ان دونوں حکموں پر دلالت کرتی ہیں اس کے بعد باب الوصایا (باب ۱۰ و ۱۱) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

غلام اپنے مالک کے اذن کے بغیر مال میں ممنوع التصرف ہے۔ اور یہی حکم مکاتب مشروط کا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ غلام جس سے اس کا مالک مکاتبہ کر لے (کہ جو اپنی مقررہ قیمت ادا کر دے گا تو آزاد ہو جائے) مگر مشروط ہو۔ (کہ اگر کچھ تھوڑی سی قیمت بھی ادا نہ کی) تو پھر وہ غلام ہی متصور ہوگا۔ اس کے لئے کسی کو آزاد کرنا، ہبہ کرنا،

نکاح کرنا اور شہادت دینا اور حج کرنا جائز نہیں ہے۔ جب تک اپنی تمام قیمت ادا نہ کر دے ورنہ عجز کی صورت میں وہ غلام متصور ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابوخدیجہ بیان کرتے ہیں کہ ذریح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مسئلہ دریافت کیا کہ اگر غلام کو کچھ گم شدہ مال ملے تو؟ فرمایا: مملوک کو گم شدہ مال سے کیا سروکار؟ مملوک کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے بیع الحیوان (باب ۹) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۸ و ۷۹ اور ۸۱ از وصایا میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جس شخص کا کورٹا وارڈ ہو جائے (اور وہ مر جائے) اگر اس کے قرض خواہ کو اپنا اصلی مال مل جائے تو وہ اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے مگر یہ کہ اس کا ترکہ قرض خواہوں کے مطالبہ سے کم نہ ہو تو پھر اسے بالخصوص تقسیم کیا جائے گا۔ اور اگر اس کے پاس کچھ مال رھن ہو تو سب قرض خواہ اس میں شریک ہوں گے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل سے اور وہ بعض اصحاب کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جس نے کسی آدمی کے ہاتھ اپنا کچھ سامان فروخت کیا۔ خریدار نے وہ مال اپنے قبضہ میں کر لیا۔ مگر ہنوز قیمت ادا نہیں کی تھی۔ کہ وہ مر گیا۔ اور وہ (خریدا ہوا) مال بحالہ موجود تھا۔ فرمایا: جب وہ اصل مال موجود ہے تو اس کے اصلی مالک کو لوٹایا جائے گا۔ اور مرنے والے کے قرض خواہ اس کے ساتھ حصہ دار نہیں بنیں گے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص پر بہت سا قرضہ چڑھ گیا۔ اور ایک شخص کا سامان بعینہٖ اس کے پاس موجود ہے تو؟ فرمایا: اس میں دوسرے قرض خواہ شریک نہیں ہوں گے۔ (وہ اپنا مال اٹھا کر لے جائے گا)۔

(التہذیب والاستبصار)

۳۔ ابوولاّد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی شخص سے ایک سال کی مدت تک (ادھار پر) مال خریدا۔ اور قیمت کی ادائیگی سے پہلے خریدار مر گیا۔ اور بائع کو اپنا اصلی مال مل گیا۔ تو آیا پوشیدہ طریقہ پر اپنا مال لے سکتا ہے؟ فرمایا: اگر اس کے ذمہ قرضہ تھا۔ اور جس قدر اس

کے ذمہ تھا وہ اتنا مال چھوڑ کر مرا ہے (جس سے اس کا قرضہ ادا ہو جائے گا) تو پھر وہ شخص اپنا مال پوشیدہ طور پر لے سکتا ہے۔ اس کے لئے حلال ہے۔ اور اگر بمقدار قرضہ وہ مال چھوڑ کر نہیں گیا تو پھر وہ (مال والا) دوسرے قرض خواہوں کے مانند ایک ہے۔ وہ اپنا حصہ وصول کرے گا مگر وہ اپنا سامان نہیں لے سکتا۔ (ایضاً)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب وہ شخص اپنا مال وصول کرے تب بھی میت اس قدر مال چھوڑ جائے تو اس سے قرض خواہوں کا قرضہ ادا ہو سکے۔ ورنہ وہ دوسروں کے ساتھ شامل ہوگا۔

۴۔ ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس، مضاربۃ، امانت، یتیموں کا مال اور لوگوں کی امانتیں وغیرہ مختلف قسم کے مال موجود تھے۔ اور وہ مر گیا اور صرف ایک ہزار درہم یا اس سے کچھ زیادہ ترکہ چھوڑا۔ جبکہ اس کے ذمہ حقوق اس سے زیادہ ہیں تو کیا کیا جائے؟ فرمایا: اس کا ترکہ ان لوگوں کے حصص کی مقدار کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں (باب ۱۹ از رھن) میں بیان ہو چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الوصیہ (باب ۲۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

کورٹا وارڈ والے شخص کے مال کا قرض خواہوں پر بالخصوص تقسیم کرنے کا بیان، دیت اور کفن اور گھر اور خادم کے فروخت کرنے کا حکم اور مؤجل قرضہ کے مرنے سے معجّل ہو جانے کا بیان؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص اپنے قرض خواہوں کا قرضہ ادا کرنے میں پس و پیش کرتا تھا کہ وہ اس کا کورٹا وارڈ کر دیتے تھے اور اسے حکم دیتے تھے کہ وہ اپنا مال قرض خواہوں میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم کر دے اور اگر وہ انکار کرتا تھا تو آپ خود اس کا مال ان میں تقسیم کر دیتے تھے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبیدہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو ایک ہزار درہم دیا تا کہ وہ اسے اپنے مال کے ساتھ مخلوط کر کے کاروبار کرے۔ جب اس نے اس سے اپنے مال کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا کہ مال تو تلف ہو گیا۔ اسی طرح اس کے ہاں بہت سے لوگوں کا بہت سا مال تھا۔ (مگر

اس نے یہی کہا کہ وہ سب مال تلف ہو گیا؟) امامؑ نے پوچھا: پھر ان لوگوں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کہا: وہ اپنا سب مال اٹھا کر لے گئے؟ فرمایا: یہ شخص (جس نے ایک ہزار درہم دیا تھا) اس سے اپنا مال حاصل کرے گا۔ اور وہ ان لوگوں کی طرف رجوع کرے گا۔ (جو اس کا سب مال اٹھا کر لے گئے ہیں)۔

(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۵ میں) اور دین، کفن اور خادم وغیرہ والی حدیثیں باب ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۲۴ از دین میں گزر چکی ہیں۔

باب ۷

مقروض کو قید کرنے کا حکم؟ اور نادار شخص کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام قرض کے سلسلہ میں (نادہندہ کو) قید کر دیتے تھے اور اگر ظاہر ہوتا کہ وہ غریب و نادار ہے تو اسے رہا کر دیتے تاکہ وہ کچھ مال و دولت کمائے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک عورت نے حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں اپنے شوہر کی شکایت کی کہ وہ اسے نان و نفقہ نہیں دیتا! جبکہ اس کا خاوند غریب و نادار تھا تو جناب امیر علیہ السلام نے اسے قید کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ہر سختی کے ساتھ آسائش ہے۔ (ایضاً)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام قرضہ کے سلسلہ میں (نادہندہ کو) قید کرتے تھے۔ پھر دیکھتے تھے کہ اگر اس کے پاس مال ہوتا تو اسے قرض خواہوں میں تقسیم کر دیتے۔ اور اگر اس کے پاس مال نہ ہوتا تو اسے ان کے حوالہ کر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس سے جو چاہو سلوک کرو۔ چاہو تو اس سے مزدوری کراؤ۔ اور چاہو تو کوئی اور کام لو۔

(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ حدیث اس شخص پر محمول ہو جو اجارہ پر اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کا عادی ہو۔ کیونکہ اس سے قبل (باب ۲۵ از دین میں) یہ بات گزر چکی ہے۔ کہ غریب و نادار کو مہلت دینا واجب ہے۔ یہ بات بعض علماء کرام نے بیان کی ہے۔ (واللہ اعلم)

کتاب الضمّان

(ضمانت کے ابواب)

(اس سلسلہ میں کل سولہ (۱۶) باب ہیں)

باب ۱

ضامن پر کوئی تاوان نہیں ہے بلکہ وہ اس کی طرف رجوع کرے گا جس کا وہ ضامن ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! لوگوں کا قول ہے کہ تاوان ضامن پر ہوتا ہے؟ فرمایا: ضامن پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ بلکہ تاوان اس پر ہوتا ہے جس نے مال کھایا ہے (جس کا یہ ضامن ہے)۔(التہذیب، الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (باب ۶ اور دیگر ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

ضمانت میں ضامن کی اور اس شخص کی رضامندی ضروری ہے جس کی ضمانت دی جائے۔ اگر وہ شخص راضی ہو جس کی ضمانت دی جارہی ہے تو اس سے وہ شخص بریٔ الذمہ ہو جاتا ہے اور مال ضامن کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور میت کے قرضہ کی ضمانت بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو مقروض ہو کر مر جائے اور کوئی شخص اس کی ضمانت دے دے۔ فرمایا: جب قرض خواہ اس پر راضی ہو جائیں تو میت بریٔ الذمہ ہو جائے گا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ معاویہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک انصاری شخص کے ذمہ دو دینار قرضہ تھا (جو اس نے ادا نہیں کیا تھا) تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذاتِ خود اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔ اور (صحابہ سے) فرمایا تھا کہ تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھو! یہاں تک کہ میت کے بعض قرابتداروں نے اس کی ضمانت دی (تب آپؐ نے نماز پڑھی)؟ فرمایا: یہ بات حق و سچ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن مخارق سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے کسی برادر مسلمان کی حاجت برآری کا ضامن بنے جب تک وہ اسے پورا نہ کر لے۔ خدا اس کی کسی حاجت پر نگاہ نہیں کرتا۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

باب ۳

آیا ضامن کا مضمون (جس چیز کی ضمانت دے رہا ہے) کی پہچان شرط ہے یا نہ؟ تاکہ اسے ادا کر سکے؟ اس کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل اور عبید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب محمد بن اُسامہ کی موت کا وقت قریب آیا اور بنی ہاشم اس کے پاس حاضر ہوئے تو اس نے ان سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ میری تم سے کیا رشتہ داری ہے؟ اور تمہارے نزدیک میری کیا قدر و منزلت ہے۔ میرے ذمہ کچھ قرضہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم وہ ادا کرو! اس پر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے قرضہ کے ایک ثلث کی ادائیگی میرے ذمہ ہے۔ اس کے بعد آپؑ خاموش ہو گئے۔ اور دوسرے لوگ بھی خاموش رہے۔ تب پھر امامؑ نے فرمایا: تمہارے تمام قرضہ کی ادائیگی میرے ذمہ ہے! پھر فرمایا: پہلی بار میں نے اس لئے تمام قرضہ کی ضمانت نہیں دی تھی تا کہ یہ لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ (امامؑ) ہم پر سبقت لے گئے (اور ہمیں موقع نہیں دیا)۔ (روضۂ کافی)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اپنی کتاب الخلاف میں لکھتے ہیں کہ ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ ہم ایک

جنازہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب جنازہ رکھا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کیا: کیا تمہارے ساتھی کے ذمہ کچھ قرضہ ہے؟ عرض کیا گیا: ہاں۔ دو درہم ہیں! فرمایا: پس تم اس پر نماز پڑھو! اس پر حضرت علی علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہؐ! ان کی ادائیگی کا میں ضامن ہوں! تب آنحضرتؐ نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی۔ پھر حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: (اے علیؑ) خدا تمہیں اسلام کی طرف سے جزائے خیر دے اور خدا تمہاری گرو کو اسی طرح آزاد کرائے جس طرح تم نے اپنے بھائی کی گرو کو آزاد کرایا ہے۔ (کتاب الخلاف)

۳۔ جابر بن عبداللہ (انصاری) سے مروی ہے کہ جس شخص کے ذمہ قرضہ ہوتا تھا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ چنانچہ ایک بار ایک جنازہ لایا گیا آپؐ نے دریافت فرمایا: آیا تمہارے ساتھی پر کچھ قرضہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں! دو دینار ہیں۔ فرمایا: پھر تم ہی اس پر نماز پڑھو! اس پر ابوقتادہ نے کہا: یا رسول اللہؐ! ان کی ادائیگی میرے ذمہ ہے! اس کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز پڑھائی۔ راوی کا بیان ہے کہ جب خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو فتوحات سے نوازا تو آپؐ نے فرمایا: میں مومنوں کی جانوں سے ان کا زیادہ حقدار ہوں۔ پس جو شخص کچھ مال چھوڑ کر مرے وہ تو اس کے وارثوں کا ہے اور جو شخص قرضہ چھوڑ کر مرے (اس کی ادائیگی) میرے ذمہ ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از دین اور یہاں باب ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

اس صورت کا حکم کہ جب میت کے بعض وارث مقروضوں کو تمام قرضہ معاف کر دیں اور اپنے دوسرے (حصہ داروں) کی رضامندی کی ضمانت دیں اور ضامن کا مالدار ہونا شرط ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن جہم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جس نے مجھ سے قرضہ لینا تھا وہ مر گیا۔ اور اپنے بعد اولاد میں ذکور و اناث بڑے اور چھوٹے وارث چھوڑے۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ میرے والد نے تم سے جو کچھ لینا ہے تو اس سے بری الذمہ ہے۔ خواہ وہ میرا حصہ ہے یا میرے بہن بھائیوں کا! اور کہا: میں ان کی رضامندی کا ضامن ہوں تو؟ فرمایا: اس سے وہ بری الذمہ ہو جائے گا! میں نے عرض کیا: اگر وہ (ضامن)

ان کا حق ادا نہ کرے تو؟ فرمایا: وہ اس کی گردن پر ہوگا! عرض کیا: اگر وارث مجھ سے مطالبہ کریں اور کہیں کہ ہمارا حق ادا کرو تو؟ فرمایا: حکم ظاہری میں ادا کرنا پڑے گا۔ ورنہ بینک و بین اللہ تو بریٔ الذمہ ہے جبکہ اس ضامن نے ان کی رضامندی کی ضمانت دی ہو۔ اب وہ خود ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا۔ عرض کیا: آپؑ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ آیا اس کی ماں (ان کا حق) معاف کرسکتی ہے؟ فرمایا: ہاں جبکہ اس کے پاس اس قدر مال ہو جو (بچہ کے راضی نہ ہونے کی صورت میں) اسے دے سکے! عرض کیا: اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو؟ فرمایا: پھر نہ! راوی نے عرض کیا کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ معاف کرسکتی ہے! فرمایا: میری مراد یہ ہے کہ جب اس کے پاس مال ہو! عرض کیا: آیا باپ بھی بیٹے کا حق معاف کرسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! ہمیں ابوالحسن (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کے ساتھ کوئی اختیار نہ تھا! وہ جس طرح جیسے چاہتے تھے تصرف فرماتے تھے۔ کہ ایک شخص نے اس بچہ کی طرف سے ضمانت دی تو اگر وہ شخص اس بچے کے بالغ ہونے سے پہلے مر جائے تو آیا میں پھر اس کے حصہ سے بریٔ الذمہ ہوں گا؟ فرمایا: معاہدہ کے مطابق یہ معاملہ جائز ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۵

اگرچہ ضامن غریب و نادار ہو تب بھی اس کی ضمانت درست ہے۔ جبکہ وہ شخص راضی ہو جس کا یہ ضامن ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مروی ہے کہ جب عبداللہ بن الحسن کی جانکنی کا وقت قریب آیا تو اس کے قرض خواہ اکٹھے ہو کر اس کے پاس آئے اور موصوف سے اپنے قرضہ کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا: فی الحال تو میرے پاس کچھ نہیں ہے جس سے تمہارا قرضہ ادا کروں! البتہ میرے بھائی اور چچا زاد بھائی موجود ہیں۔ جیسے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام، جناب عبداللہ بن جعفر طیارؓ۔ جس کو چاہو ضامن لے لو۔ انہوں نے کہا کہ گو عبداللہ بن جعفر مالدار ہیں اور زین العابدینؑ گو سرمایہ دار نہیں۔ مگر راست باز ضرور ہیں۔ اس لئے ہمیں وہ زیادہ پسند ہیں۔ چنانچہ آدمی بھیج کر آنجنابؑ کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی۔ تو امامؑ نے فرمایا کہ میں ضامن ہوں۔ کہ غلہ آنے پر تمہارا قرضہ ادا کر دوں گا۔ جبکہ ان کا فی الحال کوئی غلہ نہ تھا۔ لوگ اس پر راضی ہو گئے۔ پس جب غلہ آنے کا وقت ہوا تو خدا نے کافی مال مقدر کر دیا جس سے آپ نے ضمانت ادا کی۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

باب ۶

جس کی ضمانت دی جائے اس پر ضامن کو اس کے ادا کردہ مال سے زیادہ ادا کرنا لازم نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر دوسری ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی آدمی کا ضامن بنا اور پھر اس نے (صاحب حق سے تھوڑے مال پر) مصالحت کر لی تو؟ فرمایا: تو اسے اتنا ہی مال ملے گا۔ جتنے پر اس نے مصالحت کی ہے۔ (التہذیب، الفروع)

باب ۷

کفالت اور ضمانت کے درپے ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حج کی ادائیگی میں دیر کی۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: حج کی ادائیگی میں تمہیں تاخیر کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں ایک آدمی کا کفیل ہوا تھا۔ اس نے مجھے تنگ کیا۔ امامؑ نے فرمایا: تمہیں کفالتوں سے کیا مطلب؟ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ انہی کفالتوں نے پہلے لوگوں کو ہلاک و برباد کیا۔ پھر فرمایا کہ کچھ لوگوں نے بہت سے گناہ کئے۔ پھر وہ ان (کی سنگینی) سے سخت ڈر گئے۔ تب کچھ لوگوں نے کہا کہ تمہارے گناہ ہم پر۔ پس خدا نے ان پر عذاب نازل کر دیا۔ پھر خدا نے فرمایا کہ وہ لوگ تو ڈر گئے اور تم نے جسارت کی؟ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کفالت خسارہ ہے، تاوان ہے اور ندامت و پشیمانی ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد رقی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: توراۃ میں لکھا ہے کہ کفالت ندامت اور غرامت ہے۔ (التہذیب)

۴۔ اسماعیل بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیٹو! خبردار (اپنے اوپر) حقوق لینے کے درپے مت ہونا۔ اور (جب لازم ہو جائیں) تو پھر مصائب پر صبر کرنا۔ (ایضاً)

باب ۸

قرض دینے والے کے لئے مقروض سے کفیل (ضامن) لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن سرحان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ادھار خرید و فروخت میں کفیل لینے اور گرو رکھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفقیہ وغیرہ)

۲۔ جناب علی بن جعفرؑ اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص علوس ادھار پر فروخت کرتا ہے۔ آیا وہ کوئی کفیل لے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔(بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب الرھن (باب ۱) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۹

کفیل کو اس وقت تک قید کیا جائے گا جب تک اس شخص کو حاضر نہ کرے جس کا وہ کفیل ہے یا اس چیز کو حاضر نہ کرے جس کی اس نے کفالت دی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جس نے کسی شخص کی کفالت دی تھی۔ تو آنجنابؑ نے اسے قید کر دیا اور اسے حکم دیا کہ اپنے ساتھی کو طلب کر (جس کی کفالت دی ہے)۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کے پاس ایک ایسے شخص کو لایا گیا جس نے ایک خاص شخص کی کفالت دی تھی۔ تو آپؑ نے اس آدمی کے بارے میں حکم دیا کہ اسے قید کر دو۔ یہاں تک کہ اپنے ساتھی کو حاضر کرے۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۰ و ۱۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

اس صورت کا حکم کہ جب کفیل یہ کہے کہ اگر میں نے مکفول کو فلاں وقت تک حاضر نہ کیا تو مجھ پر یہ یہ تاوان ہوگا؟ اور جب یہ کہے کہ مجھ پر اس قدر تاوان ہوگا اگر فلاں وقت تک اسے حاضر نہ کیا؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو العباس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے کسی شخص کو کسی شخص کی کفالت دی۔ اور کہا کہ اگر میں نے اسے پیش کر دیا تو فبہا ورنہ مجھے یہ پانچ سو درہم کی ادائیگی لازم ہوگی؟ فرمایا: اس پر اس شخص کا حاضر کرنا لازم ہے۔ درہم وغیرہ کچھ لازم نہیں ہے۔ اور اگر یوں کہے کہ مجھ پر پانچ سو درہم لازم ہوں گے اگر میں نے اسے پیش نہ کیا؟ فرمایا: اگر اس نے پیش نہ کیا تو پھر اس پر درہموں کی ادائیگی لازم ہوگی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو العباس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی شخص کی ذات کا کفیل بنا (اور کہا) کہ اگر اس نے اسے فلاں وقت تک حاضر نہ کیا تو اس پر اتنے درہم لازم ہوں گے؟ فرمایا: اگر وہ اسے اس مقررہ وقت تک حاضر کر دے تو فبہا (ورنہ اس پر) کچھ مال لازم نہیں ہے۔ کیونکہ وہ صرف اس شخص کے حاضر کرنے کا کفیل ہے۔ مگر یہ کہ وہ درہم سے آغاز کرتے ہوئے کہے کہ اس پر اس قدر درہم لازم ہوں گے۔ اگر فلاں وقت تک اسے حاضر نہ کیا تو وہ ان درہموں کی ادائیگی کا ضامن ہوگا۔ اگر اسے مقررہ وقت پر حاضر نہ کیا۔ (التہذیب، السرائر، الفقیہ)

باب ۱۱

حوالہ دینے والے کی طرف رجوع کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ایوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے نادہندہ کار کو کسی شخص کے حوالہ کر دیتا ہے۔ آیا (وہاں سے مال نہ ملنے کی صورت میں) وہ حوالہ دینے والے کی طرف رجوع کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہرگز نہیں۔ مگر یہ کہ اس سے پہلے اس شخص کا کوڑا اوارڈ ہو چکا ہو جس کی طرف حوالہ دیا گیا۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنے کسی طلب گار کو کسی اور شخص کے حوالہ کر دیتا ہے اور وہ

اس سے کہہ دیتا ہے کہ تم تو میرے حق سے بریٔ الذمہ ہو تو آیا پھر اس کی طرف رجوع کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب وہ ایک بار اسے بریٔ الذمہ قرار دے دے تو پھر اس کی طرف رجوع نہیں کر سکتا۔ اور اگر اسے بریٔ الذمہ قرار نہیں دیا تو پھر رجوع کر سکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض علماء نے برأت کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ طلبگار حوالہ کو قبول کر لے۔ اور عدم برأت کو اس صورت پر حمل کیا ہے کہ جب وہ اسے قبول نہ کرے۔

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عقبہ بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے کسی طلبگار کو صراف کے حوالہ کیا۔ مگر صراف کی مالی حالت بدل گئی (کمزور ہوگئی) تو آیا وہ شخص پھر اصل حوالہ دینے والے کی طرف رجوع کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب)

باب ۱۲

جو شخص کسی کو دیناروں کا حوالہ دے تو وہ ان کی جگہ درہم وصول کر سکتا ہے۔ اور قبض کرنے سے پہلے طعام کا حوالہ دینے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن سرحان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی سے کچھ دینار لینے تھے۔ تو اس دہکار نے ان دیناروں کے لئے اسے کسی کے حوالہ کیا۔ تو آیا وہ اس سے ان کی جگہ درہم وصول کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الصرف (باب ۱۲) میں گزر چکی ہیں اور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں احکام العقود (باب ۱۶) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

ان دو شریکوں کا حکم جو کسی قرضہ لینے میں باہم شریک ہوں اور پھر اسے تقسیم کر کے ہر شخص اپنے حصہ کا حوالہ دے دے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ

اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ان دو شخصوں کے بارے میں جو باہم شریک تھے ان کا کچھ مال تو موجود تھا اور کچھ غائب۔ تو انہوں نے موجودہ مال تو تقسیم کرلیا اور غائب مال میں سے ہر شخص نے اپنے حصہ کا حوالہ دے دیا (کہ تو فلاں سے وصول کر لینا اور میں فلاں سے کرلوں گا) اس طرح ایک نے تو اپنے حصہ پر قبضہ کرلیا۔ مگر دوسرے کو کچھ نہ ملا۔ تو؟ فرمایا: جو وصول ہوا ہے وہ دونوں کا متصور ہوگا۔ اور جو ضائع ہوگیا۔ وہ بھی دونوں کا متصور ہوگا۔ (الفقیہ، التہذیب)

باب ۱۴

اس شخص کا حکم جو اپنے طلبگار سے کہے کہ اگر میں نے دس روز تک واپس آ کر تیرا حق ادا نہ کیا تو تیرے حق سے زیادہ ادا کروں گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ محمد (صفار) نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے کسی کے ایک سو درہم دینے تھے۔ وہ اس سے سخت مطالبہ کرتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ دس دن تک واپس آ کر تمہارا قرضہ ادا کروں گا اور اگر میں اس مدت میں واپس نہ آیا تو میں بلاشرط نقد ایک ہزار درہم ادا کروں گا۔ اور اس شخص نے اس پر گواہ بھی لے لئے اور پھر ان کو گواہی کے لئے طلب بھی کیا؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ ان لوگوں کو چاہیئے کہ حق کی گواہی دیں۔ اور قرض خواہ کو بھی صرف اپنا حق وصول کرنا چاہیئے انشاء اللہ۔ (زیادہ نہ)۔ (الفروع)

باب ۱۵

جو شخص (مقتول کے) ولی کے ہاتھ سے قاتل کو جبراً چھڑائے وہ اس کے حاضر کرنے کا کفیل ہوگا۔ پس اسے قید کیا جائے گا یہاں تک کہ قاتل کو واپس لائے یا دیت ادا کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حریز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو عمداً قتل کر دیا۔ اور جب یہ معاملہ حاکم تک پہنچا تو اس نے قاتل کو مقتول کے اولیاء کے حوالہ کر دیا۔ تا کہ وہ اسے قتل کر دیں۔ تو کچھ لوگوں نے حملہ کر کے اسے مقتول کے اولیاء کے ہاتھوں سے جبراً چھڑوا لیا۔ تو؟ امامؑ نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ چھڑوانے والوں کو اس وقت تک قید و بند میں رکھا جائے جب تک قاتل کو پیش نہ کریں۔ عرض کیا گیا کہ اگر یہ صورت حال پیش آ جائے کہ وہ قید میں

ہوں اور قاتل مر جائے تو؟ فرمایا: ان لوگوں پر مقتول کی دیت ادا کرنا واجب ہے۔ (الفروع)

باب ۱۶

(شرعی) حد کے سلسلہ میں کوئی کفالت نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حد میں کوئی کفالت و ضمانت نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ حد (شرعی کے اجراء میں) کوئی کفالت نہیں ہے۔ (الفقیہ)

کتاب الصلح

(صلح کرنے کے ابواب)

(اس سلسلہ میں کل پندرہ (۱۵) باب ہیں)

باب ا

صلح مستحب ہے۔ اگرچہ مال خرچ کرکے بھی کرنا پڑے۔ اور اگرچہ اس کے نہ کرنے پر قسم بھی کھائی ہو۔ اور مستحبی عبادات پر اسے ترجیح حاصل ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں دو (روٹھے ہوئے) شخصوں میں صلح کرا دوں تو یہ بات مجھے دو دینار صدقہ دینے سے زیادہ پسند ہے۔ (الاصول)

۲۔ حبیب احول بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ وہ صدقہ جسے خدا پسند کرتا ہے وہ لوگوں کے درمیان اصلاح کرنا ہے جبکہ وہ خراب ہو جائیں اور ان کو باہم نزدیک کرنا ہے۔ جبکہ ایک دوسرے سے دور ہو جائیں۔ (ایضاً)

۳۔ مفضل بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب میں اپنے دو شیعوں کے درمیان کوئی (مالی) جھگڑا دیکھتا ہوں تو اپنے مال سے اس کی اصلاح کر دیتا ہوں۔ (ایضاً)

۴۔ ابو حنیفہ سائق الحاج بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا داماد ایک میراث کے بارے میں باہم لڑ جھگڑ رہے تھے کہ مفضل ہمارے پاس سے گزرے۔ اور کچھ دیر وہاں کھڑے رہے (اور ہم جھگڑتے رہے) پھر کہا (میرے) گھر آؤ چنانچہ ہم ان کے پاس گئے۔ پس انہوں نے اپنے پاس سے چار سو درہم دے کر ہمارے درمیان صلح کرا دی۔ یہاں تک کہ جب ہم میں سے ہر شخص دوسرے سے مطمئن ہو گیا۔ تو انہوں نے کہا: (سنیں) یہ میرا مال نہیں ہے۔ بلکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ جب ہمارے اصحاب میں سے دو شخصوں کے درمیان کوئی (مالی) تنازعہ کھڑا ہو جائے تو میں ان (امامؑ) کے مال میں سے ان کے درمیان صلح کرا دوں اور اسے فدیہ دوں۔ تو یہ امام علیہ السلام کا مال تھا۔ (الاصول والتہذیب)

۵۔ اسحاق بن عمار روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیت مبارکہ ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَ تُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ﴾ (خدا کو اپنی قسموں کا نشانہ بناؤ۔ نیکی کرو، تقویٰ اختیار کرو۔ اور اصلاح بین الناس کرو) کے بارے میں فرمایا کہ اگر تمہیں دو (لڑنے والوں) کے درمیان صلح کرنے کرانے کی طرف بلایا جائے تو یہ نہ کہو کہ میں نے تو قسم کھائی ہے کہ ایسا نہیں کروں گا۔ (الاصول)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو حمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں دو شخصوں میں صلح کرا دوں تو یہ بات مجھے دو دینار صدقہ دینے سے زیادہ پسند ہے۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگوں کے درمیان صلح کرانا عام (مستحبی) نماز و روزہ سے افضل ہے۔ (ثواب الاعمال)

۷۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا کہ جو شخص دو (لڑنے والے) شخصوں کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے چل کر جائے تو اس کی واپسی تک اس پر آسمان کے فرشتے درود پڑھتے ہیں۔ اور اسے لیلۃ القدر کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص جو دو شخصوں کے قطع تعلق کرنے کی خاطر چل کر جائے تو اس کو اسقدر وزر و وبال ہوتا ہے جتنا صلح کرانے والے کو اجر و ثواب ملتا ہے اور جب تک وہ جہنم میں داخل نہ ہو جائے اور اس کا عذاب دوگنا نہ ہو جائے اس پر برابر خدا کی لعنت کی جاتی ہے۔ (عقاب الاعمال)

۸۔ جناب شیخ حسن بن محمد دیلمی ارشاد القلوب میں معصومؑ سے نقل کرتے ہیں فرمایا: فرائض خداوندی کے قائم کرنے کے بعد کوئی شخص دو شخصوں میں صلح کرانے سے بہتر کوئی عمل نہیں کرتا۔ (ارشاد القلوب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب الامر بالمعروف میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ میں یہاں اور) باب الاجارہ والوصیہ وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

اصلاح کرنے کی خاطر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ مگر فتنہ و فساد پھیلانے کے لئے سچ بولنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب یا معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے کچھ چیزوں کے بارے میں حکم دیتے ہوئے فرمایا: میری طرف سے اس طرح پیغام پہنچانا۔ راوی نے عرض کیا: آیا بالکل اسی طرح پہنچاؤں جس طرح آپؑ نے مجھے فرمایا، یا اپنی طرف سے بھی کچھ (بڑھ کر) کہہ دوں؟ فرمایا: ہاں (بے شک کہہ دینا) کیونکہ صلح کرانے والا (شرعاً) جھوٹا نہیں ہوتا۔ یہ صلح ہے اس میں جھوٹ (بھی) جھوٹ نہیں ہے۔ (الاصول)

باب ۳

لوگوں کے درمیان ہر قسم کی صلح جائز ہے ماسوا اس صلح کے جو حرام کو حلال یا حلال کو حرام بنائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صلح لوگوں میں جائز (اور نافذ بھی) ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیّنہ (دو گواہ) پیش کرنا مدعی پر اور قسم کھانا مدعا علیہ پر لازم ہے۔ اور ہر قسم کی صلح مسلمانوں کے درمیان جائز ہے ماسوا اس صلح کے جو کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام بنائے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

اگر دو شریک کار اس طرح باہم مصالحت کرلیں کہ ایک دوسرے کو اصل مال دے دے اور نفع اور نقصان دوسرے کے ذمہ ہو؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے دو شخصوں کے بارے میں جو باہم مال میں شریک تھے۔ اور ان کو نفع حاصل ہوا۔ اور اس مال میں سے

کچھ ادھار پر تھا اور کچھ ان کے ذمہ ادھار تھا۔ چنانچہ ایک نے دوسرے سے کہا: تو مجھے اپنا رأس المال دے دے۔ باقی نفع بھی تیرا اور نقصان بھی تیرا! فرمایا: جب باہم شرط مقرر کر لیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر کوئی شرط قرآن کے خلاف ہو تو اسے کتاب اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا۔ (اور جو موافق قرآن ہوگی اس پر عمل کیا جائے گا)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے بیع الحیوان (باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں۔ (اور کچھ یہاں باب ۳ میں)۔

باب ۵

صلح اس صورت میں جائز ہے کہ جب ہر فریق کو وجہ نزاع کا علم ہو یا کسی کو بھی علم نہ ہو۔ اور اگر ایک کو اس کا علم ہو اور دوسرے کو نہ ہو تو پھر جائز نہیں ہے۔ نیز صلح میں دو فریق کی رضامندی شرط ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان دو آدمیوں کے بارے میں جن میں سے ہر ایک کے پاس دوسرے کا کچھ طعام تھا...... مگر کسی کو علم نہیں تھا کہ کس کا طعام کتنا ہے تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ جس کے پاس جتنا ہے وہ اس کے لئے مباح ہے امامؑ نے فرمایا: وہ دونوں اس پر دل و جان سے راضی ہیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(الفقیہ، التہذیب)

۲۔ نیز حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک یہودی یا نصرانی کے چار ہزار میرے پاس تھے مگر وہ مر گیا تو آیا میں اس کے (بعض) وارثوں سے مصالحت کر سکتا ہوں جبکہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کل وارث کس قدر ہیں؟ فرمایا: جب تک سب کو اطلاع نہ دو ان سے مصالحت نہ کرو صرف بعض سے کرنا جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جس نے کسی کا کچھ مال دینا تھا پس اس سے مصالحت کر لی فرمایا: جب دوسرا شخص راضی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

باب ۶

وصی کے لئے جائز ہے کہ مصلحت کی صورت میں میت کے مال پر مصالحت کرے اور جو میت پر قرضے کا دعویٰ کرے اس کے ساتھ بینہ اور قسم کے بعد مصالحت کرے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج اور داؤد بن فرقد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس چند یتیموں کا کچھ مال ہے۔ اور وہ انہیں نہیں دیتا۔ یہاں تک کہ وہ (مانگتے مانگتے) مر جاتے ہیں۔ تب ان (یتیموں) کا وارث اور وکیل اس شخص کے پاس جاتا ہے تو وہ اس سے اس طرح مصالحت کرتا ہے کہ کچھ مال لے لے اور کچھ چھوڑ دے اور باقیماندہ سے اسے بریٔ الذمہ قرار دے دے آیا وہ (وارث) اسے بریٔ الذمہ کر سکتا ہے۔ فرمایا: ہاں۔

(التہذیب، السرائر)

۲۔ محمد بن سہل اپنے باپ (سہل) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص (مرتے وقت اپنے اوپر) کچھ قرضہ (ادا کرنے) کی وصیت کر گیا۔ اب یکے بعد دیگرے مختلف لوگ آتے ہیں اور اس پر قرضہ کا دعویٰ کرتے ہیں آیا وہ بینہ قائم کرے؟ قسم لے؟ آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ اسے چاہیئے کہ ان سے مصالحت کرے۔ یہاں تک کہ اس کی امانت کو ادا کرے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۸ میں اور کیفیۃ الحکم باب ۶ میں) بعض ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس مطلب پر فی الجملہ دلالت کرتی ہیں۔

باب ۷

اس قرضہ کی جو دیر سے ادا کیا جانا ہو۔ اس سے کم مگر نقد پر مصالحت جائز ہے۔ مگر اس کے برعکس جائز نہیں ہے۔ اور ضامن کا حکم جب حق سے کم تر پر صلح کرے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنے مقروض سے کہا: مجھے اس قدر نقد ادا کرو باقی میں تمہیں معاف کر دیتا ہوں یا باقی کی ادائیگی کی مدت اور بڑھا دیتا ہوں؟ فرمایا: میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا۔ جب تک وہ اپنے رأس المال میں اضافہ نہ کرے چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ

وَلَا تُظْلَمُوْنَ﴾ (تمہارے لئے تمہارے رأس المال ہیں۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو۔ اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے)۔
(التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۲۔ ابان (بن تغلب) بواسطہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی سے کچھ قرضہ لینا ہے۔ اور وہ ادائیگی کی مدت سے پہلے اس سے کہتا ہے کہ آپ اس کا نصف ابھی ادا کر دیں میں باقی نصف تمہیں معاف کرتا ہوں۔ آیا یہ ان کے لئے جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے احکام عقود (باب ۴) میں اور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی احکام ضمان (باب ۶) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۸

کچھ درہم اور کچھ گندم لے کر گندم پینے پر صلح جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص گندم کی چند بوریاں چند درہم کے عوض پینے والے کو دیتا ہے۔ اور جب وہ پیس چکتا ہے تو مالک اسے وہ درہم مع ایک بوری گندم دیتا ہے جس پر وہ صلح کر لیتے ہیں۔ تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگرچہ پہلے انہوں نے اس طرح بھاؤ طے نہیں کیا تھا۔ (الفقیہ، التہذیب)

باب ۹

اس صورت کا حکم کہ دو شخصوں کے درمیان دو درہموں کا جھگڑا ہو جائے ایک یہ کہے یہ دونوں میرے ہیں اور دوسرا کہے کہ میرے اور تیرے ہیں؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن المغیرہ سے اور وہ کئی اصحاب سے اور وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ان دو شخصوں کے بارے میں جن کے پاس دو درہم تھے۔ اور ایک یہ کہتا تھا کہ دونوں درہم میرے ہیں اور دوسرا کہتا تھا کہ تیرے اور میرے ہیں! فرمایا: ان میں سے جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ تیرے اور میرے ہیں۔ گویا وہ یہ اقرار کرتا ہے کہ ایک درہم تو اس کا نہیں ہے۔ بلکہ اسکے ساتھی کا ہے۔ لہٰذا (اب نزاع صرف ایک درہم میں ہوا تو) اس ایک درہم کو دونوں میں (برابر برابر) تقسیم کر دیا جائے۔ (الفقیہ، التہذیب)

باب ۱۰

اس صورت کا حکم کہ جب دو شخص کسی عین المال کی ملکیت کا دعویٰ کریں اور پھر دونوں اپنے دعویٰ پر بیّنہ (گواہ) پیش کریں؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن طرفہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ دو شخصوں کے درمیان ایک اونٹ کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ (ہر ایک یہ کہتا تھا کہ یہ میرا ہے) اور پھر ہر ایک مدعی نے بیّنہ بھی پیش کر دیا۔ تو حضرت امیر علیہ السلام نے اس کا اس طرح فیصلہ کیا۔ کہ وہ اونٹ دونوں کا مشترکہ قرار دیا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد باب القضا (باب ۱۲) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

اس صورت کا حکم کہ جب دو شخصوں کے پاس دو کپڑے ہوں ایک بیس درہم کا اور دوسرا تیس درہم کا اور پھر باہم مشتبہ ہو جائیں؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس تیس درہم والا کپڑا تھا اور دوسرے کے پاس بیس درہم والا۔ کپڑے بھیجے گئے۔ مگر مشتبہ ہو گئے۔ نہ اس کو پتہ ہے کہ اس کا کپڑا کون سا ہے اور نہ اس کو پتہ ہے کہ اس کا کون سا ہے؟ فرمایا: دونوں کپڑوں کو فروخت کر کے تیس درہم والے کو ۳/۵ حصہ اور بیس والے کو ۵/۸ حصہ دیا جائے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ بیس درہم والے نے تیس درہم والے سے کہا: ان دو کپڑوں میں سے تو جو چاہے لے لے تو؟ فرمایا: اس نے انصاف کیا ہے۔ (الفقیہ، المقنع، التہذیب، الفروع)

باب ۱۲

اس شخص کا حکم کہ جس کے پاس ایک آدمی دو دینار اور دوسرا آدمی ایک دینار بطور امانت رکھے اور وہ باہم مخلوط ہو جائیں اور ان میں سے ایک دینار گم ہو جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد

ماجدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی شخص کے پاس دو دینار اور کسی اور نے ایک دینار بطور امانت رکھے۔ (پھر باہم خلو ہو گئے) اور ان میں سے ایک دینار گم ہو گیا؟ فرمایا: دو دینار والے کو ایک دینار دیا جائے گا۔ اور باقی ماندہ دینار دونوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔

(الفقیہ، المقنع، التہذیب)

باب ۱۳

اس صورت حال کا حکم کہ جب ایک شخص کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں ہوں اور تیسرے کو دعوت طعام دیں اور سب مل کر کھائیں اور جب فارغ ہوں تو وہ آٹھ درہم دے کر چلا جائے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الصباح مزنی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں دو شخص حاضر ہوئے۔ اور ایک نے عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ! اس شخص نے مجھے دوپہر کا کھانا اکٹھا کھانے کی دعوت دی چنانچہ میں تین روٹیاں لے کر اور وہ پانچ روٹیاں لے کر آ گیا ہم کھانا کھا رہے تھے کہ ہمارے پاس سے ایک شخص گزرا ہم نے اسے دعوت طعام دی۔ چنانچہ اس نے ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔ اور جاتے ہوئے آٹھ درہم بخشش دیتا گیا۔ پس میں نے اپنے اس ساتھی سے کہا کہ یہ درہم تقسیم کرو۔ تو اس نے کہا کہ روٹیوں کی تعداد کے مطابق ہی تقسیم کروں گا؟ (یہ ماجرا سن کر) حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جاؤ اور آپس میں صلح کر لو۔ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! یہ سوائے اس بات کے اور کسی بات پر راضی نہیں ہوتا کہ خود پانچ درہم لے اور مجھے تین دے۔ لہٰذا آپ ہی ہمارا فیصلہ کریں! تب امامؑ نے فرمایا: اے بندۂ خدا! کیا تو جانتا ہے کہ تین روٹیوں کے نو ثلث اور پانچ روٹیوں کے پندرہ ثلث بنتے ہیں (کل ہو گئے چوبیس ثلث) اس نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: تم تینوں نے اس تفصیل کے ساتھ آٹھ آٹھ ثلث کھائے۔ کہ تو نے اپنے نو ثلث میں سے آٹھ کھائے۔ باقی ایک بچا۔ تیرے ساتھی نے اپنے پندرہ ثلث میں سے آٹھ کھائے تو اس کے سات بچے اور مہمان نے اس کے سات اور تمہارا ایک ثلث کھایا۔ لہٰذا ہر ثلث کے عوض ایک درہم بنتا ہے۔ اس طرح تجھے صرف ایک درہم ملے گا۔ اور باقی سات اسے دے دے۔

(الفقیہ، الفروع، المقنعہ، التہذیب)

باب ۱۴

جب دو شخص دو گھروں کے درمیان واقع سرکنڈے کی دیوار کے بارے میں نزاع کریں تو اس کا فیصلہ اس شخص کے حق میں کیا جائے گا جدھر رسیوں کی گرہیں ہوں گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر سرکنڈے کی اس دیوار کے بارے میں جو دو شخصوں کے گھروں کے درمیان ہو نزاع ہو جائے تو؟ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ایک ایسے ہی واقعہ میں اس کا فیصلہ اس شخص کے حق میں کیا تھا جس طرف رسیوں کی گرہیں تھیں۔ (التہذیب، الفروع، کذا فی الفقیہ)

باب ۱۵

مشترکات کا حکم؟ اور راستہ (کی چوڑائی) کا حکم؟ اور اس کے خرید و فروخت کے عدم جواز کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعباس بقباق سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی گروہ راستہ (کی چوڑائی) کے بارے میں باہم نزاع کرے۔ کچھ کہیں کہ سات ہاتھ ہونا چاہیئے اور بعض کہیں کہ چار ہاتھ؟ تو امامؑ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ پانچ ہاتھ ہونا چاہیئے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جس راستہ کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہو۔ اس کی حد سات ہاتھ ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس (حد بندی) کو بعض اصحاب نے استحباب پر اور بعض نے رہ گزاروں کی ضرورت پر محمول کیا ہے اور قبل ازیں عقد البیع اور اس کے شروط کے ضمن میں راستہ کی فروخت کا عدم جواز گزر چکا ہے اور آئندہ احیاء الموت کے ضمن میں مشترکات کا حکم بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب الشرکہ

(اس سلسلہ میں کل سات باب ہیں)

وضاحتی نوٹ منجانب مترجم عفی عنہ

شرکتی کاروبار کی اہمیت

انسان فطرتاً مدنی الطبع اور ایک دوسرے کا محتاج واقع ہوا ہے اس لئے بنی نوع انسان کے لئے مل جل کر کام کرنا ایک فطری تقاضا ہے۔ دنیا میں کوئی قوم' کوئی ملک اور کوئی فرقہ ایسا نہیں جہاں اور جس میں چند آدمیوں کا باہم شریک ہو کر کاروبار کرنا قابل مدح و ستائش نہ سمجھا جاتا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیوی ترقی و کامیابی کا دارو مدار اور تجارتی عروج و کامرانی کا انحصار اسی شراکتی کاروبار پر ہے۔ یہ ہم لوگوں کی حرمان نصیبی ہے کہ ہمیں چھوٹے چھوٹے خانگی معاملات میں شرکت کا تو بڑا شوق ہے (جو کہ ممدوح ہونے کے بجائے مذموم ہے' جس کی وجہ سے آئے دن خانگی جھگڑے پیدا ہوتے رہتے ہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خود اپنی خانگی زندگی اس کی زندہ مثال ہے کہ آپ کی محترم ازواج کے مکانات جدا جدا' کھانے پینے کا انتظام جدا جدا' ساز و سامان جدا جدا' آپ کی شب باشی کی نوبت سب کے ہاں جدا جدا تھی تاکہ سب آزادی کی نعمت سے لطف اندوز ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عزیز ترین بھائی حضرت علی علیہ السلام (جن کی انہوں نے اولاد کی طرح تربیت کی تھی) اپنی عزیز ترین چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سلام علیہا سے شادی کرنا چاہی تو ان کو گھر داماد نہیں بنایا بلکہ سب سے پہلے ان سے اثاثہ فروخت کرا کر علیحدہ خانہ داری کا انتظام کرایا۔ اور اس طرح اہل عالم کو بتایا کہ شادی کے بعد زن و شوہر اپنے کنبے سے علیحدہ رہ کر ہی تعلقات زوجیت سے صحیح طور پر متمتع ہو سکتے ہیں اور دین و دنیا کے فوائد و عوائد حاصل کر سکتے ہیں) مگر بڑے بڑے معاملات

میں شرکت کی برکت سے آج زندہ قومیں کیا کیا منافع اور فوائد حاصل کر رہی ہیں۔ ہندو پاک میں اس کی زندہ مثال "ایسٹ انڈیا کمپنی" ہے جس نے مشترکہ کاروبار کے بل بوتے پر پورے ملک ہندوستان کی عظیم حکومت حاصل کی خدا سب اہل اسلام وایمان کو اس مشترکہ کاروبار کے منافع اور فوائد سے نفع اندوز ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ مگر یہ خیال رہے کہ شرکت کرنے سے پہلے شریک کار کے کردار اور اس کی روش ورفتار کی اچھی طرح جانچ پڑتال کر لینی چاہیئے کیونکہ آج کل زاہدوں کے لباس میں راہزنوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ الغرض دیندار، دیانتدار، خوش گفتار اور خوش کردار آدمی سے شرکت کرنی چاہیئے۔ ورنہ بصورت دیگر فائدہ کی بجائے الٹا نقصان ہوگا۔ واللہ الموفق

باب ۱

اگر دو شریکوں کا مال برابر برابر ہو اگرچہ ایک نے دوسرے کی طرف سے نقد قیمت ادا کی ہو تو وہ نفع و نقصان میں بھی برابر ہوں گے۔ اور کمی بیشی کی صورت میں اپنے مال کی نسبت سے نفع ونقصان میں شریک ہوں گے مگر یہ کہ اس کے خلاف کوئی شرط مقرر کی ہو۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص (کسی کے ساتھ) مال تجارت میں شریک ہے تو؟ فرمایا: اگر نفع ملا تو بھی شریک اور اگر نقصان ہوا تو بھی شریک۔ (التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کوئی جانور خریدتا ہے مگر اس کے پاس رقم نہیں ہوتی۔ اس اثنا میں اس کے احباب میں سے ایک شخص آجاتا ہے اور یہ اس سے کہتا ہے تو اس جانور کی قیمت ادا کر دے (فروخت کے بعد) جو نفع حاصل ہوگا۔ وہ تیرا میرا مشترکہ ہوگا۔ چنانچہ اس نے رقم ادا کر دی! مگر (بدقسمتی سے) اس میں گھاٹا پڑ گیا تو؟ فرمایا: اس کی قیمت دونوں پر ہوگی۔ جس طرح کہ اگر (وہ زندہ رہتا اور) اسی سے نفع حاصل ہوتا تو وہ دونوں کا ہوتا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ داؤد ابزاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کوئی چیز خریدی۔ مگر اس کے پاس قیمت موجود نہ تھی۔ وہ اپنے کسی دوست کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ تو قیمت ادا کر دے اور نفع تیرا میرا (برابر) ہوگا؟ فرمایا: اس صورت میں اگر نفع ہوا تو وہ بھی دونوں کا ہوگا۔ اور اگر نقصان ہوا تو وہ بھی دونوں کا ہوگا۔ (التہذیب)

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص دوسرے شخص کو مال تجارت کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تو اسے خرید لے اور اس میں آدھا مال میرا ہوگا۔ چنانچہ وہ شخص اپنے پاس سے وہ مال خرید لیتا ہے تو؟ فرمایا: ہاں اسے آدھا نفع ملے گا۔ عرض کیا: اور اگر نقصان ہو تو؟ فرمایا: جس طرح اس نے نفع حاصل کیا ہے وہ نقصان میں بھی شریک ہوگا۔ (التہذیب والفقیہ)

۵۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص دوسرے کے پاس جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ فلاں مال تجارت میں تو میری قیمت ادا کر دے (تو تو میرا شریک ہوگا) پس وہ حیوان مر جاتا ہے یا اسے کچھ نقصان پہنچ جاتا ہے تو؟ فرمایا: وہ نفع و نقصان ہر دو میں شریک ہوگا۔ (التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی کی کنیز میں شریک ہوا اور اس سے کہا کہ اگر ہمیں نفع ہوا تو وہ ہم دونوں کا ہوگا۔ اور اگر نقصان ہوا تو تو اس میں شریک نہ ہوگا تو؟ فرمایا: میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا۔ جبکہ کنیز والا اس پر راضی ہو۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ کتاب الصلح اور بیع الحیوان اور خیار الشرط میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو شرط کے احکام پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب المضاربہ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

کافر ذمی کے ساتھ شرکت کرنا، پونجی اس کے حوالہ کرنا، اس کے پاس امانت رکھنا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن رئاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مسلمان آدمی کو نہیں چاہیئے کہ کسی مشرک سے مشارکت کرے۔ اور نہ ہی اس کے پاس پونجی رکھے اور نہ امانت۔ اور نہ ہی اس سے خالص محبت رکھے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، قرب الاسناد)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام یہودی، نصرانی اور مجوسی کے ساتھ مشارکت کو مکروہ جانتے تھے مگر یہ کہ کوئی ایسا حاضر کاروبار ہو جس سے مسلمان غائب نہ ہو۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد باب المزارعہ میں (نمبر ۱۲) میں کچھ ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو

مزارعہ میں ذمی کے ساتھ مشارکت کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور اس میں کوئی منافات نہیں ہے۔ (کیونکہ ہر مکروہ کام جائز ہوتا ہے)۔

باب ۳

مشترکہ کنیز کے ساتھ مباشرت جائز نہیں ہوتی۔ اور اگر کوئی کرے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن جعفی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس کنیز کے بارے میں جو دو آدمیوں کی مشترکہ تھی۔ اس سے ایک نے مباشرت کر کے اسے حاملہ کر دیا؟ فرمایا اس پر (زنا کی) آدھی حد جاری کی جائے۔ اور اس کی نصف قیمت بھی اس سے وصول کی جائے گی۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعلی بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ان (حضرت امام محمد تقی علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے تین کنیزیں خریدیں اور اس نے ہر ایک کی قیمت الگ الگ لگوائی۔ جب خرید و فروخت کا وقت آیا تو اس نے ان سب کو مشترکہ ایک قیمت پر خریدا اور پھر سودا کروانے والے سے کہا کہ ان سے جو نفع ہوگا وہ نصف نصف ہوگا۔ چنانچہ اس نے دو کنیزوں کو اصل قیمت سے زیادہ (یعنی نفع) پر فروخت کیا۔ اور تیسری کے ساتھ مقاربت کر کے اسے حاملہ کر دیا۔ تو؟ فرمایا: مالک پر واجب ہے کہ جو دو فروخت کی ہیں ان کے نفع کا نصف تو اسے دے۔ مگر جسے اس نے حاملہ کر دیا۔ اس سے اس پر کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے بیع الحیوان (باب ۱۷) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب النکاح (نمبر ۴۱) وغیرہ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جب دو شریک باہم یہ شرط لگائیں کہ وہ جب بھی تصرف کریں گے تو اکٹھا کریں گے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زاذان سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ دو شخصوں نے ایک عورت کے پاس ایک امانت رکھی۔ اور اس سے کہا کہ جب تک ہم دونوں اکھٹے تیرے پاس نہ آئیں۔ تب تک کسی کو نہ دینا۔ وہ یہ کہہ کر چلے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان میں سے ایک شخص اس عورت کے پاس گیا۔ اور اس

سے کہا کہ وہ امانت مجھے واپس کرو۔ کیونکہ میرا ساتھی مر گیا ہے۔ لیکن اس عورت نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔ خلاصہ یہ کہ اس شخص نے بار بار آمد و رفت کی اور تکرار کی۔ یہاں تک کہ اس عورت نے وہ امانت واپس کر دی۔ اور اس کے کچھ عرصہ بعد دوسرا شخص آ گیا۔ اور کہا کہ میری امانت واپس کرو۔ عورت نے کہا کہ تمہارا ساتھی لے گیا ہے۔ اور اس نے ہی بتایا تھا کہ تم مر گئے ہو۔ (نزاع بڑھی) تو معاملہ عمر کے دربار میں گیا۔ عمر نے اس سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تو ضامن ہے (کہ ان کی امانت ادا کرے)۔ عورت نے کہا کہ میرا اور اس شخص کا فیصلہ حضرت علی علیہ السلام سے کراؤ۔ چنانچہ (حضرت علی علیہ السلام کو بلوا کر) عمر نے ان سے کہا کہ آپؑ ان کا فیصلہ کریں۔ اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے (واقعہ سن کر) اس شخص سے کہا کہ تم دونوں نے اس عورت سے کہا کہ جب تک تم دونوں اکٹھے نہ آؤ کسی ایک کو نہ دینا۔ (پھر تم اکیلے اکیلے کیوں گئے)۔ تم یہ سمجھو کہ وہ تمہاری امانت میرے پاس ہے۔ تم جاؤ۔ اور اپنے ساتھی کو بلا کر لاؤ۔ اور اپنی امانت لے جاؤ۔ الغرض جنابؑ نے اس عورت کو ضامن قرار نہیں دیا۔ اور فرمایا کہ یہ آدمی اس عورت کا مال ہضم کرنا چاہتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۵

دو شریکوں میں سے کسی کیلئے دوسرے کی اجازت کے بغیر مشترکہ مال میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے اور اگر ایک خیانت کاری کرے اور دوسرا اپنا حق وصول کرنا چاہے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن مختار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شریک پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے شریک کار نے خیانت کی ہے تو آیا وہ بھی دوسرے کی اطلاع کے بغیر اس میں سے اپنا حق وصول کر سکتا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: شدہ! یہ دونوں آدمی خود کی امانت میں باہم شریک ہوئے تھے۔ میں تو اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اگر وہ اس قسم کی (خیانت) دیکھے تو اس پر پردہ ڈالے اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ خود دوسرے کے علم کے بغیر اس سے کوئی چیز لے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پہلے حکم پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں یہاں (باب ۳ میں) اور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی ما یکتسب بہ (باب ۸۳) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۶

مشترکہ قرضہ کی قبضہ سے پہلے تقسیم جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دو شخصوں کے بارے میں سوال کیا گیا کہ ان کا کچھ مشترکہ مال تھا جس میں سے کچھ غائب تھا اور کچھ حاضر! تو انہوں نے حاضر مال کو باہم تقسیم کر لیا۔ اور غائب مال کا بھی ایک دوسرے کو حوالہ دے دیا (کہ فلاں مال تو لے لینا اور فلاں میں لے لوں گا)۔ پس ایک کو تو وصول ہو گیا۔ مگر دوسرے کو وصول نہ ہوا۔ فرمایا: جو وصول ہوا ہے وہ دونوں باہم تقسیم کریں گے۔ اور جو وصول نہیں ہوا۔ وہ دونوں کا متصور ہوگا۔ (التہذیب، الفقیہ وغیرھا)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ دو شخصوں کا مشترکہ مال تھا کچھ دین (قرضہ) اور کچھ عین (موجود)۔ پس انہوں نے ہر دو قسم کے مال کو باہم تقسیم کر لیا۔ تو قرضہ میں سے جو ایک کا حصہ تھا وہ سارا یا اس میں کچھ تلف ہو گیا۔ مگر دوسرے کا حصہ وصول ہو گیا۔ آیا یہ اپنے حصے سے دوسرے کو دے؟ فرمایا: ہاں! اس سے اس کا مال نہیں جائے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الضمان اور باب الدین (نمبر ۲۹ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷

کسی صاحب اقبال و بخت آدمی سے شرکت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید رضیؒ نہج البلاغہ میں حضرت امیر علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں فرمایا: اس شخص سے مشارکت کرو جس کی طرف رزق متوجہ ہے۔ کیونکہ وہ تونگری کے زیادہ لائق ہے اور بخت کی توجہ کے زیادہ قابل۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مقدمات اور آداب تجارت (باب ۲۱) میں گزر چکی ہیں۔

کتاب المضاربۃ

(اس سلسلہ میں کل چودہ باب ہیں)

وضاحتی نوٹ از مترجم

مضاربت کی حقیقت

شرعی اصطلاح میں ''مضاربت'' نام ہے اس عقد و معاملہ کا جو (کم از کم) دو شخصوں کے درمیان اس طرح واقع ہوتا ہے کہ مال ایک شخص کا ہوگا جسے مالک کہا جاتا ہے اور تجارتی کاروبار دوسرا کرے گا۔ (جسے عامل کہا جاتا ہے) بشرط اینکہ کام کرنے والا نفع کی ایک خاص مقدار مشاع (نصف یا ثلث یا ربع یا خمس وغیرہ) کا مالک ہوگا مگر نقصان میں شریک نہ ہوتو اسے ''قرض'' کہا جاتا ہے۔

بضاعۃ و قرض کا بیان

اور اگر مالک یہ شرط عائد کرے کہ تمام نفع اس (مالک) کا ہوگا تو اسے شرعاً ''بضاعۃ'' کہا جاتا ہے۔ اس صورت میں عامل کو نفع میں سے کچھ نہیں ملے گا البتہ اسے ''اجرۃ المثل'' جس قدر مزدوری اس کام کرنے والے کو عرف عام میں ملتی ہے وہ دی جائے گی مگر یہ کہ وہ خود تبرعاً (مفت) کام کرے اور اگر مالک عامل سے یہ شرط مقرر کرے کہ سارا نفع تمہارا ہوگا تو اسے ''قرض'' کہا جاتا ہے۔ (بشرطیکہ قرضہ دینے کی نیت سے پیسہ دیا جائے اور مالک کے اس قول کو اس کا کنایہ قرار دیا جائے۔ (فتامل)

مضاربت کی شرعی حیثیت اور اس کے فوائد

بہر حال ''مضاربت'' کے ایک شرعی عقد ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے بلکہ اس میں کئی عقود کے احکام عائد ہوتے ہیں مثلاً جب معاملہ واقع ہو جائے تو نفع کے ظہور سے پہلے ''عامل'' امین ہے (لہٰذا یہاں امانت کے احکام عائد

ہوں گے)۔ نفع کے ظہور کے بعد وہ مالک کے ساتھ شریک ہے (لہٰذا یہاں شرکت کے احکام نافذ ہوں گے) اگر عامل مقررہ حدود سے تجاوز کرے تو غاصب ہے (لہٰذا یہاں غصب والے احکام لاگو ہوں گے) اور جب مال میں تصرف کرے گا تو وکیل ہے (لہٰذا یہاں وکالت والے احکام صادق آئیں گے) اور اگر کسی وجہ سے عقد باطل ہو جائے تو اجیر (مزدور) ہے (لہٰذا یہاں اجارہ والے احکام نافذ ہوں گے) اور اس کے فوائد و عوائد وہی ہیں جو تجارت کے سلسلے میں بیان کئے جا چکے ہیں کیونکہ دراصل یہ بھی تجارت ہی کی ایک خاص قسم ہے۔ کما لایخفیٰ۔ لہٰذا اس سلسلہ میں باب التجارۃ کے ابتدائی صفحات کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ واللہ الموفق۔

باب ۱

جب مالک اپنے مال میں عامل کے لئے کوئی خاص قسم کا تصرف متعین کر دے یا سفر کرنے کے لئے کوئی خاص جہت مقرر کر دے تو عامل کے لئے اس کی خلاف ورزی جائز نہیں ہوتی۔ اور اگر مخالفت کرے گا تو ضامن ہوگا اور اگر نفع حاصل ہوا تو وہ دونوں کا ہوگا۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنا مال کسی کو بطور مضاربت دیتا ہے۔ مگر اسے باہر لے جانے کی ممانعت کر دیتا ہے لیکن وہ لے جاتا ہے تو؟ فرمایا: (اگر مال تلف ہو گیا تو) وہ ضامن ہوگا۔ اور اگر منافعہ حاصل ہوا تو دونوں کا ہوگا۔ (الفروع کذا فی التہذیب)

۲۔ نیز حضرت شیخ علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جسے مالک نے (بطور مضاربت) مال دیا اور اس سے کہا کہ فلاں سرزمین میں جاؤ اور وہاں سے جا کر مال خریدو۔ ادھر اُدھر نہ جانا۔ فرمایا: اگر وہ اس جگہ کے علاوہ کہیں ادھر اُدھر گیا اور مال تلف ہو گیا۔ تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔ اور اگر وہاں سے کچھ خریدا اور اس میں نقصان ہوا تو اسی کا ہوگا۔ ہاں البتہ اگر نفع حاصل ہوا تو وہ دونوں کا متصور ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ ابو الصباح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے بطور مضاربت کاروبار کرنے والے شخص کے بارے میں فرمایا کہ وہ (معاہدہ کے مطابق) نفع میں تو شریک ہوگا مگر نقصان میں نہیں ہوگا مگر یہ کہ صاحب مال کے حکم کی خلاف ورزی کرے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب والاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس کو مالک نے مضاربت پر مال دیا اور اس نے کاروبار کرتے وقت مالک کی شرط کی خلاف ورزی کی؟ فرمایا: (نقصان کی صورت میں) وہ ضامن ہوگا۔ اور نفع کی صورت میں (معاہدہ کے مطابق) دونوں کا ہوگا۔ (التہذیب)

۵۔ رفاعہ بن موسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مضاربت پر مال دینے والے اس شخص کے بارے میں جس نے عامل سے کہا تھا کہ اگر تو نے مال کو اذیت پہنچائی یا اسے کھایا تو ضامن ہوگا؟ فرمایا: اگر اس (عامل) نے اس شرط کی خلاف ورزی کی تو وہ (نقصان کی شکل میں) ضامن ہوگا۔ (ایضاً)

۶۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰؒ اپنے نوادر میں اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب عباسؓ (عم رسولؐ) بڑے سرمایہ دار تھے۔ اور مضاربت پر اپنا مال دیا کرتے تھے اور عاملوں سے کہا کرتے تھے کہ بحری سفر نہ کرنا اور کسی وادی میں نہ اترنا اور اگر تم نے ایسا کیا اور مال تلف ہوگیا تو پھر تم ضامن ہوگے! جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی اس شرط کی اطلاع ملی تو آپؐ نے اسے جائز اور نافذ قرار دیا۔ (کتاب النوادر۔ کذا فی التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲ و ۳ میں بھی) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

مالک کے لئے جائز ہے کہ عامل کو زیادہ تر مال بطور قرضہ دے۔ اور کچھ (تھوڑا سا) بطور مضاربت اور پھر شرط یہ مقرر کرے کہ تمام مال سے جو نفع حاصل ہوگا اس میں سے اس کا بھی مخصوص حصہ ہوگا۔ یا باقی (تھوڑا سا مال) مال کو اصل پونجی قرار دے پس اگر مال تلف ہوگیا تو وہ قرضہ کا ضامن ہوگا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالملک بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ابو یوسف اور ابو حنیفہ سے کہا کہ میں ہمیشہ (مضاربت پر) مال دیتا ہوں اور عامل کہہ دیتا ہے کہ مال تلف ہوگیا اور ضائع ہوگیا۔ تو مجھے کوئی ایسا حیلہ بتائیں جس سے میرا مال ضائع ہونے سے بچ جائے۔ انہوں نے کہا کہ اس کو ایک ہزار درہم تو بطور قرضہ دو۔ اور بیس درہم بطور مضاربت دو۔ اور اس سے کہو وہ (ہزار درہم) تمہارا اور یہ (بیس درہم) میرے۔ تم تمام مال سے کاروبار کرو جو نفع حاصل ہوگا، وہ تیرا میرا ہوگا۔ (بعد ازاں) میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے (جائز ہے)۔ (الفروع، کذا فی التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالملک بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں ایک شخص کو پچاس ہزار درہم دیتا ہوں اور دیتے وقت اس سے کہتا ہوں کہ اس میں سے دس ہزار درہم تو بطور قرض ہیں اور باقی (چالیس ہزار) بطور مضاربہ۔ اس سے جو مناسب سمجھو خریدو (پھر نفع مشترکہ ہوگا) آیا یہ درست ہے اور آپ کو یہ طریقۂ کار زیادہ پسند ہے یا مزدوری طے کرکے اسے اجیر بناؤں؟ فرمایا: اس (سابقہ) معاملہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الصلح، بیع الحیوان اور خیار الشرط میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳

عامل کے لئے کام کرنے پر نفع سے مقررہ حصہ ثابت ہو جاتا ہے اور وہ مال کے تلف ہو جانے کی صورت میں ضامن نہیں ہوگا مگر جبکہ وہ کوتاہی کرے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص (عامل) دوسرے شخص (مالک) سے کہتا ہے کہ میں تمہارے (مال سے) تمہارے لئے کچھ مال و متاع خریدتا ہوں اور نفع تمہارا اور میرا (مشترکہ و مقررہ) ہوگا تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص (کسی اور شخص کے مال سے) کاروبار کرے اور اپنے لئے آدھا نفع حاصل کرنے کی شرط عائد کرے (اگر کوتاہی کے بغیر مال ضائع ہو جائے) تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مضاربت پر کام کرتا ہے اور مال تلف ہو جاتا ہے یا چوری ہو جاتا ہے تو آیا وہ مال کا ضامن ہے؟ فرمایا: جب وہ امین ہو تو اس پر کوئی تاوان (ضمانت) نہیں ہے۔ (التہذیب، کذا فی الفروع)

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مضاربہ کے بارے میں سوال

کیا؟ فرمایا: اگر نفع حاصل ہوا تو (معاہدہ کے مطابق) نفع دونوں کا ہوگا اور اگر نقصان ہوا تو صاحب مال کا ہوگا۔(التہذیب والاستبصار)

۵۔ کاہلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی دوسرے کو بطور مضاربت کچھ مال دیا اور اس کے لئے نفع کی ایک مقدار مقرر کی۔ عامل نے اس کیلئے کچھ مال ومتاع خریدا۔ اور اس میں نقصان ہوا تو؟ فرمایا: جس قدر اس کا نفع تھا اسی حساب سے نقصان میں بھی شریک ہوگا۔(ایضاً)

چونکہ یہ روایت اصول مضاربت کے خلاف ہے اس لئے حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس روایت کی چند تاویلیں کی ہیں: (۱) جبکہ عامل رأس المال میں شریک ہو۔ (۲) ممکن ہے کہ عامل نے مال کی حفاظت میں کوتاہی کی ہو)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الودیعہ (باب ۴) اور باب العاریہ (باب ۱) میں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جب مال کا مالک عامل کو (ہر حالت میں خواہ وہ کوتاہی نہ کرے) مال کا ضامن قرار دے دے تو وہ صرف اپنے اصل مال کا حقدار ہوگا (نفع عامل کا ہوگا)۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی تاجر (عامل) کو (ہر حالت میں) ضامن ٹھہرائے۔ وہ صرف اپنے اصل مال کا حقدار ہوگا (کیونکہ اس طرح مال بذمہ عامل قرض ہو جائے گا) اور اسے نفع میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ (بلکہ وہ عامل کا ہوگا)۔(کتب اربعہ)

باب ۵

جو قرضہ (کسی سے لینا ہو) جب تک اسے مالک اپنے قبضہ میں نہ لے تب تک اس کے ساتھ مضاربت صحیح نہیں ہے ہاں مالک کو یہ حق پہنچتا ہے کہ عامل کے پاس جو نفع ہے اسے رأس المال کے ساتھ ضم کرنے کا حکم دے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی سے قرضہ لینا تھا۔ اس نے اس سے تقاضا کیا۔ اس نے معذرت کی۔ مالک نے کہا کہ اچھا اسے بطور مضاربت اپنے پاس رکھو (اور اس سے کاروبار کرو)۔ فرمایا: جب تک اسے قبضہ میں نہ لو۔ اس وقت تک اس سے معاملہ کرنا درست نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۶

عامل سفر کی حالت میں رأس المال سے خرچ کرسکتا ہے مگر اپنے شہر میں ایسا نہیں کرسکتا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عامل سفر میں جو کچھ خرچ کرے گا وہ رأس المال ہوگا۔ مگر جو کچھ اپنے شہر میں خرچ کرے گا وہ اس کے اپنے حصہ سے ہوگا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۷

اگر عامل مال کے مالک کا (مقررہ) حصہ زیادہ قرار دے دے تو جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس مال مضاربہ ہے۔ اور وہ مؤاخذہ کے خوف سے معاہدہ سے اپنا حصہ کم اور مالک کا حصہ زیادہ کر دیتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(التہذیب، کذا فی الفروع)

باب ۸

جب عامل (غلطی سے) اپنے باپ کو خریدے اور (اس کے فروخت کرنے سے) نفع حاصل ہو۔ تو وہ عامل کے نفع کے حصہ سے آزاد ہو جائے گا اور کوشش کرے گا کہ مالک کا مال ادا کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن میسر (قیس) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص (مالک) نے بطور مضاربہ ایک شخص (عامل) کو کچھ مال دیا۔ اور اس نے اس رقم سے لاعلمی سے اپنے باپ کو خرید لیا تو؟ فرمایا: اس کی قیمت لگائی جائے گی۔ اگر ایک درہم (اصل قیمت سے) بڑھ گیا۔ تو وہ (اپنے بیٹے کے حصہ سے) آزاد ہو جائے۔ اور

مالک کے مال کی ادائیگی کی کوشش کرے گا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۹

جس شخص سے کوئی عورت (غلط) دوستی کرے اور اسے کچھ مال دے اور وہ اس سے کاروبار کرے اور اسے نفع حاصل ہو تو نفع اسی شخص کا ہوگا اور اصل مال واپس لوٹائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمۃ باسناد خود جعفر بن محمد بن ابو الصلاح سے اور وہ اپنے اب اور جد کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک جوان سے ایک لڑکی کی دوستی ہوگئی۔ اور اس نے اس جوان کو چار ہزار درہم دیئے۔ اور یہ کہا کہ جب ہمارے تعلقات خراب ہو جائیں تو یہ چار ہزار مجھے واپس کر دینا۔ چنانچہ اس جوان نے اس رقم سے کاروبار کیا اور اسے نفع ہوا۔ اور اس نے (کسی جگہ) شادی کر لی اور چاہا کہ (سابقہ گناہ سے) توبہ کرے۔ تو کس طرح کرے؟ فرمایا: اس لڑکی کا چار ہزار درہم واپس کر دے۔ اور نفع خود اسی کا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۰

یتیم کے مال سے مضاربت کرنے کا حکم؟ اور اگر مال سے مضاربت کرنے کی وصیت کی جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بکر بن حبیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کو مضاربہ کے طور پر یتیم کا مال دیا گیا؟ فرمایا: اگر نفع ہوا تو یتیم کا ہوگا۔ اور اگر نقصان ہوا تو اس کا ضامن وہ شخص ہوگا جس نے وہ مال حوالہ کیا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الزکوٰۃ (باب ۱ و ۲ من تجب علیہ الزکاۃ) اور ما یکتسب بہ (باب ۷۵) میں گزر چکی ہیں اور مضاربۃ کی وصیت کا حکم باب الوصایا (باب ۹۲) میں بیان کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

آیا عامل مضاربہ کی کنیز سے مباشرت کر سکتا ہے؟ اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن یحییٰ کاہلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے یہ مسئلہ میرے ذمہ لگایا ہے کہ آپ سے دریافت کروں؟ کہ ایک شخص نے اسے بطور مضاربہ کچھ مال دیا اور اسے اختیار دیا کہ وہ جو مناسب سمجھے اس سے مال خریدے (اور کاروبار کرے) اس سے کسی نے کہا کہ اس سے ایک کنیز خرید لو۔ جو تمہارے پاس رہے گی، جو مالک کی ہوگی۔ پس اگر نقصان ہوا تو مالک کا ہوگا اور اگر نفع حاصل ہوا تو تمہارا (بھی حصہ) ہوگا۔ آیا عامل اس (کنیز) سے مقاربت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ جواز اس صورت پر محمول ہے کہ جب مالک اسے حلال قرار دے۔ جیسا کہ بعد ازیں بیان کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

اگر کوئی انسان (مالک) اپنے غلام کو (بطور بیع سلف) دس درہم دے کہ وہ ہر ماہ دس درہم (قیمت) ادا کرے تو جائز ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو (بطور بیع سلف) دس درہم دیئے کہ غلام ہر ماہ دس درہم ادا کرے گا۔ تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب ۷ از ربا اور باب ۱۱ از بیع سلف میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

جو شخص (مقروض) مر جائے اور اس کے پاس کچھ مال مضاربہ موجود ہو۔ تو اگر وہ اس کو کسی مخصوص قرض خواہ کے لئے نامزد کر جائے تو فبہا ورنہ تمام قرض خواہوں میں بہ نسبت ان کے قرضہ کے تقسیم کیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص (مقروض) اس حالت میں مر جائے کہ اس کے پاس مضاربۃ کا مال موجود ہو۔ تو اگر وہ اپنی موت سے پہلے

کسی کے لئے مخصوص کر جائے تو فبہا کہ یہ مال فلاں کے لئے ہے ورنہ تمام قرض خواہوں کو (بقدر حصص) ملے گا۔

(التہذیب، الفقیہ)

باب ۱۴

مضاربۃ میں عامل کے لئے مقررہ نفع کی مقدار سے کم تر پر کسی اور کو مال دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰؒ (اپنے نوادر میں) اپنے والد (محمد) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے مضاربہ پر مال لیا ہے۔ تو آیا اس کے لئے جائز ہے کہ مقررہ نفع سے کم تر نفع ہو مال کسی دوسرے شخص کو دے دے؟ فرمایا: نہیں۔ (نوادر احمد بن محمد بن عیسیٰ)

کتاب المزارعہ والمساقاۃ

(اس سلسلہ میں کل اکیس (۲۱) باب ہیں)

وضاحتی نوٹ از مترجم

مزارعت کا مفہوم اور اسلام میں اس کا مقام

مزارعت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص کی زمین ہو اور وہ دوسرے شخص کو اس کے حاصل میں سے ایک معین مگر مشاع مقدار پر زراعت کرنے کے لیے دے یہ معاملہ بہ اتفاق تمام علماء اسلام جائز ہے اور اس کے جواز پر نصوص کثیرہ معتبرہ وارد ہوئے ہیں اور اس کے جواز کا اتفاقی ہونا ان نام نہاد مسلمانوں کے منہ پر زناٹے دار طمانچہ ہے جن کے مذہبی خیالات اغیار سے مستعار ہیں جو دیکھتے ہیں تو غیروں کی آنکھوں سے، سنتے ہیں تو غیروں کے کانوں سے اور سوچتے ہیں تو غیروں کے دل و دماغ سے۔ اس لئے وہ مزارعت کو سابقہ مفہوم کے ساتھ ناجائز بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہر شخص کو اس قدر زمین اپنے پاس رکھنے کا حق ہے جسے خود کاشت کر سکے اس سے زائد جائز نہیں ہے ایسے لوگوں سے دریافت کرنا چاہئے کہ ﴿اللّٰہ اذن لکم ام علی اللّٰہ تفترون﴾ آیا خدا نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا تم خدا پر افترا پردازی کرتے ہو؟ ہم باب الزکوۃ کے ابتدائی مباحث میں اس مسئلہ کی کما حقہ وضاحت کر چکے ہیں کہ اسلام نے سب سے بڑھ کر شخصی ملکیت کی حوصلہ افزائی کی ہے اور اگر بطریق حلال دولت یا زمین حاصل کی جائے۔ اور بجائے حلال صرف کی جائے اور واجبی مالی حقوق ادا کئے جائیں تو اس کی ملکیت کی شرعاً کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ منجملہ دیگر دلائل کے ایک یہی ''مزارعت'' اس دعویٰ کی بین دلیل ہے کہ زمین کو اس قدر وافر مقدار میں ملکیت کے اندر رکھنا جائز ہے کہ اسے پٹہ یا کاشت کے لئے دوسروں کو دیا سکے۔ وھو المقصود

باب ۱

درخت لگانا مستحب ہے اور جائیداد کا خریدنا مستحب اور اس کی فروخت مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ گائے کے بعد کون سا مال اچھا ہے؟ فرمایا: وہ (کھجور) جو کیچڑ (زمیں) میں کھڑے ہوئی ہو۔ اور جس سے شدت اور قحط سالی میں امیدیں وابستہ ہوں (یعنی کھجور کے درخت جن کی جڑیں زمین میں لڑی ہوتی ہیں) (پھر فرمایا) کھجور بہت اچھی چیز ہے (بشرطیکہ اس کے پھل کو فروخت کیا جائے نہ کہ درخت کو) اور جو اسے فروخت کرے گا۔ اس کی قیمت (بے برکتی میں) اس راکھ جیسی ہوگی جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر ہو اور زبردست تیز وتند ہوا چل رہی ہو۔ (کہ کچھ بھی باقی نہیں بچتی) مگر یہ کہ اس کی قیمت سے کوئی کھجور خرید لے (یہی کیفیت زمین کی قیمت کی ہے کما ورد فی الاخبار)۔ (الفروع، الفقیہ، الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مقدمات تجارت (باب ۱۰) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

درخت لگاتے وقت ان کی جڑوں پر خاک ڈالنے سے پہلے پانی ڈالنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن جعفری علوی سے اور وہ اپنے آباء و اجدادؑ کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار میرے بھائی عیسیٰ ایک شہر کے پاس سے گزرے، دیکھا کہ ان کے پھلوں میں کیڑے ہیں لوگوں نے ان کی خدمت میں اس بات کی شکایت کی۔ آپؑ نے فرمایا: یہ وہ بیماری ہے جس کا علاج خود تمہارے پاس ہے مگر تمہیں معلوم نہیں ہے؟ فرمایا: تم جب درخت لگاتے ہو تو ان کی جڑوں پر صرف خاک ڈالتے ہو۔ حالانکہ ایسا کرنا مناسب نہیں ہے۔ بلکہ چاہیئے کہ اس وقت ان کی جڑوں پر پہلے پانی ڈالو اس کے بعد خاک ڈالو۔ تاکہ اس (کے پھل میں) کیڑے نہ پڑیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کے بعد ایسا کیا تو ان کی یہ تکلیف رفع ہوگئی۔ (علل الشرائع)

باب ۳

زراعت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سیابہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں نے کچھ لوگوں سے سنا ہے جو کہتے ہیں کہ زراعت کرنا مکروہ ہے؟ فرمایا: زراعت کرو۔ اور درخت لگاؤ بخدا۔ لوگ جو بھی جائز کام کرتے ہیں زراعت سے زیادہ حلال اور پاکیزہ کوئی کام نہیں ہے۔ (پھر فرمایا) بخدا دجال کے خروج کے بعد صرف زراعت کی جائے گی اور درخت لگائے جائیں گے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ سہل بن زیاد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں خداوند عالم نے اپنے نبیوں کی روزی زراعت اور (گاؤں، بھینسوں اور بھیڑ بکریوں کے) تھنوں میں رکھی ہے تاکہ آسمانی بارش کو ناپسند نہ کریں۔ (الفروع)

۳۔ محمد بن عطیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرما رہے تھے کہ خداوند عالم نے اپنے نبیوں کی روزی زراعت اور کھیتی باڑی میں رکھی ہے۔ تاکہ وہ آسمانی بارش کے قطروں کو ناپسند نہ کریں۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی اسی روایت میں اس قدر اضافہ بھی ہے کہ امام علیہ السلام سے اس آیت کے معنی پوچھے گئے۔ ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ﴾ (بھروسہ کرنے والے خدا پر بھروسہ کریں) فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ زراعت کرنے والے خدا پر بھروسہ کریں۔ (الفقیہ)

۵۔ مسمع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب جناب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو انہیں کھانے پینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور انہوں نے جبرئیلؑ کے سامنے اس کی شکایت کی۔ جبرئیلؑ نے ان سے کہا: اے آدمؑ! کھیتی باڑی کرو۔ (الفروع)

۶۔ احمد بن ابو عبداللہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجدؑ فرمایا کرتے تھے: کھیتی باڑی کرنا بہترین کاروبار ہے۔ زمیندار زراعت کرتا ہے جس سے نیکوکار بھی کھاتا ہے اور بدکار بھی۔ پس جب نیکوکار آدمی کوئی چیز کھاتا ہے۔ تو وہ چیز اس کے لئے طلب مغفرت کرتی ہے۔ اور جب بدکار کوئی چیز کھاتا ہے تو وہ اس پر لعنت کرتی ہے۔ نیز اس سے جانور اور پرندے بھی کھاتے ہیں۔ (ایضاً)

۷۔ یزید بن ہارون بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ زراعت کرنے والوں کے خزانے ہیں جو پاکیزہ چیزیں کاشت کرتے ہیں اور خدا اُگاتا ہے۔ قیامت کے دن ان کا مقام بہترین ہوگا۔ اور قرب و منزلت کے اعتبار سے سب سے زیادہ (خدا کے) قریب ہوں گے اور ان کو بابرکت پکارا جائے گا۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: کیمیائے اکبر زراعت ہے۔ (ایضاً)

۹۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کون سا مال سب سے بہتر ہے؟ فرمایا: وہ زراعت جسے زمیندار کاشت کرے اور اس کی اصلاح اور دیکھ بھال کرے اور کاٹنے والے دن اس کا حق ادا کرے (سائلوں کو دے)۔ (الفروع، الفقیہ، الآمالی)

۱۰۔ جناب سید مرتضیٰ (علم الہدیٰ) اپنے رسالہ محکم و متشابہ میں باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے ایک (طویل) حدیث کے ضمن میں فرمایا: لوگوں کی معیشت کا دار و مدار پانچ چیزوں پر ہے: (۱) امارت۔ (۲) عمارہ۔ (۳) تجارت (کاروبار)۔ (۴) اجارہ۔ (۵) صدقات و خیرات............ یہاں تک کہ فرمایا: عمارہ (آبادکاری) کی وجہ معاش ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: خدا فرماتا ہے: ﴿هُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَکُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْهَا﴾ (خدا وہ ہے جس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اس میں کاروبار کرنے کی استعداد فرمائی)۔ اس طرح خدا نے ہمیں بتایا اور آبادکاری کا حکم دیا تاکہ اس کے ذریعہ سے جو کچھ زمین سے دانے اور پھل فروٹ وغیرہ برآمد ہوں وہ لوگوں کی معیشت قرار پائیں۔ (رسالہ محکم و متشابہ)

۱۱۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت مرد (کی پسلی سے بچی ہوئی مٹی) سے پیدا ہوئی ہے اس لئے اس کی توجہ مردوں کی طرف مرکوز ہے لہٰذا عورتوں کو بند رکھو۔ اور مرد چونکہ زمین سے پیدا ہوا ہے لہٰذا اس کی توجہ زمین کی طرف مرکوز ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (مقدمات تجارت باب ۹ و ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

زراعت کے لئے ہل چلانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صالح بن علی بن عطیہ سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان

ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام انصار میں سے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو ہل چلا رہے تھے۔ فرمایا: ہل چلاؤ۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند عالم ہوا کے ذریعہ اسی طرح فصل اگاتا ہے جس طرح بارش کے ذریعہ اگاتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ہل چلائے۔ اور اس طرح ان کی زراعت خوب ہوئی۔ (الفروع)

۲۔ جناب محمد بن مسعود عیاشی اپنی تفسیر میں بروایت جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب خداوند عالم نے جناب آدمؑ کو زمین پر اتارا تو ان کو حکم دیا کہ اپنے ہاتھ سے کھیتی باڑی کریں۔ تاکہ جنت اور اس کی نعمتوں کے بعد اپنے ہاتھ کی محنت کا پھل کھائیں۔ چنانچہ جناب آدم علیہ السلام دوسو سال تک جنت کی جدائی میں پریشان حال ہو کر گریہ و بکاء کرتے رہے۔ پھر ایک ایسا طویل سجدہ کیا کہ تین شب و روز تک سر نہ اٹھایا۔ پھر کہا: یا رب ...... الخ۔ تب خدا کو ان کی آرزو پر ترس آیا اور ان کی توبہ قبول فرمائی۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵

کھیتی باڑی کرتے اور درخت لگاتے وقت کیا پڑھنا چاہیئے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب جناب آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے............ تو جناب جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اے آدمؑ! کھیتی باڑی کرو۔ جس پر جناب آدم علیہ السلام نے کہا: مجھے کوئی دعا تعلیم کیجئے! جبرئیلؑ نے کہا: پڑھ: ﴿اللّٰھم اکفنی مؤنۃ الدنیا و کل ھول دون الجنۃ و البسنی العافیۃ حتّٰی تھنئنی المعیشۃ﴾۔ (الفروع)

۲۔ شعیب عقرقوفی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بیج بونے لگو تو یہ دعا پڑھو: ﴿اللّٰھم قد بذرنا و انت الزّارع فاجعلہ حبًّا متراکبًا (مبارکًا. ن. د.) ﴾۔ (ایضاً)

۳۔ ابن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بیج بونے لگو تو بیج کی ایک مٹھی بھر و اور روبقبلہ ہو کر تین بار پڑھو: ﴿ءَ اَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَہٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴾۔ بعد ازاں تین بار پڑھو: ﴿اللّٰھم

اجعله حبّا مبارکا و ارزقنا فیه السّلامة﴾ پھر وہ مٹھی کھیت میں بکھیر دو۔ (ایضاً)

۴۔ علی بن محمد مرفوعاً امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی درخت لگانے لگو یا کوئی انگوری کاشت کرنے لگو تو پڑھو: ﴿سبحان الباعث الوارث﴾ اس کی برکت سے کبھی خطا نہیں ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن یحییٰ مرفوعاً امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی درخت لگانے لگو یا زراعت کرنے لگو تو پڑھو: ﴿و مثل کَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ ۢبِاِذْنِ رَبِّهَا﴾۔ (ایضاً)

باب ۶

کھجور کو بور دینا مستحب ہے اور اس کی کیفیت؟ نیز جب کھجور پک جائے تو اس کا بونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابن عرفہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی کھجور اچھی طرح نہ پھلتی ہو تو اسے بور دینا چاہیے تو چند چھوٹی چھوٹی خشک شاخیں لے اور ان کو خوب کوٹے اور کھجور کے ہر شگوفہ پر تھوڑی تھوڑی چھڑکے۔ اور باقی کو صاف ستھری تھیلی میں ڈال کر کھجور کے قلب (بالائی حصہ کے وسط) میں رکھ دے جو باذن اللہ فائدہ مند ثابت ہوگی۔ (الفروع)

۲۔ صالح بن عقبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: میں نے تمہارا باغ دیکھا ہے۔ آیا اس میں کوئی چیز لگائی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپؑ کے باغ میں سے کھجور کے کچھ چھوٹے بوٹے لے جاؤں۔ (اور لگاؤں؟) فرمایا: کیا میں تمہیں وہ طریقہ کار نہ بتاؤں جو تمہارے لئے زیادہ بہتر اور جلد تر ہو۔ میں نے عرض کیا: ہاں۔ (ضرور)۔ فرمایا: جب کھجور پکنے لگے اور تر و تازہ کھجور بننے کے قریب ہو تو اسے زمین میں بو دو۔ جس حالت میں تم نے اسے بویا ہے وہ اسی طرح تمہیں پھل پہنچائے گی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا کیا۔ چنانچہ ایسا ہی برآمد ہوا۔ (ایضاً)

باب ۷

پھلدار درخت اور بیری کے درخت کے کاٹنے کا حکم؟ اور شگوفوں اور بیری کو سیراب کرنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابن مضارب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پھلوں کو (پھلدار درختوں کو) نہ کاٹو ورنہ خدا تم پر عذاب نازل کر دے گا۔ (الفروع)

۲۔ احمد بن محمد بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بیری کا کاٹنا کیسا ہے؟ فرمایا: تمہارے ساتھیوں میں سے بعض نے مجھ سے یہی سوال کیا تھا۔ میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بیری کاٹ کر اس کی جگہ انگور لگایا تھا۔ (ایضاً)

۳۔ عمار بن موسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کھجور کے درخت کا کاٹنا مکروہ ہے! آپؑ سے تمام درخت کاٹنے کے متعلق سوال کیا گیا؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر پوچھا گیا کہ بیری کا کاٹنا کیسا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر فرمایا: صرف چٹیل میدان میں جہاں یہ درخت کم ہوں۔ وہاں اُن کا کاٹنا مکروہ ہے۔ لیکن یہاں (جہاں بکثرت ہے) کوئی کراہت نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شکوفے اور بیری کو سیراب کرنے کے استحباب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے مقدماتِ تجارت (باب ۱۰) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۸

مزارعت میں شرط ہے کہ جو حاصل ہوگا وہ مالک اور مزارع کے درمیان مشاع ہوگا خواہ برابر برابر ہو یا کم وبیش ہو اور بیج، بیل اور زمین کے لئے علیحدہ کچھ نامزد نہیں کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصباح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کو فتح کیا تو اس کی زمین (اور کھجوروں) کو نصفا نصف بٹائی پر انہی لوگوں (یہود) کے ہاتھوں میں رہنے دیا۔ (الفروع)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زمین مخصوص مقدار گندم پر بٹائی پر نہ دی جائے۔ بلکہ نصف، تہائی، چوتھائی یا پانچویں حصہ پر دی جائے۔ اور فرمایا: ایک تہائی، ایک چوتھائی اور پانچویں حصہ پر بٹائی پر زمین دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مزارعت پر دوسرے شخص کی زمین لیتا ہے۔ اور (بٹائی کے حصہ کے علاوہ) ایک تہائی بیج کیلئے، اور ایک تہائی بیل کے لئے نامزد کرتا ہے تو؟ فرمایا: اسے بیج اور بیل کا نام نہیں لینا چاہئے کیونکہ کلام ہی کسی چیز کو حرام کرتا ہے (اور کلام ہی حلال کرتا ہے۔ لہٰذا سب پہلوؤں پر غور کرکے بٹائی کا حصہ مقرر کرے) کہ تیرا اتنا ہوگا اور میرا اتنا۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اہل خراج کی چوتھائی، تہائی اور نصف پر مزارعت کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح کے بعد خیبر نصف بٹائی پر دیا تھا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۵۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ مزارعت اور کئی سال کا پٹہ کیسا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۶۔ جناب علی بن جعفرؑ اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی (بنجر) زمین کسی کو آباد کرنے کے لئے دیتا ہے۔ اور اس کی نہروں کو کسی مخصوص معاوضہ کے عوض کرایہ پر۔ تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (باب ۱۰ و ۱۲ و ۱۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

مساقات میں (بھی) شرط ہے کہ حاصل دونوں میں مشاع (مشترکہ) ہوگا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ گزشتہ باب میں حلبی والی روایت گزر چکی ہے کہ ان کے والد نے ان سے بیان کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح خیبر کی زمین نصف (مزارعت) پر اور اس کی کھجوریں نصف (مساقات) پر دی تھیں۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی (غیر آباد) زمین دوسرے شخص کو دیتا ہے جس میں پانی یا کھجور یا کوئی اور پھل موجود ہے اور اس سے کہتا ہے کہ اسے اس پانی سے سیراب کر اور اسے آباد کر اور (اسکے نتیجہ میں) خداوند عالم جو کچھ فصل اُگائے گا اس میں نصف حصہ تیرا ہوگا تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

کام عامل کرے گا۔ اور خراج (مالیہ) مالک پر ہوگا مگر شرط کے ساتھ (کہ عامل دے گا) اور بیج اور بیل کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم کرخی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک علج (غیر مسلمان) کے ساتھ اس طرح مشارکت کرتا ہوں کہ زمین میری، بیج میرا اور بیل میرا ہوگا۔ اور کام، سیرابی اور مزارعت علج کرے گا اور جب گندم یا جو تیار ہو جائیں گے تو بادشاہ اپنا حصہ (مالیہ) مشترکہ مال سے لے لے گا۔ اور جو کچھ باقی بچے گا اس میں علج کی ایک تہائی ہوگی۔ اور باقی میرا ہوگا تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: آیا اس (مذکورہ بالا) صورت میں مجھے اس سے بیج کا مطالبہ کرنے کا حق ہے کہ بیج مجھے دے دے اور باقیماندہ تقسیم کرے؟ فرمایا: تو نے اس سے مشارکت ہی اس شرط پر کی تھی کہ بیج تمہارا ہوگا اور کام کاج وہ کرے گا؟ (یعنی اس پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا جائز نہیں ہے)۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ یعقوب بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس خراجی زمین ہے وہ اس شرط پر اسے کسی اور شخص کے حوالے کرتا ہے کہ وہ اسے آباد کرے، اس کی اصلاح کرے اور اس کا خراج (مالیہ) ادا کرے۔ اور جو کچھ اس سے بچے گا وہ ان کے درمیان (برابر برابر) ہوگا۔ تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر میں نے مزارعت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: خرچہ تمہارا ہوگا۔ اور زمین اس کے مالک کی ہوگی۔ اور جو کچھ خداوند عالم پیدا فرمائے گا۔ اسے نصفا نصف تقسیم کیا جائے گا۔ (فرمایا) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح فتح خیبر کے بعد وہ زمین ان لوگوں کے حوالے کی تھی کہ وہ اسے آباد کریں گے۔ اور اس کا حاصل نصفا نصف تقسیم کیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۱ و ۱۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱
مزارعت میں مدت کا تذکرہ کرنا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی غیر آباد زمین کسی کو (مزارعت پر) دیتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے کہ تو اسے آباد کر اور یہ تین یا چار یا پانچ سال تک تیری ہے۔ (اس کی آمدن تیری ہے) تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قبالہ (پٹہ) یہ ہے کہ تم غیر آباد (بنجر) زمین

اس کے مالکوں سے لو۔ اس شرط پر کہ تم اسے آباد کرو گے اور بیس سال یا اس سے کم یا بیش سالوں تک اس کی آمدن اپنے تصرف میں لاؤ گے۔ اور اس کا خراج (مالیہ) تم ادا کرو گے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب)

باب ۱۲

مزارعت میں مسلمان کی مشرک کے ساتھ کراہت کے ساتھ مشارکت جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ اگر مسلمان اور مشرک باہم مل کر اس طرح زراعت کریں کہ بیج اور بیل مسلمان کے ہوں گے، اور زمین، پانی، مالیہ اور کام مشرک کے ذمہ ہوگا تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(الفروع، المقنع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے باسناد خود مذکورہ حدیث کو زرعہ سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص (مسلمان) مشرک سے پٹہ پر لیتا ہے کہ وہ اس کی آمدن کا پانچواں حصہ یا اس سے کم یا زیادہ (حسب معاہدہ) ادا کرے گا۔ اور مالیہ مشرک ادا کرے گا۔ (جو کہ زمین کا مالک ہے)۔ تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸ و ۹ و ۱۰ اور ۱۱ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو علی الاطلاق اس معاملہ کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ اور باب الشرکہ (نمبر ۲) میں بعض ایسی حدیثیں بھی ذکر ہو چکی ہیں جو اس کی کراہت پر دلالت کرتی ہیں (و کل مکروہ جائز)۔

باب ۱۳

فصل میں اس طرح شرکت جائز ہے کہ آدمی بیج میں ایک حصہ کو خرید لے اگرچہ بیجنے کے بعد ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے دریافت کیا کہ ایک ایک سو جریب یا اس سے کم و بیش زمین میں گندم وغیرہ کا کوئی بیج بوتا ہے۔ اور کوئی شخص اس سے آ کر کہتا ہے۔ کہ جو بیج تو نے زمین میں بویا ہے اس کے نصف کی قیمت مجھ سے لے لے اور اس پر جو کچھ خرچ ہوگا اس کا نصف بھی میں ادا کروں گا۔ اس طرح مجھے اس فصل میں شریک کر

لے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ عرض کیا گیا: اگر اس شخص نے وہ بیج خریدا نہ ہو بلکہ اس کا اپنا ہو تو؟ فرمایا: اس کی مروجہ قیمت لگائی جائے گی اور اس کی نصف قیمت اور نصف خرچہ لے کر اسے شریک بنا لے گا۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ، السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۹ میں ۹ بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

زمین اور درخت کے مالک کو یہ حق حاصل ہے کہ آمدن کا تخمینہ لگائے (اور اس کا حصہ اسے دے دے یا اس سے لے لے) اور عامل کو اس کے قبول کرنے کا اختیار ہے۔ پس اگر قبول کر لے تو اسے لازم ہوگا خواہ (اصل آمدن اس سے) زیادہ ہو یا کم۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سہل سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی زمین میں کوئی آدمی زعفران کاشت کرتا ہے۔ اور اس سے طے کر لیتا ہے کہ ایک جریب زمین سے وہ اس قدر درہم (مالک کو) دے گا۔ تو بعض اوقات زعفران کم ہوتا ہے۔ اور اسے تاوان ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور بعض اوقات زیادہ ہوتا ہے (تو اسے فائدہ ہوتا ہے)؟ فرمایا: جب دونوں راضی ہیں تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن بکیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی زمین میں زعفران کاشت کیا جاتا ہے اور کاشت کرنے والا اس سے طے کرتا ہے کہ وہ ہر چالیس من زعفران میں سے ایک من تر و تازہ زعفران مالک کو دے گا۔ مگر (بعد ازاں) خشک (زعفران) پر مصالحت کر لیتا ہے۔ حالانکہ زعفران جب خشک ہو جائے تو تجربہ سے ثابت ہے کہ ایک چوتھائی باقی رہ جاتا ہے؟ فرمایا: ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ فرمایا: وہ پہلے ہی اس شرط پر زمین لے کہ ہر چالیس من پر ایک من ادا کرے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کھجور کے معاملہ میں عامل پر جو تخمینہ لگایا جائے۔ آیا وہ نافذ العمل ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: اگر تخمینہ سے (اصل پھل) افضل و اعلیٰ ہو تب بھی مجزی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

۴۔ محمد بن عیسیٰ اپنے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہمارے پاس کچھ مزارعے ہیں جن کو ہم مزارعت پر زمین دیتے ہیں (اور وہ کاشت کاری کرتے ہیں۔ مگر ہنوز فصل تیار نہیں ہوتی کہ) وہ ہمارے پاس آ کر کہتے ہیں کہ ہم نے اس فصل کا اس قدر تخمینہ لگایا ہے (کہ اس قدر من یا ٹن ہوگی)۔ لہٰذا آپ ہمارا حصہ (پیشگی دے دیں) اور ہم ضامن ہیں کہ (فصل تیار ہونے کے بعد) ہم آپ کا حصہ اسی تخمینہ کے مطابق ادا کر دیں گے تو؟ فرمایا: (آیا یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ عرض کیا: اس کے بعد مزارع آ کر کہتا ہے کہ فصل تخمینہ سے کم ہوئی ہے (لہٰذا آپ اپنا حصہ کم لیں) تو؟ فرمایا: اگر فصل زیادہ ہوتی تو وہ واپس لوٹاتا تھا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: پھر تم بھی پورے تخمینہ کے مطابق اپنا حصہ لے سکتے ہو۔ جس طرح اگر فصل تخمینہ سے زیادہ ہوتی تو اس (مزارع) کی تھی۔ اسی طرح اگر کم ہوئی ہے تو بھی اس کی ہے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے بیع الثمار (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

جو شخص زمین مستاجری (پٹہ) پر لے۔ وہ آگے (مقررہ) حصہ دے کر مزارعت پر دے سکتا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسماعیل بن فضل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم اجرت مقرر کر کے زمین پٹہ پر لو۔ اور آگے تہائی یا چوتھائی یا کم و بیش (مقدار) پر مزارعت پر دے دو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ مزارع کا وہی حصہ ہے جو زمین سے برآمد ہو۔ (التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک ہزار درہم دے کر پٹہ پر زمین لی۔ پھر اس میں سے کچھ زمین دو سو درہم پر آگے پٹہ پر دے دی! پھر اصلی مالک نے اس سے کہا: جو زمین تو نے مجھ سے پٹہ پر لی ہے۔ میں بھی تیرے ساتھ شریک بنتا ہوں۔ دونوں مل کر اس پر خرچہ کرتے ہیں۔ پٹہ کی قیمت سے جو کچھ نفع ہوا اس میں باہم برابر شریک ہوں گے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب والفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود فیض بن مختار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں حاکم سے کچھ زمین پٹہ پر لیتا ہوں۔ پھر آگے اپنے مزارعوں کو اس طرح دے دیتا ہوں؟ کہ خداوند عالم جو اس سے پیداوار پیدا فرمائے گا اس

میں سے حاکم کا حق ادا کرنے کے بعد نصف یا ثلث میرا ہوگا۔ (باقی تمہارا)؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (پھر فرمایا) میں بھی اپنے مزارعوں سے ایسا ہی کرتا ہوں۔ (الفروع، التہذیب، رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالی۔

باب ۱۶

وہ چیزیں جن کے عوض زمین کو مزارعت پر دینا جائز ہے اور وہ چیزیں جن کا عوض جائز نہیں ہے اور پٹہ والی زمین کے مالیہ کا حکم؟

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: معیّن گندم کے عوض زمین مزارعت پر نہ دی جائے۔ بلکہ نصف، تہائی، چوتھائی اور پانچویں (مشاع) پر دی جائے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زمین گندم، جو، کھجور، نہر اور صاف پانی کے عوض مستاجری پر نہ دی جائے۔ البتہ سونے اور چاندی (رائج الوقت سکہ) کے عوض دی جائے کیونکہ سونا چاندی کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔ مگر ان چیزوں کی نہیں۔ (ایضاً)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو گندم کے عوض زمین مستاجری پر نہ دو۔ جبکہ اس میں گندم کاشت کرو۔ (الفروع، الفقیہ، المقنع، التہذیب)

۴۔ فضیل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا زمین کو طعام (گندم) کے عوض مستاجری پر دیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: اگر اس سے مراد وہی طعام (گندم) ہے جو اس زمین سے حاصل ہو تو پھر تو اس معاملہ میں کوئی خیر وخوبی نہیں ہے (یعنی ممنوع ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالمعزا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ یعقوب احمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کیا جبکہ میں حاضر تھا۔ اصلحک اللہ! میرا ایک بھائی تھا جو مرحوم ہوگیا۔ اور ایک یتیم بچہ میری زیر کفالت چھوڑ گیا۔ اور میرا ایک اور بھائی ہے جو ہماری (مشترکہ) جائیداد کی دیکھ بھال کرتا ہے اور وہ ان لوگوں کے ہاتھ انگور فروخت کرتا ہے جو ان کی شراب بناتے ہیں۔ اور زمین کو طعام (گندم) کے عوض مستاجری پر دیتا ہے۔ میں اپنے حصہ سے تو اجتناب کرتا ہوں۔ مگر یتیم بچہ کے حصہ کا کیا کروں؟ فرمایا: جہاں تک زمین کے گندم کے عوض مستاجری پر دینے کا تعلق ہے تو اس صورت میں تو یتیم کا حصہ نہ لے۔

جب تک چوتھائی، تہائی یا نصف پر نہ دے۔ (التہذیب)

۶۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کسی مالک سے اس کی (بنجر) زمین لیتا ہے۔ اور دو سال اپنے پاس رکھ کر اسے آباد کرتا ہے اور اس کے بعد اسے واپس لوٹاتا ہے۔ اس طرح وہ جو اس کا حاصل کھائے گا وہ جائز ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۷۔ سعید کندی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نے کچھ لوگوں کو (مخصوص معاوضہ پر) زمین مستاجری پر دی۔ مگر حاکم نے ان پر مالیہ بڑھا دیا تو؟ فرمایا: جس قدر اضافہ کیا ہے وہ تم ان کو دو۔ میں نے عرض کیا کہ نہ میں نے ان پر ظلم کیا ہے۔ اور نہ ہی میں نے مالیہ بڑھایا ہے۔ (پھر کیوں دوں؟) فرمایا: حکام نے جو اضافہ کیا ہے وہ تمہاری ہی زمین پر کیا ہے (جو تمہیں ہی ادا کرنا چاہیئے)۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود یونس بن عبدالرحمٰن سے اور وہ کئی راویوں سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ زمین کی مستاجری طعام (گندم وغیرہ) کے عوض جائز نہیں ہے اور سونے چاندی کے عوض جائز ہے؟ فرمایا: زمین سے گندم یا جو ہی پیدا ہوتے ہیں اور گندم کی گندم اور جو کی جو سے مستاجری جائز نہیں ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ و ۲۶ (از اجارہ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

زمین کی مستاجری میں یہ شرط جائز ہے کہ مالیہ مالک دے گا یا عامل؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن سرحان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنجنابؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس خراجی زمین ہے جس پر مخصوص مالیہ لگتا ہے اور کبھی کبھار کم و زائد بھی ہوتا رہتا ہے۔ تو وہ ایک شخص کو اس شرط پر مستاجری پر دیتا ہے کہ مالیہ بھی (کم یا زیادہ) وہ ادا کرے گا اور اسے (مالک کو) سالانہ دوسو درہم ادا کرے گا تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ ابراہیم بن میمون بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اہل ذمہ

(کفار) کی ایک بستی ہے نہیں معلوم وہ ان کی اصلی ملکیت ہے یا نہ۔ ہاں البتہ وہ ان کے قبضہ میں ہے اور اس پر خراج لگتا ہے۔ ان پر حاکم نے زیادتی کی (خراج زیادہ لگا دیا) انہوں نے مجھ سے تقاضا کیا کہ میں حاکم کا جو خراج ہے خواہ کم ہے یا زیادہ وہ ادا کروں اور (بستی اور اس کی زمین اپنی تحویل میں لے لوں) چنانچہ میں نے ایسا کیا) اور خراج ادا کرنے کے بعد (آمدن میں سے) کچھ بچ گیا تو؟ فرمایا: جو بچ گیا وہ تمہارا مال ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بردہ بن رجا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کچھ لوگ اپنی زمین ایک شخص کے حوالے کر دیتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ اس کی آمدن کھاؤ۔ مگر اس کا خراج ادا کرو۔ تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ جب اپنی زمین واپس لینا چاہے لے سکتا ہے! (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ اور ۱۲ اور ۱۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

زمین کا پٹہ جائز ہے مگر لوگوں کے سروں کے جزیہ کا پٹہ جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص مالکوں کی شرائط پر اور ان کی رضامندی سے زمین پٹہ پر لیتا ہے اور اگر وہ اس زمین پر کوئی نئی عمارت کھڑی کرتا ہے یا اس کی مرمت کرتا ہے تو اس کی اجرت بھی اسے ملتی ہے۔ سوائے ان عمارتوں کے جو پہلے سے مزارعوں کے قبضہ میں ہیں تو؟ فرمایا: اگر اس نے عوض معلوم پر پٹہ لیا ہے تو جو (عمارت) اس کے مزارعوں کے قبضہ میں ہے اس سے تعرض نہ کرے مگر یہ کہ اس کے متعلق بھی مالکوں سے کوئی شرط مشروط کر لے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص عوضِ معلوم پر زمین پٹہ پر لیتا ہے اور اس کا خراج بھی ادا کرتا ہے اور جو کچھ اس سے بچتا ہے وہ خود کھاتا ہے۔ اور اس کی قوت (لایموت) اسی سے ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پٹہ یہ ہے کہ ایک بنجر کا پٹہ لیتے وقت (مثلاً) بیس سال کے لئے پٹہ پر لو (کہ تم اس زمین کو آباد کروگے۔ اور اس کی آمدن استعمال کروگے)۔ اور اگر زمین آباد ہو اور اس میں مشرک آباد ہوں تو اس کا پٹہ جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ زمین پٹہ پر لے کر ان لوگوں کو مزارعت پر دے دے۔ مگر مشرک اس پٹہ میں داخل نہیں ہوں گے۔ کیونکہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) اگر زمین کو اس کے اہل سمیت حاکم سے پٹہ پر لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم مالکوں کی رضامندی اور ان کی مقررہ شرائط کے مطابق زمین پٹہ پر لو۔ تو عوضانہ ادا کرنے کے بعد اس کی کھیتی باڑی سے جو بچت ہو وہ تمہاری ہے۔ اور تم اس میں جو کوئی عمارت کھڑی کروگے۔ یا اس کی مرمت کروگے تو اس کی اجرت (قیمت) آپ کو ملے گی۔ مگر یہ کہ جو عمارت اس کے (سابقہ) مزارعین کے پاس ہو۔ (التہذیب والفقیہ)

باب ۱۹

اس زمین کا مزارعت یا ٹھیکہ پر دینے کا حکم جس میں درخت موجود ہوں۔ اور مزارعت، مساقاہ اور ٹھیکہ میں عامل کی زکوۃ کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص ایسی زمین مزارعت (یا پٹہ) پر دیتا ہے جس میں پھل موجود ہیں تو؟ فرمایا: اگر تم اس (پھل) پر کچھ خرچ کرتے ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ ایک شخص ایسی زمین دو سال یا تین سال کے لئے مزارعت (یا پٹہ) پر دیتا ہے جس میں کھجور یا کوئی اور پھلدار درخت موجود ہے تو؟ فرمایا: جب پھل کا شگوفہ برآمد ہو چکے اور دانہ بندھ جائے تب اس کے دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر دو یا تین سال کے لئے دے تو کھانے کے قابل ہونے سے قبل اجارہ پر دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبیداللہ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب درختوں کا پھل ظاہر ہو جائے تو ان کا ایک سال یا اس سے زیادہ مدت کے لئے قبالہ (پٹہ) پر دینا جائز ہے۔ اور اگر اس کا پھل ہنوز ظاہر نہیں ہوا تو پھر اسے اجارہ پر نہ دو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان (حدیثوں سے) ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ان سے مراد یہ ہے کہ زمین مزارعہ (یا پٹہ) پر

دی جائے۔ اور پھل کے لئے یہ شرط لگائی جائے کہ مستاجر کا ہوگا۔ اور قبل ازیں (بیع الثمار میں) یہ بات گزر چکی ہے کہ پھل کی فروخت جائز ہے اور اس کے بارے میں شروط کی پابندی لازم ہے۔ اور گزشتہ ابواب سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ بیع و شرا کا تعلق عین المال سے ہوتا ہے اور اجارہ کا تعلق منفعت سے ہوتا ہے اور شاید یہاں لفظ ''قبالہ'' (جس کے معنی پٹہ کے ہیں) یہاں بمعنی صلح کے ہے اور قبل ازیں زکوٰۃ کا حکم بیان کیا جا چکا ہے۔

باب ۲۰

مسلمانوں سے بیگار لینا جائز نہیں ہے۔ مگر جب کہ پہلے شرط عائد کی جائے۔ اور کاشتکاروں سے نرمی برتنا مستحب ہے اور ان پر ظلم کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام اپنے عمال کو لکھا کرتے تھے کہ خبردار! مسلمانوں سے بیگار نہ لو۔ اور جو (عامل) تم سے فریضہ (زکوٰۃ وغیرہ) کے علاوہ تم سے کسی چیز کا مطالبہ کرے اس نے حد سے تجاوز کیا ہے اسے کچھ نہ دو۔ اور آپؑ اپنے خطوط میں زراعت کرنے والوں سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کیا کرتے تھے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ علی ازرق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ یا علیؑ! آپؑ کی موجودگی میں زراعت کرنے والوں پر ظلم و زیادتی نہ کی جائے۔ اور جس زمین پر لگان ہے اس میں اضافہ نہ کیا جائے۔ اور کسی مسلمان سے بیگار لینا روا نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ اسماعیل بن فضل ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس سخرہ سے متعلق جو دیہاتوں میں لیا جاتا ہے اور جو کچھ مشرکوں سے اور زراعت کرنے والوں سے لیا جاتا ہے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: پہلے ان لوگوں سے شرط مقرر کرو اور پس جس جس چیز کی از قسم سخرہ اور درہم وغیرہ کی شرط مقرر کرو گے۔ وہ تمہارے لئے مباح ہوگی۔ اور پیشگی شرط کے بغیر کسی چیز کا لینا تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔ اور یہ پیشگی شرط اس طرح یقینی ہونی چاہیئے کہ ہر شخص کو معلوم ہو کہ جو اس قریہ میں رہائش پذیر ہوگا۔ اسے یہ ادا کرنا پڑے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے حصہ میں اپنے پڑوسی کے مکان کے پاس کچھ جھونپڑیاں یا مکان بناتا ہے تاکہ یہ اُدھر منتقل ہو جائیں آیا اس پڑوسی کو ان کو وہاں رہائش رکھنے سے روکنے کا حق حاصل ہے اگرچہ وہ

اس پر راضی نہ ہوں؟ فرمایا: وہ آزاد ہیں جہاں چاہیں رہیں اور جہاں چاہیں منتقل ہوں۔ (ایضاً)

۴۔ جناب علی بن ابراہیم قمی باسناد خود عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: جو شخص کسی زمین میں گندم بوئے۔ مگر زمین اور گندم عمدہ نہ ہو یا اس میں جو زیادہ نکل آئیں۔ تو اس کا سبب یہ ہے کہ یا تو اس شخص نے زمین کی ملکیت میں ظلم کیا ہے یا اپنے مزارع پر ظلم ڈھایا ہے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ﴾ (یعنی یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے حلال اور پاکیزہ چیزوں کو ان پر حرام قرار دے دیا)۔ (تفسیر قمی، الفروع)

باب ۲۱

جن سے خراج (لگان) لیا جاتا ہے ان کے پاس تین دن تک ٹھہرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اہل خراج کے پاس مہمانی صرف تین دن تک ہوتی ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ آیا اہل خراج کے ہاں مہمان بننا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں تین دن تک۔ یہی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الدین (باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد کتاب الاطعمہ (باب ۳۵) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب الودیعہ (امانت)

(اس سلسلہ میں کل دس باب ہیں)

وضاحتی نوٹ منجانب مترجم

انسان چونکہ فطری طور پر مدنی الطبع واقع ہوا ہے اس لئے اسلام نے (جو کہ دین فطرت ہے) ایسے کاموں کی حوصلہ افزائی کی ہے جن سے باہمی بھائی چارہ اور باہمی امداد کی فضا قائم ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنا مال حفاظت کی غرض سے کسی کے پاس بطور امانت رکھنا چاہے تو اسلام نے بطور "تعاون علی البر" اس کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ اس کی فضیلت بھی بیان کی ہے۔

ارشاد قدرت ہے: ﴿ان اللہ یامرکم ان تؤدوا لامانات الی اھلھا﴾ (سورہ نساء)

خداوند عالم تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل کی طرف لوٹاؤ۔ اس سے علماء اسلام نے یہ بات استنباط کی ہے کہ جب مالک امین سے اپنے مال کا مطالبہ کرے تو اس پر واجب ہے کہ وہ فوراً واپس کر دے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ اگر شمر بن ذی الجوشن لعٖ وہ خنجر میرے پاس بطور امانت رکھے جس سے اس نے میرے والد ماجد کو شہید کیا تھا تو میں وہ بھی واپس کردوں گا۔ (وسائل الشیعہ)

اسی لئے خداوند عالم نے اہل ایمان کی یوں مدح سرائی فرمائی ہے کہ ﴿والذین ھم لاماناتھم و عھدھم راعون﴾ (مومنون)

مومن وہ ہوتے ہیں جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کی رعایت کرتے ہیں متعدد روایات میں وارد ہے تین باتوں میں نیک اور بد کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اداء امانت واجب ہے خواہ نیک کی ہو یا بد کی' ایفائے عہد لازم ہے خواہ نیک سے کیا ہو یا بد سے' والدین سے نیکی فرض ہے خواہ نیک ہوں یا بد۔ (فلائد الدرر)

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱

امانت کا ادا کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہے جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو کھمس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عبداللہ بن ابی یعفور نے آپؑ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا: علیک و علیہ السلام۔ (تجھ پر اور اس پر سلام)۔ (پھر فرمایا) جب تم عبداللہ کے پاس جاؤ تو اسے میرا سلام پہنچانا۔ اور اسے کہنا کہ جعفر بن محمد (علیہما السلام) تجھ سے کہتے ہیں کہ غور کر کہ حضرت علی علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں جس وجہ سے قدر و منزلت کی بلندیوں تک پہنچے تو اس کو لازم پکڑ۔ (پھر فرمایا) حضرت علی علیہ السلام جس چیز کی وجہ سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں اس منزلت تک پہنچے وہ بات کی سچائی اور امانت کی ادائیگی ہے۔ (الاصول من الکافی)

۲۔ اسحاق بن عمار وغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں کی صوم و صلوٰۃ کی کثرت دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا۔ کیونکہ بعض اوقات آدمی کو ان چیزوں کی ایسی عادت پڑ جاتی ہے کہ اگر انہیں ترک کرے تو اسے وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے۔ ہاں البتہ (ان کی آدمیت کا اندازہ کرنا چاہو تو) صداقت بیانی اور امانت کی ادائیگی سے کرو۔ (ایضاً)

۳۔ ابو طالب مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم کسی آدمی کے لمبے رکوع و سجود پر نگاہ نہ کرو۔ کیونکہ یہ ایک عادت ہے جسے اگر وہ ترک کرے تو گھبراتا ہے۔ ہاں تم اس کی بات کی سچائی اور امانت کی ادائیگی پر نگاہ کرو۔ (ایضاً)

۴۔ حنان بن سدیر اپنے والد (سدیر) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بروزِ قیامت پل صراط کے دونوں کناروں پر رحم اور امانت ہوں گے۔ پس جب صلہ رحمی اور امانت کا ادا کرنے والا گزرے گا تو سیدھا جنت تک پہنچ جائے گا۔ اور جب امانت میں خیانت کرنے والا اور قطع رحمی کرنے والا گزرے گا تو اسے کوئی بھی عمل کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اور وہ پل صراط سے پھسل کر جہنم میں گر جائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ حفص بن قرط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مدینہ میں ایک ایسی (نیکوکار) عورت تھی کہ جس کے پاس لوگ (اپنی بگڑی تگڑی) لڑکیاں بھیجا کرتے تھے اور وہ ٹھیک

ہو جاتی تھیں۔ اور ہم نے کہا: جس قدر رزق کی وسعت سے اسے نوازا گیا ہم نے اس کی مثال نہیں دیکھی۔ امامؑ نے فرمایا: وہ عورت سچ بولتی تھی اور امانت کو ادا کرتی تھی اور یہ چیز رزق کو کھینچتی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ عبدالرحمن بن سیابہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک وصیت نہ کروں؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: بات کی سچائی اور امانت کی ادائیگی کو لازم پکڑ۔ اس طرح تو لوگوں کے مال میں شریک ہو جائے گا یہاں امامؑ نے اپنی دو انگلیوں کو باہم کر دکھایا۔ عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامؑ کی وصیت کو یاد کر لیا (اور اس پر عمل کیا) جس کے نتیجہ میں (مَیں اس قدر مالدار ہو گیا) کہ تین لاکھ درہم زکوٰۃ ادا کی۔ (الفروع)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی العلا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم کو اپنے تمام بندوں میں سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اپنی گفتگو میں سچ بولتا ہے اور نماز اور دیگر واجبات کی مع امانت کی ادائیگی پر محافظت کرتا ہے۔ پھر فرمایا: جس شخص کو کسی چیز پر امین بنایا جائے اور وہ اسے ادا کر دے تو گویا اس نے اپنی گردن سے جہنم کی گرہوں میں سے ایک ہزار گرہ کو کھول دیا ہے۔ پس تم امانت کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔ کیونکہ جس شخص کو کسی امانت کا امین بنایا جائے۔ تو شیطان اپنے سرکش ساتھیوں میں سے ایک سو شیطان اس کے ساتھ کر دیتا ہے تاکہ اسے گمراہ کریں، اس کے دل میں وسوسہ ڈالیں۔ اور اس طرح اسے ہلاک و برباد کریں (اس طرح اکثر و بیشتر لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں) مگر جسے خدا محفوظ رکھے۔ (امالی شیخ صدوق)

۸۔ موسیٰ بن بکر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زمین والے جب تک (خدا سے) ڈرتے ہوئے امانت کو ادا کرتے رہیں گے اور حق پر عمل کرتے رہیں گے تب تک خیر و خوبی سے رہیں گے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (آدابِ سفر باب ۴۹ و احکام عشرت باب ۲، ۱۰۴ و ۱۱۸ وغیرہ باب الجہاد نمبر ۴ و ۶ و ۱۴ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۳ اور قصاص نفس باب ۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲

کوئی نیکوکار ہو یا بدکار اس کی امانت کی ادائیگی بہرحال واجب ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسین بن مصعب ہمدانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی (عدم ادائیگی میں) کوئی معذور نہیں ہے (۱) نیک و بد کی امانت کو ادا کرنا۔ (۲) نیک اور بد سے کئے ہوئے وعدہ کی وفا کرنا۔ (۳) والدین نیک ہوں یا بد، ان سے بھلائی کرنا۔ (الفروع، التہذیب، امالی شیخ صدوق، الخصال)

۲۔ عمر بن حفص بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: خدا سے ڈرو۔ اور تم پر امانت رکھنے والے کی امانت کا ادا کرنا لازم ہے۔ (حتیٰ کہ) اگر حضرت علی علیہ السلام کا قاتل میرے پاس کوئی چیز امانت رکھ جائے تو میں اسے بھی ادا کروں گا۔ (ایضاً)

۳۔ ابوشبل بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آغازِ سخن کرتے ہوئے مجھ سے فرمایا: تم لوگوں نے ہم سے محبت کی جب کہ عام لوگوں نے ہم سے دشمنی کی .... (یہاں تک کہ فرمایا) خدا سے ڈرو۔ اس وقت تم امن کی حالت میں ہو۔ اور امانت کو ادا کرو۔ پس جب لوگ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے تو ہر قوم اپنی خواہش کے ساتھ جائے گی۔ اور تم حق کے ساتھ جاؤ گے جب تک ہماری اطاعت کرتے رہو گے.......... (یہاں تک کہ فرمایا) خدا سے ڈرو اور ہر سیاہ و سفید کی امانت کو ادا کرو۔ اگر چہ حروری (خارجی) ہو اور اگر چہ شامی (ابوسفیانی) ہو۔ (روضۂ کافی)

۴۔ اسماعیل بن عبداللہ قرشی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک ناصبی کو دھوکہ دینا (اور دھوکہ سے قتل کرنا) جائز ہے؟ فرمایا: جو شخص تمہارے پاس امانت رکھے اور تم سے نصیحت طلب کرے۔ اس کی امانت کو ادا کرو۔ (اور اسے نصیحت کرو) اگر چہ (حضرت امام) حسین علیہ السلام کا قاتل ہی ہو۔ (ایضاً)

۵۔ حسین شبانی (شیبانی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ کے موالیوں میں سے ایک شخص ہے جو بنی امیہ کے مال اور خون کو حلال جانتا ہے۔ اور اس کے پاس ان کی امانت پڑی ہے (جسے وہ خورد برد کرنا چاہتا ہے) فرمایا: امانت کو ادا کرو۔ اگر چہ مجوسی کی ہے۔ جب تک ہمارے قائمؑ قیام نہیں فرمائیں گے تب تک ایسا نہیں ہوگا۔ (جیسا کہ یہ شخص چاہتا ہے)۔ ہاں وہ آ کر (حقیقی) حلال و حرام بیان فرمائیں گے۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ حسین بن ابوالعلا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے جب بھی کوئی نبی بھیجا تو سچ بولنے والے کو اور نیک و بد کی امانت کے ادا کرنے والے کو۔ (الاصول)

۷۔ عمار بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنی وصیت میں فرمایا: جان لو کہ اگر حضرت علی علیہ السلام کا قاتل میرے پاس کوئی امانت رکھ جائے اور مجھ سے مشورہ کرے تو اگر میں نے اسے قبول کر لیا تو پھر ضرور ادا کروں گا (اور اسے صحیح مشورہ دوں گا)۔ (الفروع، التہذیب)

۸۔ محمد بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا: ایک شخص نے دوسرے شخص کے پاس کچھ قیمتی مال امانت رکھا۔ اور یہ امین ایک عرب ہے جو نہ دینے پر قدرت رکھتا ہے اور جس کی امانت ہے وہ خبیث خارجی ہے تو؟ امامؑ نے فرمایا: اسے چاہیئے کہ واپس لوٹائے۔ کیونکہ اس نے خدا کی امانت پر اسے امین سمجھا ہے۔ (لہٰذا اس کے اعتماد کو ٹھیس نہ لگائے)۔ پھر میں نے عرض کیا کہ ایک شخص نے بنی عباس کی ایک عورت سے وہ جائیداد خریدی جو اسے حکومت نے دی تھی۔ اور اس (عورت) سے لکھوا لیا کہ اس نے قیمت وصول کر لی ہے۔ حالانکہ ہنوز اس نے قبض نہیں کی۔ تو آیا وہ قیمت ادا کرے یا نہ؟ فرمایا: بالکل نہ دے کیونکہ عورت نے وہ چیز (جائیداد) فروخت کی ہے جس کی وہ مالک ہی نہیں ہے۔ (بلکہ وہ جائیداد غصبی ہے)۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اعمش سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں جو ائمہ اثناعشر پر نص کے سلسلہ میں وارد ہے۔ فرمایا: ان (ائمہ) کا دین پرہیزگاری، صداقت، صلاح، (نیکی میں) جدوجہد کرنا، نیک و بد کی امانت کا ادا کرنا، طویل سجدے کرنا، رات کو (عبادت میں) کھڑا ہونا، حرام کاموں سے اجتناب کرنا، صبر و ضبط سے کشائش کا انتظار کرنا، ساتھیوں سے اچھی صحبت کرنا۔ اور پڑوسیوں سے حسن سلوک کرنا ہوگا۔ (عیون الاخبار)

۱۰۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جو اپنے شیعوں سے فرما رہے تھے کہ تم پر امانت کی ادائیگی لازم ہے۔ مجھے اس خدا کی قسم جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث برسالت کیا اگر میرے بابا حسین علیہ السلام کا قاتل میرے پاس وہ تلوار امانت رکھ جائے جس سے اس نے میرے بابا کو شہید کیا تھا تو میں وہ تلوار بھی واپس کر دوں گا۔ (آمالی)

۱۱۔ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: فریضہ اور اس کی امانت کو ادا کرو جو تمہارے پاس امانت رکھے۔ اگرچہ اولادِ انبیاءؑ کا قاتل بھی ہو۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از احکام عشرۃ اور یہاں باب ا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

خیانت کاری حرام ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص امانت میں خیانت کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: امانت کا ادا کرنا رزق کو کھینچتا ہے۔ اور خیانت فقر و فاقہ کو کھینچتی ہے۔ (الفروع)

۲۔ حسین بن خالد حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مسلمان ہے وہ نہ مکر و فریب کرے اور نہ دھوکہ دہی کرے کیونکہ میں نے جبرئیلؑ سے سنا ہے کہ کہہ رہے تھے کہ مکر اور دھوکہ (یعنی مکار اور دھوکہ باز) جہنم میں جائیں گے۔ پھر فرمایا: جو کسی مسلمان کو دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں ہے۔ اور جو کسی مومن سے خیانت کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔ (عیون الاخبار)

۳۔ موسیٰ بن القاسم مرفوعاً حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار ایسی بُری خصلتیں ہیں کہ ان میں سے ایک بھی جب کسی گھر میں داخل ہو جائے تو اسے خراب و برباد کر دیتی ہے۔ اور وہ کبھی برکت کے ساتھ آباد نہیں رہ سکتا۔ وہ چار بُری خصلتیں یہ ہیں: (۱) خیانت کاری۔ (۲) چوری۔ (۳) شراب خوری۔ (۴) اور زنا کاری۔ (الخصال، عقاب الاعمال)

۴۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص دنیا میں کسی امانت میں خیانت کرے اور اسے واپس نہ کرے۔ اس کی موت اسلام پر نہیں ہوگی اور خدا کی بارگاہ میں اس طرح حاضر ہوگا کہ خدا اس پر غضبناک ہوگا۔ پس اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا اور وہ ابدالآباد تک اس کی گہرائی میں گرتا چلا جائے گا۔ اور جو شخص یہ جانتے ہوئے کہ یہ خیانت کا مال ہے خریدے تو وہ اس کے گناہ اور عار و شنار میں خود خیانت کار کی مانند ہے اور جو شخص یہ جانتے ہوئے کہ یہ چوری کا مال ہے خرید کرے تو وہ گناہ وعصیان اور عار و شنار میں خود چور کی مانند ہے۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب جہاد النفس باب ۴ و ۴۹ و ۵۷ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ میں) اور باب الوکالہ (نمبر ۸) اور کیفیۃ القضا میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

اگر امین (حفاظت کرنے میں) کوتاہی نہ کرے (اور وہ امانت تلف ہو جائے) تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوتا اگرچہ سونا چاندی ہو۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس کے پاس امانت رکھی جائے یا جس کے پاس پونجی رکھی جائے وہ امین ہوتا ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو روایت کی ہے اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے کسی کو اجرت دے کر اپنے مال و متاع کی حفاظت کے لئے بٹھایا مگر اس نے وہ مال چرا لیا تو؟ فرمایا: وہ امین نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں یوں وارد ہے کہ جب (امین) مسلمان ہو اور عادل ہو تو وہ ضامن نہیں ہے۔ (الفروع)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سونے اور چاندی کی امانت کے بارے میں سوال کیا (کہ اگر وہ بطور امانت رکھے جائیں اور پھر تلف ہو جائیں تو؟) فرمایا: ہر وہ چیز جو امانت ہو اور اس کی ضمانت نہ ہو۔ وہ لازم نہیں ہوتی۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ ابان بن عثمان ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ پونجی ایک شخص کے حوالے کی جاتی ہے (تاکہ وہ اس سے کاروبار کرے) مگر وہ مال تلف ہو جاتا ہے یا چوری ہو جاتا ہے۔ آیا وہ ضامن ہے؟ فرمایا: جب وہ امین ہو تو پھر اس پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک شخص کو امین سمجھ کر اپنا مال اس کے پاس رکھا۔ مگر اس نے خیانت کی۔ اور مکر کیا۔ فرمایا: امین نے خیانت نہیں کی۔ ہاں البتہ تم نے خائن کو امین سمجھا۔ (الفقیہ، التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا: جس شخص کے پاس امانتی مال رکھا گیا ہے (اور وہ کہے کہ مال تلف ہو گیا) آیا اس کی بات قبول کی جائے گی؟ فرمایا: ہاں۔ اور اس پر کوئی قسم نہیں ہے۔ (المقنع)

۸۔ جناب عبد اللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ

اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو امین سمجھو پھر تمہیں اس کو متہم کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور جس کا تجربہ کر چکے ہو کہ وہ خائن ہے تمہیں اسے امین سمجھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الصلح میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد کتاب العاریہ (باب ۱) باب الاجارہ (نمبر ۲۸) وغیرہ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جب امین (حفاظت میں) کوتاہی کرے تو وہ ضامن ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ محمد بن الحسن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا کہ ایک شخص نے کسی کے پاس امانت رکھی اور اسے حکم دیا کہ وہ اسے اپنے گھر میں رکھے یا یہ حکم نہیں دیا۔ مگر اس نے اسے اپنے پڑوسی کے گھر میں رکھ دیا۔ اس طرح وہ ضائع ہوگئی۔ آیا اس کی ادائیگی اس پر واجب ہے جبکہ اس کے حکم کی خلاف ورزی کرے؟ امامؑ نے اپنے دستخطوں سے لکھا کہ وہ ضامن ہے انشاء اللہ۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب الاجارہ نمبر ۲۹ و ۳۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

شرابی اور سفیہ (بے وقوف) کو امین بنانا اور اس کے پاس پونجی رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جناب اسماعیل بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس کچھ دینار تھے اور ایک قریشی (کاروبار کے سلسلہ میں) یمن جانے لگا۔ تو جناب اسماعیلؑ نے حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: باباجان! فلاں قریشی یمن جانا چاہتا ہے اور میرے پاس اس قدر دینار ہیں تو کیا مناسب سمجھتے ہیں کہ میں یہ دینار اسے دے دوں۔ تاکہ وہ میرے لئے وہاں سے کچھ سامان لے کر آئے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا! کیا تمہیں یہ اطلاع نہیں ملی ہے کہ وہ شراب پیتا ہے۔ اس پر جناب اسماعیلؑ نے عرض کیا: ہاں لوگ تو ایسا ہی کہتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: بیٹا! ایسا نہ کرو۔ مگر اسماعیلؑ نے امامؑ کے مشورہ پر عمل نہ کیا اور وہ دینار اس کے حوالے کر دیئے۔ جنہیں اس شخص نے برباد کر دیا۔ اور ان کے لئے

(یمن سے) کچھ بھی نہ لایا۔ حسنِ اتفاق ایسا ہوا کہ اسی سال جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے حج کرنے کا ارادہ کیا۔ اور جناب اسماعیلؑ نے بھی اسی سال حج کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ امام علیہ السلام نے سنا کہ جناب اسماعیلؑ طواف کرتے ہوئے یہ دعا مانگ رہے ہیں: ﴿اللّٰھم اجرنی و اخلف علیّ ﴾ (یا اللہ مجھے اجر عطا کر اور (تلف شدہ مال کا) بدل عطا فرما)۔ پیچھے سے امام علیہ السلام بھی (طواف کرتے ہوئے) ان تک پہنچے اور جناب اسماعیلؑ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سن کر ان کا ہاتھ دباتے ہوئے فرمایا: نہ بخدا! بیٹا تمہیں خدا سے یہ دعا مانگنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ وہ تمہیں اجر دے یا بدل دے۔ جب تمہیں یہ اطلاع مل گئی تھی کہ وہ شراب پیتا ہے مگر پھر بھی تو نے اسے امین بنایا؟ اسماعیلؑ نے عرض کیا: بابا جان! میں نے تو بچشم خود اسے شراب پیتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ ہاں البتہ لوگوں سے سنا تھا کہ وہ شراب پیتا ہے! امامؑ نے فرمایا: بیٹا! خداوند عالم (اپنے رسولؐ کے بارے میں) فرماتا ہے: ﴿یؤمن باللّٰہ و یؤمن للمؤمنین ﴾ (وہ خدا کی تصدیق کرتا ہے اور اہل ایمان کی تصدیق کرتا ہے)۔ پس جب (کسی بات کے بارے میں) اہل ایمان تمہارے پاس گواہی دیں تو ان کی تصدیق کرو۔ اور کسی شرابی کو امین نہ بناؤ‘ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ ﴾ (کہ اپنا مال سفیہوں اور بیوقوفوں کو مت دو) فرمایا: شارب الخمر سے بڑا سفیہ کون ہے؟ (پھر فرمایا) اگر شارب الخمر رشتہ طلب کرے تو اسے رشتہ نہ دو، اگر وہ کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کرو۔ اور نہ ہی اسے کسی امانت پر امین بنایا جائے۔ پس جو شخص اسے امین بنائے اور وہ مال کو برباد کر دے تو اس شخص کا خدا پر کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اسے (مال کے اس ضیاع پر) اجر دے یا اسے اس کا بدل عطا فرمائے۔ (الفروع)

۲۔ ابوالجارود بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: میں جب تم سے کوئی بات کروں تو تم مجھ سے پوچھا کرو کہ یہ بات کتاب اللہ میں کہاں ہے؟ پھر اثناءِ گفتگو میں فرمایا کہ خداوند عالم قیل و قال کرنے، مال کو ضائع کرنے اور زیادہ سوال کرنے سے منع فرماتا ہے۔ اس پر لوگوں نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! یہ بات قرآن میں کہاں موجود ہے؟ فرمایا: خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے: ﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ ﴾ (ان کی بہت سی خلوتی باتوں میں کوئی بھلائی نہیں ہے)۔ اور فرماتا ہے: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا ﴾ (اپنا وہ مال جس کو خدا نے تمہارے لئے سبب بقا بنایا ہے بیوقوفوں کے حوالے نہ کرو) اور فرماتا ہے: ﴿لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ﴾ (ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ اگر ان کا جواب دیا جائے تو تمہیں برا لگے)۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ ابوالربیع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی شرابی کو یہ جانتے ہوئے کہ وہ شراب پیتا ہے، امین بنائے تو نہ خدا اس کا ضامن ہے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی اجر و ثواب ہے اور نہ ہی کوئی بدل ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب الوصایا نمبر ۳۶ و ۵۳ میں اور باب الاشربہ و الاطعمہ نمبر ۱۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

جب کسی شخص کا مال کسی شخص کے پاس ہو اور وہ تلف ہو جائے اور مالک یہ کہے کہ وہ تمہارے پاس بطور قرضہ تھا۔ اور دوسرا شخص یہ کہے کہ نہیں وہ امانت تھا۔ تو مالک کی بات قسم کے ساتھ تسلیم کی جائے مگر یہ کہ دوسرے شخص کے پاس امانت کے گواہ موجود ہوں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک ہزار درہم ایک آدمی کے پاس امانت رکھے۔ اور وہ ضائع ہو گئے۔ پس جس شخص کے پاس وہ رقم تھی اس نے کہا کہ وہ امانت تھی۔ مگر دوسرے شخص (مالک) نے کہا کہ وہ تمہارے پاس میرا قرضہ تھا۔ تو؟ فرمایا: (مالک کی بات مقدم ہوگی اور) اسے مال ادا کرنا پڑے گا۔ مگر یہ کہ وہ گواہ پیش کر کے ثابت کرے کہ وہ امانت تھی۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الرہن (باب ۱۶ و ۱۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸

امانت اور یتیم کے مال سے قرضہ لینے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حبیب خثعمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس امانتی مال موجود ہے۔ آیا وہ (مالک کی) اجازت کے بغیر اس میں سے (بطور قرضہ) لے سکتا ہے؟ فرمایا: اس میں سے نہ لے۔ مگر یہ کہ ادائیگی کی استطاعت رکھتا ہو۔ راوی نے عرض کیا: اگر اس کے پاس (فی الحال) ادائیگی کی استطاعت نہ ہو۔ مگر وہ کوئی ضامن دے اور وہ ضمانت دے تو پھر لے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود عبداللہ بن الحسن سے اور وہ اپنے جد جناب علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے

ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس کسی کی امانت پڑی ہے اور اسے ضرورت پیش آ گئی۔ آیا وہ اس میں سے مالک کی اجازت کے بغیر (بطورِ قرضہ) لے سکتا ہے۔ جبکہ اس کا حتمی ارادہ ہے کہ وہ واپس کر دے گا؟ فرمایا: جب وہ ادائیگی کی طاقت رکھتا ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لے لے اور پھر واپس کر دے۔ (قرب الاسناد، السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الدین اور باب فیما یکتسب بہ (نمبر ۷) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۹

خیانت کار اور مال ضائع کرنے والے شخص کو امین بنانا اور مال برباد کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جس کو امین بناؤ اسے متہم کرو۔ اور نہ یہ کہ خائن کو امین بناؤ۔ جبکہ تمہیں اس کا تجربہ ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ہارون حلاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب جور اور (باطل) حق سے زیادہ غالب (اور رائج) ہو۔ تب کسی شخص پر حسنِ ظن رکھنا جائز نہیں ہے۔ جب تک اس کے اچھے ہونے کا یقین نہ ہو جائے۔ (الفروع)

۳۔ زکریا بن ابراہیم مرفوعاً حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص کسی غیر مؤمن کے پاس امانت رکھے۔ خدا کے پاس اس کی کوئی حجت و دلیل نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابوحمزہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی آدمی کے بارے میں یہ جانتا ہو کہ وہ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو وہ وعدہ خلافی کرتا ہے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے اور پھر بھی اسے امین بنائے تو خدا پر لازم ہے کہ اسے (مالی نقصان سے) دوچار کرے اور پھر اسے نہ بدل دے اور نہ اجر دے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ بعض ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

اس شخص کا حکم جو (پہلے) امانت کا انکار کرے اور بعد ازاں اس کا اقرار کرے اور اصل مال معہ اس کے پورے منافعہ کے اصلی مالک کو واپس کر دے تو مالک کے لئے مستحب ہے کہ اس میں سے آدھا نفع اس کو دے دے۔ اور اس شخص کا حکم جس کے پاس کوئی چور امانت رکھے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود مسمع بن سیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک شخص کے پاس کچھ مال امانت رکھا تھا۔ اور اس نے اس کا انکار کر دیا۔ اور قسم بھی کھائی۔ مگر چار سال کے بعد وہ مال لے کر آ گیا۔ اور مال واپس کرتے ہوئے کہا کہ یہ تو آپ کا (اصل) مال ہے اور یہ چار ہزار درہم وہ ہے جو میں نے تمہارے مال سے کمایا۔ یہ لے لو۔ اور مجھے معاف کر دو۔ چنانچہ میں نے اصل مال تو لے لیا۔ مگر منافع والی رقم لینے سے اس وقت تک انکار کر دیا جب تک آپؑ کی رائے معلوم نہ کرلوں؟ فرمایا: وہ منافع لے لو۔ اور اس میں سے آدھا اسے دے دو۔ اور اسے حلال کر دو۔ کیونکہ وہ تائب ہے اور خدا توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (عنوان میں بیان کردہ دوسرے مسئلہ کے حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں باب اللقطہ (نمبر ۱۸) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب العاریہ

(کسی سے کوئی چیز عاریۃً لینے کے ابواب)

(اس سلسلہ میں کل پانچ باب ہیں)

<u>وضاحتی نوٹ منجانب مترجم</u>

عاریت کیا ہے؟ ایک شخص کا اپنا مال بلا معاوضہ دوسرے کو استفادہ کے لئے ایک وقت معین کے لئے دینا۔ ظاہر ہے کہ یہ امر "تعاون علی البر" کی ہی ایک قسم ہے جس کا خدائے رحیم نے ازراہ لطف وکرم عمومی طور پر اپنے بندوں کو حکم دیا ہے۔ "**تعاونوا علی البر والتقوای**" کہ نیکی و پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ مشاہدہ شاہد ہے کہ کائنات کا نظام اس نہج پر چل رہا ہے کہ ہر شخص اپنی تمام ضروریات زندگی کا مالک نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کا دوسروں کے تعاون کا محتاج ہونا عیاں راچہ بیان کا مصداق ہے اس لئے شرع انور نے عاریۃً ایک دوسرے کو مال دینے کے اخلاقی فعل کی ہمت افزائی کی ہے اور اس انسانی ہمدردی کے مظاہرہ اور ضروریات میں ایک دوسرے کے کام آنے کو بہترین عبادت قرار دیا ہے ولنعم ما قیل ؎

نیکی ہے عبادت یہی دین و ایمان
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انسان

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱

سونے اور چاندی کے علاوہ دوسری کسی چیز میں عاریۃ لینے والا ضامن نہیں ہے جبکہ کوتاہی نہ کرے مگر یہ کہ دینے والا ہر حال میں ضمانت کی شرط مقرر کرے تو پھر شرط لازم ہوگی۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہے جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب عاریہ والا مال (بغیر کوتاہی کے) عاریۃً لینے والے کے پاس تلف ہو جائے تو وہ اس کا ضامن نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ساتھ (ضمانت کی) شرط عائد کی گئی ہو۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عاریہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب عاریۃ لینے والا امین ہو تو پھر (تلفی کی صورت میں) اس پر ضمانت نہیں ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفوان بن امیہ (اس کے اسلام لانے سے پہلے) کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے اسی (۸۰) عدد زرہیں طلب فرمائیں! صفوان نے کہا: اے محمدؐ! آیا عاریۂ مضمونہ ہے یا غصبی؟ فرمایا: نہیں۔ بلکہ ضمانت کے ساتھ عاریۃ ہے۔(الفروع، التہذیب)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عاریہ کے بارے میں سوال کیا کہ آدمی کوئی چیز عاریۃً لیتا ہے۔ اور وہ ہلاک ہو جاتی ہے یا چوری ہو جاتی ہے تو؟ فرمایا: جب امین ہو تو اس پر کوئی تاوان نہیں ہے۔(کتب اربعہ)

۵۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی شخص کو اپنی کنیز عاریۃً دی تھی۔ اور وہ بغیر کوتاہی کے ہلاک ہوگئی اور اس نے دھوکہ سے نہیں ماری تھی۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ عاریۃً لینے والا اس کا ضامن نہیں ہے۔(اور فرمایا) جب کوئی شخص کرایہ پر گھوڑا (یا گدھا) لے جائے اور اس پر زیادتی نہ کرے (اور نہ ہی دھوکہ سے اسے مارے) تو عاریۃً لینے والا ضامن نہیں ہے۔(التہذیبین)

۶۔ وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی قوم سے غلام عاریۃً لے جائے اور وہ عیب دار ہو جائے تو وہ ضامن ہے۔ اور جو

کوئی آزاد بچہ عاریۃً لے جائے۔ اور وہ عیدار ہو جائے تو وہ ضامن ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے اس روایت کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب مالک کی اجازت کے بغیر لے جائے۔ اور یہ بھی جائز ٹھہرایا ہے کہ یہ اس صورت پر محمول ہو کہ جب وہ کوتاہی کرے۔ یا اس صورت پر محمول ہو کہ جب بہرحال اس سے ضمانت کی شرط کی گئی ہو۔ اور اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ از خیار میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

کافر سے ضمانت کی شرط کے ساتھ عاریۃً کوئی چیز لینا جائز ہے اور مومن کو گھر کا سامان اور زیور وغیرہ عاریۃً دینا مستحب ہے جبکہ تلف نہ ہونے کا امن ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفوان بن امیہ سے اس کے اسلام لانے سے پہلے ستر حطمی[1] زرہیں عاریۃً لیں۔ اس نے پوچھا: اے ابوالقاسمؑ! آپ یہ عاریۃً لے رہے ہیں یا غصب کر رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ عاریہ ہے جو بہرحال ادا کیا جائے گا۔ (الفقیہ)

باب ۳

سونے اور چاندی کے عاریہ میں ضمانت ثابت ہے اگرچہ کوتاہی نہ کی جائے اور ضمانت کی شرط بھی عائد نہ کی جائے مگر جبکہ عدم ضمانت کی شرط کی جائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عاریہ کی ضمانت نہیں۔ مگر جبکہ ان کی ضمانت کی شرط عائد کی جائے۔ ہاں البتہ دینار (سونے اور اسی طرح چاندی) کی ضمانت ہوتی ہے۔ اگرچہ ضمانت کی شرط نہ کی جائے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا عاریہ کی ضمانت ہوتی ہے؟ فرمایا: ہر وہ چیز جو تم عاریۃً کسی سے لو اور پھر (بغیر کوتاہی کے) تلف ہو جائے تو اس کی ضمانت تمہیں لازم نہیں ہے۔ ماسوائے سونے اور چاندی کے کہ ان کی ضمانت لازم ہوتی ہے۔ مگر جبکہ عدم ضمانت کی

---

[1] حطمہ بن محارب کی طرف منسوب ہیں جو عمدہ زرہیں بناتا تھا۔ (منہ عفی عنہ)

شرط عائد کر لی جائے۔ اسی طرح ہر وہ عاریہ جس کی ضمانت کی شرط عائد کر لی جائے (تو وہ لازم ہو جاتی ہے)۔ مگر سونے اور چاندی کی ضمانت لازم ہوتی ہے۔ اگرچہ ان کی (ضمانت کی) شرط نہ لگائی جائے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عاریہ لینے والے پر ضمانت نہیں ہوتی۔ ماسوائے سونے اور چاندی کے کہ ان کی ضمانت بہرحال ثابت ہے خواہ شرط مقرر کی جائے یا نہ کی جائے۔ (الفقیہ، التہذیب)

باب ۴

جو شخص مالک کی اجازت کے بغیر کسی اور سے کوئی چیز عاریۃً لے وہ اس کا ضامن ہے اور عاریۃً دینے والے کا جائز التصرف ہونا ضروری ہے اور اگر کوئی مُحرِم کسی کو شکار عاریۃً دے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امامؑ (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) نے فرمایا: جب تم کوئی چیز اس کے مال کی اجازت کے بغیر عاریۃً لو تو لینے والا اس کا ضامن ہے۔

(الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (حد سرقہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ایام حج میں شکار کا حکم بیان ہو چکا ہے۔ (ملاحظہ ہو باب ۱۲ از کفارۂ صید از کتاب الحج)۔

باب ۵

جو شخص کسی سے کوئی چیز عاریۃً لے اور آگے رہن (گروی) رکھ دے تو مالک کو حق حاصل ہے کہ اس چیز کو اس سے چھین لے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی سے کپڑا عاریۃً لیا۔ اور آگے اسے گروی رکھ دیا۔ اور مالک (کو جب پتہ چلا تو وہ) وہاں پہنچ گیا تو۔ فرمایا: وہ اپنا مال لے جائے گا۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد کتاب الغصب اور سرقہ (باب ۱۶) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب الاجارہ (کرایہ)

(اس سلسلہ میں کل پینتیس باب ہیں)

وضاحتی نوٹ منجانب مترجم

اجارہ کی تعریف اور اس کا جواز

اجارہ ایک خاص قسم کا عقد ہے جس کا ثمرہ یہ ہے کہ مستاجر منفعت معلومہ کا اجرت کے عوض مالک ہو جاتا ہے یہ اجارہ یا تو کسی حیوان ناطق یا صامت کے متعلق ہوتا ہے (جسے عرف عام میں مزدوری پر کام کرنا کہا جاتا ہے) یا کسی مکان و دکان کے متعلق ہوتا ہے (جسے کرایہ پر مکان یا دکان دینا کہا جاتا ہے) یا کسی زمین و جائیداد کے متعلق ہوتا ہے (جسے پٹہ یا ٹھیکہ پر زمین دینا کہا جاتا ہے)

ارشاد قدرت ہے: ﴿فان ارضعن لکم فاتوھن اجورھن﴾ (اگر عورتیں تمہارے بچوں کو دودھ پلائیں تو ان کو ان کی اجرت دو)

نیز ارشاد رب العزت ہے: ﴿قالت احدیٰ ھما یا ابت استأجرہ ان خیر من استأجرت القوی الامین قال انی ارید ان انکحك احدی ابنتی ھاتین علی ان تأجری ثمانی حجج﴾

ان دو لڑکیوں میں سے ایک نے کہا اے باپ اسے اجرت پر رکھ لو کیونکہ اچھا اجیر وہ ہوتا ہے جو طاقتور اور امین ہو (جناب شعیبؑ) نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ تمہارا نکاح کر دوں مگر اس شرط کے ساتھ کہ تم آٹھ سال تک میری مزدوری کرو"۔

اور جہاں تک احادیث کا تعلق ہے تو وہ اس سلسلہ میں بکثرت موجود ہیں۔ چنانچہ محمد بن سنان بیان کرتے ہیں

کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اجارہ کے بارے میں دریافت کیا۔ **قال صالح لا بأس به** (فرمایا وہ اچھی چیز ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے) (کتب اربعہ) ہاں البتہ بعض احادیث میں انسان کے اجارہ پر کام کرنے کی کراہت وارد ہوئی ہے جسے محقق فقہاء نے اس بات پر محمول کیا ہے کہ کوئی آدمی اپنے آپ کو تمام اوقات کے لئے اجارہ پر دیدے اور اپنی ذات کے لئے کچھ بھی وقت باقی نہ رکھے ورنہ انبیاء و آئمہ علیہم السلام کا اجرت پر کام کرنا قرآن وسنت سے ثابت ہے اور محنت مزدوری کرکے حلال روزی کمانے والے کو روایات میں حبیب خدا کہا گیا ہے۔

اجارہ کا فائدہ

یہ امر شریعت کے ان روشن دلائل میں سے ہے جو اس کے منجانب اللہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ کہ اس میں خالق فطرت نے امیر وفقیر بندہ و صاحب' الغرض تمام انسانی ضروریات اور تمدنی حالات کا لحاظ کرتے ہوئے اجارہ و عاریہ وغیرہ کو جائز ومشروع قرار دیا ہے کیونکہ ہر شخص کے پاس اپنی ضروریات زندگی موجود نہیں ہوتیں۔ اس لئے شارع نے اس کی ضروریات پوری کرنے کے لئے عاریہ مقرر کیا ہے (جس میں بلا معاوضہ کسی سے کوئی چیز مانگ کر اپنی ضروریات پوری کی جاتی ہیں اور اس کے بعد واپس لوٹائی جاتی ہے اور وہ چیز لینے والے کے پاس بطور امانت ہوتی ہے جس پر امانت والے احکام نافذ ہوتے ہیں) اور اجارہ مشروع قرار دیا اس میں اجرت پر کوئی چیز لے کر اپنی ضروریات کی تکمیل کی جاتی ہے اس میں بھی بنابر مشہور و منصور وہ چیز مستاجر کے پاس بطور امانت ہوتی ہے۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ا

ان چیزوں کا اجمالی بیان جن کا اجارہ جائز ہے اور جن کا اجارہ جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب حسن بن علی بن شعبہ اپنی کتاب تحف العقول میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے لوگوں کی معیشت کے مختلف وجوہ و اسباب گنواتے ہوئے فرمایا: اور اجارہ کی تفسیر وتشریح یہ ہے کہ آدمی اپنے آپؑ کو اجارہ پر دے یا اپنی کسی مملوکہ چیز کو دے یا جن عزیز و اقارب کا وہ سرپرست ہے یا اپنا گدھا گھوڑا یا اپنا کپڑا حلال طریقہ پر دے۔ یا اپنی ذات کو یا اپنے مکان کو یا زمین کو یا اپنی کسی ایسی چیز کو اجارہ پر دے جس سے کوئی جائز منفعت حاصل کی جا سکتی ہے۔ یا کوئی کام (اجارہ کے طور پر) خود کرے یا اپنی اولاد سے یا اپنے غلام سے یا اپنے مزدور سے کرائے جبکہ وہ اصل آدمی کا وکیل اور نمائندہ نہ ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں

ہے کہ جب وہ خود مزدور ہے تو (متعلقہ کام کی انجام دہی کے لئے) اپنے آپ کو اجیر بنائے، یا اولاد کو یا کسی قرابتدار کو یا اپنے غلام کو یا اپنے نمائندہ کو۔ کیونکہ یہ اجیر (مزدور) کے اپنے نمائندے ہیں (براہ راست) والی (متعلقہ آدمی) کے نمائندے نہیں ہیں۔ اس کی نظیر اور مثال یوں سمجھ لیں کہ جیسے ایک قلی ہوتا ہے جسے مخصوص اجرت پر کوئی بوجھ اٹھانے کے لئے مقرر کیا جائے۔ اب اس کے لئے جائز ہے کہ وہ خود اٹھائے، یا اپنے مملوک سے اٹھوائے یا اپنے جانور پر اٹھائے۔ یا کسی جائز اور حلال کام کی انجام دہی کے لئے اپنے آپ کو اجیر بنائے۔ خواہ وہ جس کا بھی کام ہو۔ کوئی بادشاہ ہو، بازاری ہو، کافر ہو یا مومن۔ پس ایسے کام کے لئے اجیر بننا اور مال کمانا حلال ہے۔ اور اجارہ کی حرام قسموں کی تشریح یہ ہے کہ جیسے اس چیز کے اٹھانے کے لئے اپنے آپ کو اجیر (مزدور) بنائے جس کا کھانا اور پینا اس پر حرام ہے۔ یا ایسی (حرام) چیز کے بنانے یا اس کی حفاظت کرنے یا اس کے پہننے کے لئے اپنے آپ کو اجیر بنائے۔ یا مساجد و معابد کے گرانے، نفس محترمہ کے قتل کرنے یا (ذی روح کی مجسم) تصاویر بنانے، بت بنانے، مزامیر و برابط اور دیگر آلات لہو ولعب) بنانے۔ یا خمر و خنزیر یا مردار و خون (کھانے) یا اس قسم کے کسی حرام اور فساد کے کام کرنے کے لئے اجیر بنائے جو اجارہ کے علاوہ بھی حرام ہیں۔ یا ہر وہ کام جو کسی وجہ سے آدمی پر حرام ہے اس میں یا اس کے لئے اجیر بننا و بنانا جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اس میں اجیر بنانے والے کی کوئی جائز مصلحت ہو۔ جیسے کسی شخص کو مردار اٹھانے کے لئے اجیر بنایا جائے تاکہ وہ اسے کہیں ٹھکانے لگا آئے۔ تاکہ اس سے یا دوسروں سے اذیت کو دور کیا جائے۔ یا اس قسم کا کوئی اور کام۔ (یہاں تک کہ فرمایا) اور ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو اپنے مملوک کو یا اپنے زیر تولیت کو کسی (جائز کام کے لئے) اجارہ پر دے خواہ موجر (اجیر بنانے والا) کافر ہو یا مسلمان، بادشاہ ہو یا بازاری جس طرح کہ ہم نے اس کی تشریح کر دی ہے جن باتوں میں اجارہ جائز ہے اس کام کا کرنا اور اس کے ذریعہ سے کمانا بالکل حلال ہے۔ (تحف العقول)

۴۔ جناب شیخ محمد بن ادریس حلیؒ اخر سرائر میں جامع بزنطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اجرت لے کر قرآن لکھتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (سرائر ابن ادریس)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں جو ان چیزوں پر دلالت کرتی ہیں جن میں اجارہ جائز ہے۔ اس سے پہلے ابواب تجارت میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲

انسان کا ایک مدت تک اپنے آپ کو اجارہ (مزدوری پر دینا) مکروہ ہے۔ مگر حرام نہیں ہے اور اگر ایسا کرے گا تو جو کچھ کمائے گا وہ مستاجر کا ہوگا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے آپؑ کو مزدور بناتا ہے وہ اپنے اوپر رزق کو حرام قرار دیتا ہے (جو وہ کاروبار کرکے کما سکتا تھا)۔(الفروع)

۲۔ جناب سید مرتضیٰؒ اپنے رسالہ محکم و متشابہ میں باسنادِ خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے معاش خلق کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا: جہاں تک اجارہ کا تعلق ہے تو خدا فرماتا ہے: ﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا . وَ رَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾()(سورۂ زخرف، آیت:۳۲) پس خدا نے اس آیت مبارکہ میں خبر دی ہے کہ اجارہ (مزدوری کرنا) بھی مخلوق کی معیشت کی ایک قسم ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت (کاملہ) سے لوگوں کی ہمتوں اور ارادوں اور دوسرے حالات و کوائف میں اختلاف رکھا ہے۔ اور اس پر اپنی مخلوق کی معیشت کا انحصار قرار دیا ہے۔ یہ اجارہ کیا ہے؟ مثلاً ایک شخص اپنی جائیداد (کی اصلاح) اور اپنے کاموں، تصرفوں اور اپنی املاک (کی درستگی) کے لئے کسی کو اجیر (مزدور) بناتا ہے (اور وہ رقم لے کر اس کے مفاد میں کام کرتا ہے اس میں دونوں کا فائدہ ہے) وہ نہ اگر ایسا ہوتا کہ ہر شخص اپنی ضروریاتِ زندگی از قسم تعمیر مکان، نجاری، صنعت و حرفت کی انجام دہی، کپڑوں کی سلائی وغیرہ بذاتِ خود انجام دیتا تو نظام کائنات نہ چل سکتا (بھلا ہر شخص ہر کام خود کیسے کر سکتا ہے؟) اور لوگ اس سے عاجز آ جاتے اور ہرگز ایسا نہ کر سکتے۔ اس لئے خالق حکیم نے لوگوں کی طبیعتوں کا اقتضاء جدا جدا بنایا۔ (کوئی کفاشی کرتا ہے تو کوئی نجاری اور کوئی درزی ہے تو کوئی تاجر وھکذا)۔ اور وہ اپنی اپنی طبیعتوں کے تقاضوں کے مطابق مختلف کام انجام دیتے ہیں۔ اس طرح بعض کے بعض کام انجام دینے سے دوسرے بعض بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح اس طریقہ پر نظامِ قدرت چل رہا ہے اور ان کی معیشت کی اصلاح ہو رہی ہے۔ (رسالہ المحکم والمتشابہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اس کے جواز پر اور عدم حرمت پر دلالت کرتی ہے وہ باب التجارہ (باب ٦٦ از مما یکتسب بہ اور احکام عقود باب ۱۸، ۲۰ اور ۲۶ میں اور یہاں باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور

کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

اجرت مقرر کئے بغیر مزدور سے کام لینا مکروہ ہے اور اسے نمازِ جمعہ پڑھنے سے منع کرنا جائز نہیں ہے۔ اور (مزدور کیلئے) پختہ اور عمدہ کام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں بعض کاموں کے سلسلہ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور چاہا کہ اپنے گھر واپس جاؤں۔ امامؑ نے فرمایا: میرے ساتھ چل اور آج رات میرے پاس ٹھہر۔ چنانچہ میں آپ کے ہمراہ چلا گیا۔ جب آپؑ گھر میں داخل ہوئے، تو دیکھا کہ آپؑ کے غلام آپ کے چوپاؤں کے لئے رہائشی جگہ مٹی سے بنا رہے ہیں اور ان کے ساتھ ایک سیاہ فام آدمی بھی کام کر رہا ہے۔ امامؑ نے ان سے پوچھا: یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ ہمارے ساتھ کام کرتا ہے اور ہم اسے کچھ مزدوری دے دیتے ہیں! امامؑ نے پوچھا: آیا اس سے مزدوری طے کر لی ہے؟ انہوں نے کہا (نہیں بلکہ) ہم اسے جو کچھ دے دیں یہ اس پر راضی ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر امامؑ نے ان کو چابک سے مارنا شروع کیا۔ اور سخت ناراض ہوئے۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! آپ اس قدر غضبناک کیوں ہو رہے ہیں؟ فرمایا: میں نے ان کو کئی بار اجرت طے کئے بغیر کسی کو مزدور بنانے سے منع کیا ہے (پھر انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ پھر) فرمایا: جان لو کہ جب کوئی شخص طے کئے بغیر تمہارا کام کرے گا۔ بعد ازاں تم اگر اس کی مزدوری تین گنا بھی زیادہ دو گے تو وہ تب بھی یہی گمان کرے گا کہ تم نے اسے مزدوری سے کم دی ہے؟ اور اگر پہلے طے کر لو گے تو جب تم اس کی مزدوری دے دو گے تو وہ تمہارا شکریہ ادا کرے گا۔ اور اگر ایک دانہ بھی زیادہ دو گے تو وہ تمہارا احسان جانے گا اور سمجھے گا کہ تم نے اسے زیادہ دیا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اس وقت تک کسی شخص کو مزدور نہ بنائے جب تک پہلے اس کی اجرت معلوم (طے) نہ کرے اور جو شخص کسی کو مزدور بنائے اور پھر اسے نمازِ جمعہ پڑھنے سے روکے تو اس کا گناہ بھی اس کے سر پر ہوگا۔ اور اگر نہیں روکے گا تو پھر دونوں اجر و ثواب میں شریک ہوں گے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم (نمازِ جمعہ سے نہ روکنے) پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب الجمعہ (نمبر ا) میں اور دوسرے حکم (عمدہ کام کرنے کے استحباب) پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں

باب الدفن (نمبر ۶۰) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴

کام سے فارغ ہوتے ہی بلا تاخیر مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کرنا مستحب ہے۔ ہاں البتہ شرط کے مطابق تقدیم و تاخیر جائز ہے اور اسی طرح اجارہ میں ہر (جائز) شرط کی پابندی لازم ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے شتربان اور مزدور کے بارے میں فرمایا: اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی اجرت ادا کر دو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ شعیب بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے باغ میں کام کرنے کے لئے کچھ مزدور لگائے جن کا وقت عصر تک تھا پس جب وہ کام سے فارغ ہوئے تو امام علیہ السلام نے (اپنے غلام) معتب سے فرمایا: ان کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ان کی مزدوری ادا کر دو۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے مخصوص دو سال کے لئے اس بات پر مکان کرایہ پر لیا کہ وہ اس کے بعد گارے سے اس کی لپائی کرائے گا۔ اور اس کے دروازوں کی اصلاح کرائے گا تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے خیار الشرط (باب ۶) میں بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو (ہر جائز) شرط کے لازم ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

باب ۵

مزدور کی مزدوری ادا نہ کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مزدور کی مزدوری ادا نہ کرکے اس پر ظلم کرے گا تو خدا اس کے عمل کو حبط کرے گا۔ اور اس پر جنت

کی خوشبو بھی حرام قرار دے گا۔ حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت تک پہنچ جاتی ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حماد بن عمر اور انس بن محمد اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! جو شخص اپنے آپ کو کسی غیر خاندان کی طرف منسوب کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔ اور جو شخص مزدور کی مزدوری ادا نہ کرے اس پر بھی خدا کی لعنت ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص مزدور کی مزدوری ادا نہ کرے خدا اس کے عمل کو حبط کرے گا اور اس پر جنت کی خوشبو حرام قرار دے گا۔ حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت تک پہنچتی ہے۔ اور جو شخص اپنے پڑوسی کی ایک بالشت جگہ (خیانت کاری سے) غصب کرے گا تو خدا اس کے سات طبقوں تک آگ بنا کر اس کی گردن میں ڈالے گا یہاں تک کہ اسے دوزخ کی آگ میں ڈالے گا۔ (عقاب الاعمال)

۴۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا ہر گناہ معاف کر دے گا مگر تین گناہ معاف نہیں کرے گا: (۱) جو کوئی نیا دین ایجاد کرے۔ (۲) جو کسی مزدور کی مزدوری روکے۔ (۳) جو کسی آزاد آدمی کو (غلام ظاہر کرکے) فروخت کرے۔ (عیون الاخبار)

۵۔ جناب شیخ حسن بن فضل طبرسیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غلیظ ترین گناہ تین ہیں: (۱) چوپائے کو قتل کرنا۔ (۲) عورت کا حق مہر روکنا۔ (۳) اور مزدوری کی اجرت ادا نہ کرنا۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض عمومی اور خصوصی حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ از دین، باب ۲۰ از مزارعہ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں اور باب ۱۱ از مہور میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

مستاجر (جو شخص کسی کو مزدور بنائے) اجرت کی ادائیگی کا ضامن ہے مگر یہ کہ خود مزدور راضی ہو کہ مزدوری فلاں شخص کو دے دی جائے اور جب مستاجر اسکے ہاتھ پر رکھ دے، تب وہ ضامن نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہارون بن حمزہ غنوی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک شخص نے کسی کو مزدور بنایا۔ مگر کسی کو کسی پر اعتماد نہیں ہے۔ چنانچہ مزدوری کی رقم ایک تیسرے شخص کے ہاتھ پر رکھی گئی اور (اتفاق سے) وہ شخص مر گیا۔ اور بقدر ادائیگی قرض کچھ مال بھی نہ چھوڑا۔ چنانچہ اجرت والی رقم بھی ضائع ہوگئی تو؟ فرمایا: اجرت پر مزدور لانے والا اجرت کا ضامن ہے۔ کہ ادا کرے۔ مگر یہ کہ خود مزدور نے (کسی تیسرے کے ہاتھ پر اجرت کے رکھنے کی) خواہش کی ہو۔ تو اس صورت میں اس کا حق وہیں ہوگا جہاں وہ رکھنے پر راضی تھا۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں جو فی الجملہ اس مقصد پر دلالت کرتی ہیں اس سے پہلے (باب ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

اجارہ عقد لازم ہے جو دونوں کی رضامندی یا تعذّر کے بغیر فسخ نہیں ہوتا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی گھر یا کشتی کو ایک سال یا اس سے کم و بیش مدت کے لئے کرایہ پر لیتا ہے تو؟ فرمایا: جس وقت تک کرایہ پر لیا ہے تب تک کا کرایہ لازم ہے۔ البتہ لینے کا حق مالک کو ہے۔ وہ لے یا نہ لے۔ (مگر اس مدت سے پہلے وہ یک طرفہ طور پر معاملہ کو فسخ نہیں کر سکتا)۔

(التہذیب، الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں (باب ۳ از آداب تجارت میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۲۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

اجارہ میں ایجاب و قبول، عین المال، مدت و مسافت اور اجرت کی تعیین اور اجارہ پر مال دینے والے کا جائز التصرف ہونا ضروری ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص گھوڑا (یا گدھا وغیرہ) کرایہ پر لیتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے کہ میں اسے فلاں فلاں جگہ تک لے جاؤں گا۔ اور اگر اس سے آگے گیا تو اتنی اجرت مزید دوں گا اور اسے معیّن کرتا ہے؟

فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ از مزارعت میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹

جو شخص کسی کو مزدوری پر لے جائے تو اگر وہ (لے جانے والا) راضی ہو تو وہ کسی اور شخص کے مال سے مضاربت کر سکتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی آدمی کو مزدوری پر لے جاتا ہے۔ اور اسے اپنی جائیداد کی اصلاح کرنے کے لئے بھیجتا ہے اور اسے ایک اور شخص کچھ درہم دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اس رقم سے فلاں فلاں مال خریدو۔ جو نفع ہوگا وہ میرے اور تمہارے درمیان نصف نصف ہوگا تو؟ فرمایا: جب اسے مزدوری پر رکھنے والا اجازت دے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۰

جب کوئی شخص کسی کو مزدور بنائے اور اس کی اجرت اور خرچہ بھی مقرر کر دے۔ اور پھر مزدور پر خرچہ کوئی اور شخص کرے اور اس کے خرچہ کے برابر مزدور اسے معاوضہ دے دے تو اس میں مصلحت ہوئی تو مزدور بنانے والے کے مال سے متصور ہوگا ورنہ مزدور کے مال سے اور جب خرچہ کا اجمالی ذکر کیا جائے تو کپڑوں کی دھلائی اور حمام جانا اس میں شامل ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنی زمین پر بھیجے (اور وہاں کام کرنے کے لئے) چار معیّن درہم اور خرچہ کے ساتھ مزدور بنایا۔ اور جب مزدور وہاں پہنچا۔ تو وہاں اس کا ایک ساتھی رہتا تھا وہ برابر ایک دو ماہ تک اسے اپنے گھر بلاتا رہا اور اس کا خرچہ برداشت کرتا رہا۔ تو مزدور نے دیکھا کہ اس نے ایک ماہ کے عرصہ میں اس پر کس قدر خرچہ کیا ہوگا؟ اس نے اتنا مال اسے پیش کر دیا۔ اب یہ مال کس کا متصور

ہوگا۔ مزدور بنانے والے کا یا خود مزدور کا؟ فرمایا: اگر اس میں مزدور بنانے والے کی مصلحت ہوئی تو اس کے مال سے ورنہ خود مزدور کے مال سے ہوگا۔ پھر سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو مقررہ عوض پر اور محمل خرچہ پر مزدور بنایا تا کہ اسے اپنی زمین پر بھیجے۔ تو اس طرح مزدور کا جو خرچہ ہوگا جیسے کپڑوں کی دھلائی اور حمام جانے کا صرفہ، وہ کس پر ہوگا؟ فرمایا: مزدور بنانے والے پر۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۱

جو شخص کسی آقا سے اس کے غلام کو مزدور بنائے۔ اور غلام اس شخص سے اپنے لئے علیحدہ کچھ (مال کی) شرط مقرر کرے۔ تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔ اور نہ ہی غلام کے لئے حلال ہے اور اگر وہ کچھ نقصان کرے گا تو اس کا آقا ضامن ہوگا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کسی کے پاس جاتا ہے کہ اتنے درہم لے کر میرے لئے کتابت کر۔ اس نے کہا: درہم لوں گا۔ اور تمہارے سامنے لکھوں گا تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی کے غلام کو مزدور بنایا۔ غلام نے اس سے کہا: تم میرے مالک کو جس قدر مزدوری پر چاہو راضی کرلو۔ مگر تمہیں مجھے بھی اس قدر درہم دینا ہوں گے؟ آیا اس شخص پر یہ درہم لازم ہیں؟ اور آیا غلام کے لئے وہ حلال ہیں؟ فرمایا: نہ مستاجر پر لازم ہیں اور نہ غلام کے لئے حلال۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور ابوالبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس کا ایک غلام تھا جسے ایک کاریگر وغیرہ نے مزدوری پر لیا؟ فرمایا: اگر اس نے کچھ نقصان کیا۔ یا بھاگ گیا۔ تو اس کا مالک ضامن ہوگا۔ (التہذیب)

۳۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو کسی کے غلام کو مزدور بنائے اور وہ بہت سے مال کا نقصان کرے؟ فرمایا: اس کے آقا پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ لوگ اس غلام کو فروخت کر سکتے ہیں۔ ہاں البتہ وہ (غلام ادائیگی کی) کوشش کرے گا۔ (محنت مزدوری کرکے) اور اگر اس سے عاجز ہو تو نہ اس پر کچھ ہے اور نہ اس کے آقا پر۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس حدیث میں احتمال ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب مالک کی اجازت کے بغیر اسے مزدور بنایا جائے۔

باب ۱۲

جو شخص کوئی گھوڑا کرایہ پر لے تاکہ ایک معیّن مسافت طے کرے مگر وہ تھوڑی سی مسافت طے کر کے آگے چلنے سے عاجز آ جائے تو وہ اسی نسبت سے مزدوری ادا کرے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک بار میں مدینہ کے ایک قاضی کے پاس بیٹھا تھا کہ اس کے پاس دو شخص آئے۔ ایک نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے گدھا کرایہ پر لیا کہ اس پر فلاں جگہ سے فلاں جگہ پر جاؤں گا۔ مگر وہ مجھے فلاں جگہ تک بھی نہ پہنچا سکا۔ قاضی نے دوسرے شخص سے پوچھا: آیا تو نے اسے فلاں جگہ تک پہنچایا؟ اس نے کہا کہ گدھا عاجز ہو گیا تھا۔ لہٰذا وہاں تک نہ پہنچ سکا۔ اس پر قاضی نے کہا: جبکہ تو نے اسے اس مقررہ جگہ تک نہیں پہنچایا۔ تو تیرا کوئی کرایہ نہیں بنتا۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ میں نے ان دونوں کو اپنے پاس بلایا۔ اور کرایہ پر لینے والے سے کہا کہ بندۂ خدا تمہیں تمام کرایہ دبانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور مالک سے کہا اے بندۂ خدا تمہیں پورا کرایہ لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ بلکہ دیکھو کہ تم نے کتنی مسافت طے کی۔ اور کتنی باقی رہ گئی تھی۔ اسی کی نسبت سے کرایہ کا حساب کرلو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (الفقیہ)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

جو شخص کسی آدمی کو مزدور بنائے تاکہ مقررہ مزدوری پر اس کا کچھ سامان خاص مقام پر لے جائے۔ اور خاص وقت پر جائے۔ اور اگر اس نے اس میں کچھ کمی کی تو اسی نسبت سے اس کی اجرت کم ہو جائے گی تو یہ جائز ہے! اور اگر اس مقام پر یہ شرط لگائے کہ اگر منزل مقصود تک پہنچائے تو اسے کچھ اجرت نہیں ملے گی، تو یہ جائز نہیں ہے بلکہ اسے اجرۃ المثل ملے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک بار میں مدینہ کے ایک قاضی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے پاس دو شخص مقدمہ لائے ایک (مدعی) نے کہا کہ میں نے اسے قلی کے طور پر کرایہ پر لیا۔ کہ یہ میرا سامان فلاں دن بازار میں پہنچائے گا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس پر قاضی نے فیصلہ کیا کہ اس کی کوئی اجرت

نہیں ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے بلا کر کہا کہ اے بندۂ خدا! تمہارے لئے اس کا پورا حق دبانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور دوسرے سے کہا کہ تمہیں تمام مقررہ اجرت لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ پس دونوں باہم مل کر مصالحت کر لو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں (مدینہ کے) ایک قاضی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام وہاں تشریف فرما تھے۔ کہ اس کے پاس دو شخص مقدمہ لائے، ایک نے کہا کہ میں نے اس شخص سے اونٹ کرایہ پر لیا تا کہ یہ میرا کچھ سامان فلاں دکان تک پہنچائے۔ کیونکہ وہاں بازار لگتا ہے اور مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں وہ وقت فوت نہ ہو جائے۔ اس لئے اس سے کہا کہ اگر تو نے فلاں دن نہ پہنچایا تو تمہارے یومیہ کرایہ سے اتنا اتنا کرایہ کم ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے مجھے اس مقررہ دن نہیں پہنچایا؟ قاضی نے کہا: یہ شرط فاسد ہے۔ اسے پورا کرایہ دو۔ پس جب وہ شخص اٹھا۔ تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اس کی یہ شرط جائز ہے لہٰذا اس کی تمام مزدوری کو ختم نہ کر دے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۱۴
اس شخص کا حکم جو قافلے گزارنے کی مزدوری کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الحسن الصفار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ ایک شخص حاکم کے حکم کے بغیر مخصوص مزدوری لے کر خطرناک مقام سے قافلے گزارتا ہے آیا اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ امامؑ نے لکھا کہ جب معلوم و معروف اجرت لے کر وہ یہ کام کرے تو اپنا حق لے سکتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (الفقیہ، التہذیب)

باب ۱۵
اس شخص کا حکم جو ایک مدت تک اپنے بیٹے کو مزدور بنائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ یقطینی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا کہ اس نے اپنا بیٹا ایک شخص کے حوالہ کیا۔ تا کہ معلوم اجرت پر ایک سال تک اس کے ہاں خیاطت کا کام کرے۔ اس کے بعد اس کے پاس ایک اور شخص آ گیا۔ جس نے کہا: مجھ سے زیادہ مزدوری لے لے اور اپنا یہ بیٹا میرے حوالے کر۔ آیا اسے یہ معاملہ کرنے اور پہلا معاملہ توڑنے کا

اختیار ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اس شخص پر پہلے آدمی سے کیے گئے معاملہ کی وفا واجب ہے۔ ایک سال تک جب تک اس کا بیٹا بیمار نہ ہو جائے۔ یا کام کرنے سے عاجز نہ ہو جائے۔ (الفقیہ)

باب ۱۶

جو شخص کسی سے گدھا (یا گھوڑا) کرایہ پر لے۔ اور شرط مقرر کرے کہ اس کے سوا اس پر اور کوئی سوار نہ ہوگا اور پھر شرط کی مخالفت ہو (اور جانور کا کچھ نقصان ہو جائے) تو وہ ضامن ہوگا اور اگر یہ شرط نہ ہو تو پھر ضامن نہ ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی سے گدھا کرایہ پر لیا اور (سواری کیلئے) ایک اور شخص کے حوالہ کر دیا (جس کی وجہ سے) وہ ہلاک ہو گیا۔ اس پر کیا تاوان ہے؟ فرمایا: اگر اس نے یہ شرط عائد کی تھی کہ اس پر اور کوئی سوار نہ ہوگا تو پھر وہ اس کی قیمت کا ضامن ہے۔ اور اگر یہ شرط نہیں کی تھی تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

جو شخص ایک مخصوص مسافت تک کوئی بار بردار جانور کرایہ پر لے جائے اور پھر اس سے آگے نکل جائے یا اس پر سوار ہو کر کسی اور طرف چلا جائے تو اجرۃ المثل کا ضامن ہوگا اور اگر عین المال تلف ہو گیا تو اس کا اور اگر قیمت کم ہو گئی تو اس کے تاوان کا ضامن ہوگا۔ اور اگر اس پر کچھ خرچ کرے گا تو مالک سے وصول کرنے کا حقدار نہ ہوگا۔ اور اگر اس کی قیمت میں اختلاف ہوا تو قسم یا بیّنہ کے ساتھ مالک کا قول مقدم ہوگا۔ اور اسے مستاجر پر قسم لوٹانے کا حق بھی ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاّد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اجرت مقرر کرکے قصر ابوہبیرہ تک جانے اور واپس آنے کے لئے ایک خچر کرایہ پر لیا۔ اور دراصل میں اپنے ایک مقروض کی تلاش میں نکلا۔ چنانچہ جب میں کوفہ کی پُل کے قریب پہنچا تو مجھے اطلاع ملی کہ میرا مطلوبہ شخص نیل (مصر) کی طرف چلا گیا ہے۔ چنانچہ میں نیل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور جب نیل پہنچا تو مجھے یہ خبر ملی کہ وہ تو بغداد چلا گیا ہے۔ چنانچہ

میں اس کے پیچھے ہولیا۔ یہاں تک کہ اسے ڈھونڈ نکالا۔ اور اس سے اپنا معاملہ نمٹانے کے بعد جب واپس (اپنے گھر) کوفہ پہنچا۔ اور اس طرح مجھے جانے اور آنے میں کل پندرہ دن لگ گئے تھے۔ تو میں نے خچر کے مالک کو اپنی مجبوری سے آگاہ کیا اور چاہا کہ (یہ زیادتی) اس سے حلال کراؤں۔ اور اسے راضی کروں۔ چنانچہ میں نے اسے (مزید) پندرہ درہم دینا چاہے۔ مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ (اور زیادہ کا تقاضا کیا)۔ بالآخر ہم ابو حنیفہ کو حکم بنانے پر رضامند ہو گئے۔ چنانچہ میں نے اور اس نے اسے تمام ماجرا سنایا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: تو نے خچر کو کیا کیا؟ میں نے کہا: اسے صحیح و سالم واپس کر دیا ہے۔ خچر کے مالک نے کہا: ہاں واپس کیا تو ہے مگر پندرہ دن کے بعد۔ ابوحنیفہ نے اس سے پوچھا: آخر تو چاہتا کیا ہے؟ اس نے کہا: میں اس سے اپنے خچر کا کرایہ چاہتا ہوں۔ آخر اس نے پورے پندرہ دن تک میرا خچر روکے رکھا ہے۔ اس پر ابوحنیفہ نے اس سے کہا: میں تو تیرا کوئی حق نہیں سمجھتا۔ کیونکہ اس نے قصر ابن ھبیرہ تک خچر کرایہ پر لیا تھا۔ لیکن اس نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔ اور وہ نیل اور وہاں سے بغداد چلا گیا۔ لہٰذا یہ خچر کی قیمت کا ضامن تھا۔ اور کرایہ ساقط ہو گیا۔ لیکن جب اس نے خچر صحیح و سالم واپس کر دیا اور تو نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ تو اب کرایہ دینا اس پر لازم نہیں ہے۔ ابو ولاّد کہتے ہیں کہ جب وہ ابوحنیفہ کی بزم سے باہر نکلے تو خچر کا مالک بار بار انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھتا تھا۔ اس پر مجھے ابوحنیفہ کے فتویٰ کی وجہ سے ترس آ گیا۔ اور اسے کچھ اجرت دے کر راضی کر لیا۔ اور اسی سال میں حج پر گیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ابوحنیفہ کے اس (انوکھے) فتویٰ کا تذکرہ کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس قسم کے فیصلوں کی وجہ سے آسمان بارش روک لیتا ہے۔ اور زمین اپنی برکت روک لیتی ہے۔ اس پر میں نے خدمت امامؑ میں عرض کیا کہ پھر آپؑ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ کوفہ سے نیل وہاں سے بغداد۔ اور بغداد سے کوفہ تک کا جس قدر کرایہ بنتا ہے اتنا کرایہ دینا تم پر لازم ہے۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ آخر میں نے کئی دو درہم صرف کر کے اس خچر کو چارہ کھلایا ہے۔ تو مجھے اس سے اس چارہ کی قیمت لینے کا تو حق ہے۔ فرمایا: نہیں۔ کیونکہ تم غاصب ہو۔ (کہ مالک کی اجازت کے بغیر خچر آگے لے گئے)۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ آپؑ کا کیا خیال ہے۔ اگر (اس اثناء میں) خچر ہلاک ہو جاتا تو کیا اس کی ادائیگی مجھ پر واجب نہ تھی؟ فرمایا: ہاں اس دن کی قیمت جس دن تو نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ اگر خچر کی کوئی ہڈی ٹوٹ جاتی، زخم لگ جاتا۔ یا کوئی اور نقص پڑ جاتا تو؟ فرمایا: جس دن واپس لوٹاتے اس دن صحیح اور عیب دار کی قیمت میں جو تفاوت ہوتا اس کی ادائیگی لازم ہوتی۔ میں نے عرض کیا کہ اس کا فیصلہ کون کرتا؟ (کہ تفاوت کس قدر ہے؟) فرمایا: تو اور مالک یا تو وہ (مالک) قیمت پر قسم کھائے گا۔ اور وہ تمہیں ادا

کرنا پڑے گی۔ اور اگر وہ قسم تم پر لوٹا دیتا اور تم قسم کھا لیتے۔ تو پھر تمہاری بیان کردہ قیمت اسے قبول کرنا پڑتی، یا پھر مالک گواہ پیش کرتا کہ جس دن تم نے خچر کرایہ پر لیا تھا اس دن اس کی قیمت اس قدر تھی۔ تو اس کی ادائیگی تم پر لازم ہو جاتی۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اسے چند درہم دیئے تھے۔ اور اس نے وہ لے کر مجھے حلال کر دیا تھا۔ امامؑ نے فرمایا: ابوحنیفہ کے جابرانہ اور ظالمانہ فتویٰ کی وجہ سے راضی ہوا تھا۔ (جس نے کہا تھا کہ اس کا کوئی حق ہی نہیں ہے)۔ لیکن تو میرے اس فتویٰ کے بعد مالک کے پاس جا اور اسے ساری حقیقت حال سے آگاہ کر (کہ تیرا بہت سا حق بنتا ہے) اگر وہ یہ سن کر تجھے معاف کر دے تب تیرے ذمہ کچھ نہیں ہے (ورنہ تو مشغول الذمہ رہے گا)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حسن صیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے گدھا کرایہ پر لیا تاکہ ایک خاص جگہ پر جائے۔ مگر وہ اسے اس سے آگے لے گیا؟ آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اس نے جس قدر تجاوز کیا اس کی اجرۃ المثل ادا کرے گا۔ اور اگر گدھا ہلاک ہو گیا تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

(اور اس قدر کا کرایہ بھی ادا کرے گا)۔ (التہذیب)

۳۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک خاص مقام پر جانے کے لئے گدھا کرایہ پر لیا۔ اور گدھا ہلاک ہو گیا تو؟ فرمایا: اگر شرط (مقررہ جگہ) سے تجاوز کرے تو ضامن ہوگا۔ اور اگر کسی ایسی وادی میں داخل ہو جس سے بچنے کا وثوق نہ ہو تب بھی ضامن ہوگا۔ اور اگر کنویں میں گر کر مر جائے تب بھی ضامن ہوگا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

جب کرایہ پر لینے والا کرایہ پر لی ہوئی چیز اپنے قبضہ میں لے لے اور اس قدر مدت گزر جائے کہ جس میں وہ استفادہ کر سکتا تھا (مگر نہ کرے) تو اس پر اجرت لازم ہو جائے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی سے کچھ زمین مستاجری پر لی۔ اور یوں کہا کہ تو مجھے یہ زمین مستاجری پر دے دے۔ میں اس میں کچھ کاشت کروں یا نہ کروں۔ تجھے بہرحال اس قدر اجرت دوں گا۔

چنانچہ اس کے بعد اس شخص نے اس میں کچھ کاشت نہ کیا؟ فرمایا: مالک اپنا مال (اجرت) لے سکتا ہے۔ چاہے تو ترک کرے اور چاہے تو ترک نہ کرے۔ (الفقیہ)

باب ۱۹

مستاجری پر کوئی چیز لینے والا اس چیز کو خود موجر (مالک) اور دوسروں کو اجرت پر دے سکتا ہے مگر یہ کہ اس سے شرط مقرر کی جائے کہ وہ بذاتِ خود اس سے استفادہ کرے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک ہزار درہم کے عوض زمین مستاجری پر لی۔ اور پھر اس میں سے کچھ حصہ دوسو درہم پر آگے مستاجری پر دے دیا۔ پھر مالک زمین نے اس سے کہا: میں خود تیرے ساتھ شامل ہوتا ہوں، خرچہ اکٹھے کرتے ہیں۔ اس طرح جو کچھ نفع ہوگا وہ تیرے اور میرے درمیان برابر برابر ہوگا۔؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے)۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ از مزارعہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں اپنے اطلاق کے ساتھ دلالت کرنے والی) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

چکی، مکان اور مزدور کا اس مزدوری سے جو مستاجر نے ادا کی ہے۔ آگے اس سے زیادہ اجرت پر دینا جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اس نے اس چیز میں کچھ اضافہ کیا ہو یا کچھ تاوان ادا کیا ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں کہ صرف چکی کرایہ پر لوں اور پھر اسے اس سے زیادہ اجرت پر دوں مگر یہ کہ میں اس میں کچھ اضافہ کروں یا تاوان ادا کروں۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالربیع شامی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص دیہاتیوں سے کچھ زمین پٹہ پر لیتا ہے اور اسے آگے زیادہ اجرت پر دیتا ہے۔ اور اس میں سے حاکم کا حصہ خود ادا کرتا ہے۔ تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ زمین کا معاملہ مزدور اور مکان کی مانند نہیں ہے۔ کیونکہ مزدور اور مکان کی اجرت میں اضافہ حرام ہے۔ (کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس سابقہ روایت میں بروایت حسن بن محبوب اس قدر اضافہ کیا ہے۔ فرمایا: اگر کوئی شخص درہم میں مکان کرایہ پر ہے اور اس کی دو تہائی میں خود رہائش رکھتا ہے اور اس کی ایک تہائی دس درہم پر کرایہ پر دے دیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن جس اجرت پر لیا ہے اس سے زیادہ پر بہر حال نہ دے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۲۱ و ۲۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

جو شخص زمین متاجری پر لے اس کے لئے جائز ہے کہ آگے اس سے زیادہ اجرت پر دے جبکہ یہ زیادتی اس کی اجرت کی قسم سے نہ ہو۔ یا اس میں کچھ اضافہ کرے جو اس زیادتی کا مقابل قرار پاسکے اگرچہ کم ہی ہو۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک تہائی یا چوتھائی بٹائی پر زمین متاجری پر لیتا ہوں اور آگے نصف بٹائی پر دیتا ہوں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر عرض کیا کہ ایک ہزار درہم پر لیتا ہوں اور آگے دو ہزار درہم پر دیتا ہوں تو؟ فرمایا: یہ جائز نہیں ہے۔ عرض کیا: کیوں؟ فرمایا: یہ (سونا، چاندی) مضمون ہیں مگر وہ (نصف و ثلث پر بٹائی) مضمون نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم سونے یا چاندی کے عوض زمین پٹہ پر لو تو پھر اس سے زیادہ آگے پٹے پر نہ دو۔ اور اگر نصف اور ثلث کی بٹائی پر لی ہے۔ تو پھر آگے اس سے زیادہ پر دے سکتے ہو۔ کیونکہ سونا اور چاندی مضمون ہیں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ اسماعیل بن فضل ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص خراجی زمین حاکم سے مخصوص درہم یا مخصوص طعام کے عوض متاجری پر لیتا ہے۔ اور آگے بٹائی پر دے دیتا ہے اور مزارع سے یہ شرط مقرر کرتا ہے کہ وہ نصف یا اس سے کم و بیش کی بٹائی کرائے گا۔ اور اسے زمین سے کچھ اضافہ بھی ملے گا آیا ایسا کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ جبکہ وہ زمین میں کوئی نہر جاری کرے یا کوئی اور اس قسم کا کام کرے جو کاشتکاروں کے لئے مددگار ثابت ہو تو پھر اس کے لئے ایسا کرنا روا ہے! راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض

کیا کہ ایک شخص خراجی زمین مخصوص درہم یا مخصوص طعام کے عوض مستاجری پر لیتا ہے اور پھر آگے اسے ٹکڑے کر کے یا جریب کے حساب سے مخصوص عاریہ پر آگے دیتا ہے۔ اس طرح اسے اس اجرت سے زیادہ اجرت ملتی ہے۔ جو اس نے حاکم کو ادا کی تھی جبکہ اس نے (زمین پر) کچھ خرچ نہیں کیا۔ تو؟ یا یہ شخص اس زمین کو آگے اس شرط پر مستاجری پر دیتا ہے کہ بیج اور خرچہ یہ مہیا کرے گا۔ اس طرح اسے اصل معاوضہ سے زیادہ معاوضہ مل جاتا ہے۔ اور اصل زمین اسی کی رہے گی؟ فرمایا: جب تم مستأجری پر زمین لو۔ اور پھر اس میں کچھ رقم صرف کرو۔ یا اس میں کوئی مرمت (اصلاح) کرو۔ تو پھر مذکورہ بالا طریقہ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی مذکورہ بالا روایت کو روایت کیا ہے۔ اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے: فرمایا: جب کوئی ایک ہزار دینار دے کر زمین پٹہ پر لے۔ اور آگے اس میں سے کچھ پچانویں دینار پر پٹہ پر دے اور باقی کو خود آباد کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سونے یا چاندی (دینار و درہم) کے عوض پٹہ پر زمین لو۔ تو اس معاوضہ سے زیادہ پر آگے نہ دو۔ کیونکہ سونا اور چاندی مصمت ہیں یعنی ان میں اضافہ نہیں ہوتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ از مزارعت اور باب ۱۶ میں اور یہاں باب ۱۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

جو شخص کوئی مکان یا زمین یا کشتی مستأجری پر لے اور بعض حصہ میں سکونت رکھے یا بعض حصہ سے استفادہ کرے اور باقی کو تمام ادا کردہ کرایہ پر دے سکتا ہے۔ ہاں اس سے زیادہ پر نہیں دے سکتا۔ مگر جبکہ اس میں کچھ کام کرے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے سو دینار کے عوض کچھ زمین مستاجری پر لی۔ اب وہ آدھی زمین پچانوے دینار پر مستاجری پر دے دیتا ہے۔ اور باقی کو خود کاشت کرتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: آپؑ کے والد ماجدؑ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص کوئی مکان، زمین یا کشتی متاجری پر لے اور پھر اس سے زیادہ کرایہ پر دے سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اس میں کوئی اصلاح کرے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے پچاس یا اس سے کم و بیش درہم پر ایک چراگاہ خریدی (متاجری پر لی)۔ اب وہ چاہتا ہے کہ رقم لے کر کسی اور کو بھی اس میں شامل کرے تو؟ فرمایا: ادا کردہ رقم کی کچھ مقدار لے کر جسے چاہے شامل کرے اور اگر انچاس درہم لے کر کسی کو شریک کرے اور ایک درہم کے عوض اپنی بکریاں چرائے تو بھی جائز ہے۔ اور اگر یہ (دوسرا معاملہ) کرنے سے ایک دو ماہ پہلے اس چراگاہ میں اپنی بکریاں چرا بھی چکا ہو۔ تو اگر ان کو بتا کر معاملہ کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ اسے پورے درہم یا اس سے زیادہ پر فروخت کرنے (آگے متاجری پر دینے) کا کوئی حق نہیں ہے جبکہ ان کے ہمراہ اپنی بکریاں بھی چرائے مگر یہ کہ اس نے چراگاہ میں کوئی کام کیا، مثلاً کنواں کھودا ہو۔ یا نہر جاری کی ہو یا چراگاہ والوں کی رضامندی سے اس میں کچھ محنت کی ہو تو اس صورت میں اصل زر سے زیادہ پر فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے اس میں (اصلاحی) کام انجام دیا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں وارد شدہ لفظ بیع و شرا سے مراد اجارہ (پٹہ پر دینا) ہے۔ (اس کے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں) جیسا کہ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے سمجھا ہے۔ ورنہ مذکورہ بالا احکام بیع و شرا میں ثابت نہیں ہیں۔

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے دس روپے کرایہ پر مکان لیا۔ اور اس کے پاس ایک درزی یا کوئی (کاروباری) آدمی آیا اور کہا کہ میں اس مکان میں بیٹھ کر کام کرتا ہوں کرایہ نصفاً نصف ادا کریں گے اور جو مجھے نفع حاصل ہوگا وہ بھی ہمارا آدھا آدھا ہوگا۔ اس طرح اسے اصل اجرت سے نفع زیادہ حاصل ہوگیا تو آیا یہ اس کے لئے حلال ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔
(قرب الاسناد، بحار الانوار)

۵۔ نیز جناب علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص دو درہم دے کر کچھ زمین یا کشتی متاجری پر لیتا ہے اور اس میں کچھ ڈیڑھ درہم پر آگے کسی کو اجرت پر دے دیتا ہے اور باقی میں خود رہتا ہے۔ تو آیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۳

جو شخص (مخصوص مزدوری پر) کوئی کام لے اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ یہ کام کسی اور سے کم اجرت پر کرائے۔ مگر جب کہ اس نے کچھ کام کیا تھا۔ اور جس سے اجرت پر کوئی کام کرایا ہے۔ اس سے کمی کرنے کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کوئی کام اجرت پر لیتا ہے اور وہ (کم اجرت پر) کسی دوسرے شخص کے حوالہ کر دیتا ہے اور نفع کماتا ہے تو؟ فرمایا: نہ۔ مگر یہ کہ وہ اس میں کوئی کام کرے۔ (الفروع)

۲۔ علی بن میمون صائغ (سنار) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں ایک کام (اجرت پر) لیتا ہے جو ڈھالنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس میں کچھ نقش و نگار بھی ہیں (جو کوئی اور شخص کرتا ہے) تو میں نقاش سے اجرت طے کر لیتا ہوں مگر جب فہمید حساب کا وقت آتا ہے تو میں اس سے مقررہ اجرت میں کچھ کمی کرنے کا مطالبہ کرتا ہوں تو؟ فرمایا: آیا وہ اپنی خوشی سے کم کرتا ہے؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ (ثمالی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اجرت پر کوئی کام لیتا ہے اور وہ اس میں کچھ بھی کام نہیں کرتا۔ اور نفع پر دوسرے سے وہ کام کراتا ہے تو؟ (یہ جائز ہے؟) فرمایا: نہ۔ (التہذیب)

۴۔ مجمع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سینے کے لئے کپڑے لیتا ہوں اور آگے (مقررہ اجرت کے) دو تہائی پر اپنے غلاموں کو دے دیتا ہوں تو؟ فرمایا: آیا تو نے ان میں کچھ کام کیا ہے؟ عرض کیا: ہاں میں انہیں کاٹتا ہوں اور انہیں سینے کے لئے دھاگہ خرید کرتا ہوں؟ فرمایا: پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۵۔ علی صائغ (سنار) میں ایک کام (مخصوص اجرت پر) لیتا ہوں۔ اور دو ثلث (اجرت پر) اپنے غلاموں کے حوالے کر دیتا ہوں تو؟ فرمایا: ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ تم ان کے ساتھ کچھ کام کرو۔ راوی نے عرض کیا: میں اسے پگھلاتا ہوں۔ فرمایا: یہ بھی تو کام ہے لہٰذا پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۲۴

اگر اجارہ پر دی ہوئی چیز کو فروخت کر دیا جائے تو اس سے اجارہ باطل نہیں ہوتا۔ البتہ خریدار کو صورتِ حال بتانا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوھمام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے کسی کو اپنی زمین اجارہ پر دی ہوئی تھی۔ کہ پٹہ دار کے سامنے اس نے اس جائیداد کو فروخت کر دیا اور اس نے انکار نہیں کیا۔ بعد ازاں خریدار مر گیا۔ تو آیا وہ جائیداد (فوراً) اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ یا اجارہ کی مدت ختم ہونے تک مستاجر کے پاس رہے گی؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ مدتِ اجارہ ختم ہونے تک مستاجر کے قبضہ میں رہے گی۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حسین بن نعیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنا مکان ایک آدمی کو اس کی زندگی تک یا اس کی اور اس کی اولاد کی زندگی تک رہائش کے لئے دے دیا۔ آیا شرط کے مطابق وہ اس شخص یا اس کی اولاد کے لئے ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: اگر مالک کو ضرورت پیش آ جائے تو وہ اس مکان کو فروخت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: تو کیا اس کی فروختگی اس کے سکنی ہونے کو باطل کر دے گی؟ فرمایا: نہ۔ میں نے اپنے والد کو یونہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ وہ فرماتے تھے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ فروخت کرنا اجارہ اور سکنی کو باطل نہیں کرتا۔ ہاں البتہ اس شرط پر فروخت کرو۔ کہ جب تک سکنی (یا اجارہ) کی مدت ختم نہیں ہوگی تب تک خریدار اس کا مالک (قابض) نہیں بنے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ (خریدار) مستاجر کو اس مال (اجارہ) اور آبادکاری پر اس کا خرچہ، اسے دے دے (اور اپنے قبضہ میں لے لے) تو؟ فرمایا: اگر یہ اپنی خوشی سے کرے اور مستاجر بھی راضی ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے کئی مخصوص سالوں تک کسی کو زمین پٹہ پر دی۔ اور وہ سال ختم ہونے سے پہلے اگر مالک وہ زمین فروخت کرنا چاہے۔ تو پٹہ دار کو اسے روکنے کا حق ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ وہ اس شرط پر فروخت کر سکتا ہے۔ کہ پٹہ دار کو یقین دلائے کہ جب تک پٹہ کی مدت ختم نہیں ہوگی اس وقت تک وہ زمین اس کے قبضہ میں رہے گی۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۵

آیا اجارہ دینے یا اجارہ لینے والے کی موت سے اجارہ باطل ہو جاتا ہے یا نہ؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک عورت نے اپنی جائیداد اس طرح دس سال تک اجارہ پر دی کہ ہر سال کے اختتام پر اس کی قسط ادا کی جائے گی۔ اور وقت گزرنے سے پہلے کوئی اجرت ادا نہیں کی جائے گی۔ مگر وہ عورت تین سال مکمل ہونے یا اس سے پہلے یا اس کے بعد وفات پا گئی۔ آیا اس کے وارثوں پر اس مدت کا پورا کرنا واجب ہے یا عورت کے مرنے سے وہ اجارہ ختم ہو جائے گا؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ اگر اجارہ مخصوص وقت کے لئے تھا اور وہ وقت ہنوز نہیں آیا تھا کہ عورت وفات پا گئی تو وہ اجارہ اس کے وارثوں کا متصور ہوگا۔ اور اگر وہ پورا وقت نہیں آ پہنچا تھا۔ مگر اس کا ثلث یا نصف یا کچھ حصہ گزر گیا تھا۔ تو جس قدر گزر چکا اس کی اجرت اس کے وارثوں کو دی جائے گی۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت (مجمل ہونے کی وجہ سے) اجارہ کے بطلان میں صریح نہیں ہے۔ مگر جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کسی بھی فریق کے مرنے سے اجارہ کے بطلان کا فتویٰ دیا ہے۔ اور دلیل میں پورے فرقۂ حقہ کے اجماع اور ان کے اخبار و آثار کو پیش کیا ہے۔ اور کتاب الخلاف میں فرمایا ہے کہ جب کوئی کسی عورت کو اپنے بچہ کو دودھ پلانے کے لئے اجرت پر لائے۔ اور پھر تین (مرد، عورت یا بچہ) میں سے کوئی ایک مر جائے تو ان اخبار کے عموم سے تمسک کرتے ہوئے کہ "موت سے اجارہ باطل ہو جاتا ہے" اس اجارہ کے بطلان کا فتویٰ دیا ہے۔...... واللہ اعلم۔

باب ۲۶

زمین کا سونے اور چاندی (نقدی) کے عوض تو زراعت کے لئے اجارہ پر دینا جائز ہے۔ اور اس سے حاصل شدہ گندم اور جو وغیرہ یا عام (گندم و جو وغیرہ) کے عوض اجارہ پر دینے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کھجور، گندم، جو، پانی پلانے اور پانی کے عوض زمین اجارہ پر نہ دو۔ البتہ سونے اور چاندی یا (حاصل سے) نصف، ثلث اور ربع پر دو۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب المزارعۃ (نمبر ۱۵ و ۱۶) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۷

اگر ملاح سے طعام کی کمی پوری کرنے کی شرط مقرر کی جائے تو اس کا اور اگر طعام زیادہ برآمد ہو تو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب محمد ابن ادریس حلیؒ اپنی کتاب سرائر کے آخر میں موسیٰ بن بکر کی کتاب سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ملاح کو اجرت پر لیا۔ اور اس کی کشتی میں کچھ طعام (گندم وغیرہ) لادی۔ اور اس سے شرط کی کہ اگر اس میں کمی ہوئی تو وہ پوری کرے گا تو؟ فرمایا: اس صورتِ حال میں اگر کمی ہوئی تو اس پر لازم ہوگا کہ اسے پورا کرے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ زائد برآمد ہو تو؟ (وہ زیادتی کس کی ہوگی؟) فرمایا: کیا وہ (ملاح) اس کا دعویدار ہے (کہ یہ مال اس کا ہے)۔ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: پھر وہ تمہارا ہے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۶ از خیار، باب ۲۷ از احکامِ عقود میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو شرائط کے لزوم پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۸

حمام والا کپڑوں کا ضامن نہیں ہوتا۔ مگر یہ کہ اس کے پاس امانت رکھے جائیں اور وہ حفاظت میں کوتاہی کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کے پاس ایک حمام والے کو لایا گیا جس کے پاس کپڑے رکھے گئے تھے اور وہ ضائع ہو گئے تھے۔ مگر جناب امیر علیہ السلام نے اسے ضامن نہیں ٹھہرایا۔ اور فرمایا کہ وہ امین ہے۔ (جو بغیر کوتاہی کے ضائع شدہ مال کا ضامن نہیں ہوتا)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امیر علیہ السلام حمام والے کو ضامن قرار نہیں دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ وہ صرف حمام میں داخل (ہو کر نہانے) کی اجرت لیتا ہے (نہ کہ کپڑوں کی حفاظت کرنے کی)۔ (قرب الاسناد، کذا فی تہذیب الاحکام)

باب ۲۹

کاریگر جیسے غسّال، رنگساز، دھوبی، سنار، حکیم اور دلّال وغیرہ جب کسی کا مال خراب کر دیں تو وہ اس کے ضامن ہوتے ہیں اسی طرح جو مال ان کی کوتاہی سے ان کے ہاتھوں تلف ہو جائے (اس کے بھی ضامن ہیں) یا وہ کوتاہی کرنے میں متہم ہوں اور وہ قسم نہ کھائیں (تب بھی ضامن ہیں) اور اس صورت کا حکم جب وہ مال کسی اور کے حوالہ کریں؟ (اور وہ تلف ہو جائے)۔

(اس باب میں کل تیئس حدیثیں ہیں جن میں سے نو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ دھوبی کپڑا خراب کر دیتا ہے تو؟ فرمایا: ہر مزدور جسے کسی چیز کی اصلاح کے لئے مزدور بنایا جائے اور وہ الٹا اسے خراب کر دے تو وہ ضامن ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام دھوبی اور سنار کو لوگوں کے مال کی احتیاط (حفاظت) کی خاطر ضامن ٹھہراتے تھے۔ مگر میرے والد ماجدؑ اس پر مہربانی کر دیتے تھے جبکہ وہ امین ہوتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں نے دھوبی کو (دھونے کے لئے) کپڑا دیا۔ اس کا خیال ہے کہ اس کے سامان سے (صرف) وہی کپڑا چوری ہو گیا ہے تو؟ فرمایا: اس پر لازم ہے کہ اس بات پر گواہ پیش کرے کہ اس کے سامان سے صرف وہی کپڑا چوری ہو گیا ہے پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر اس کا سارا سامان چوری ہو جائے (جس میں یہ کپڑا بھی تھا) تو پھر اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے۔
(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام لوگوں کے مال پر احتیاط کرتے ہوئے رنگساز، دھوبی اور سنار کو ضامن قرار دیتے تھے لیکن ڈوب جانے، جل جانے یا کسی غالب آفت کی وجہ سے تلف ہو جانے پر ضامن نہیں ٹھہراتے تھے۔ (الفروع، الفقیہ، السرائر)

۵۔ کاہلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک دھوبی کو کپڑا (دھونے کیلئے) دیا جاتا ہے اور اس سے شرط کی جاتی ہے کہ فلاں وقت وہ یہ کپڑا میرے حوالے کر دے گا تو؟ فرمایا: جب وہ اس کی خلاف ورزی کرے یعنی خاص وقت پر کپڑا نہ دے اور پھر کپڑا ضائع ہو جائے تو وہ ضامن ہوگا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۶۔ اسمٰعیل بن ابوالصباح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک دھوبی کے متاع (کپڑا) حوالے کیا جاتا ہے۔ اور وہ اسے پھاڑ دیتا ہے یا جلا دیتا ہے تو آیا وہ اس کا تاوان ادا کرے گا؟ فرمایا: اس کے ہاتھوں کی جنایت کاری کا اس سے تاوان لو۔ (کتب اربعہ)

۷۔ یونس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا دھوبی اور سنار ضامن ہیں؟ (جبکہ امین ہوں؟) فرمایا: لوگوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے مگر یہ کہ وہ خود ضمانت دے دیں۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۸۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں یہ واقعہ پیش کیا گیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی کو اپنا دروازہ ٹھیک کرنے کے لئے مزدور بنایا۔ اور جب اس نے کیل لگایا۔ تو دروازہ پھٹ گیا؟ حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کو ضامن ٹھہرایا۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سنار، دھوبی اور جولاہا (مال کی تلفی کی صورت میں) ضامن نہیں ہیں۔ مگر یہ کہ وہ متہم ہوں۔ تو اس صورت میں وہ (تلفی پر) دو گواہ پیش کریں گے اور (گواہ نہ ہونے کی صورت میں) ان سے قسم کھلائی جائے گی۔ شاید اس طرح ان سے کچھ مال برآمد ہو جائے۔ نیز آپؑ نے اس شتربان کے بارے میں فرمایا: جسے کچھ سامان اٹھانے کے متعلق مزدور بنایا گیا اور اس نے وہ مال توڑ دیا۔ یا انڈیل دیا؟ فرمایا: اگر تو وہ امین ہے تو ضامن نہیں ہے اور اگر امین نہیں ہے تو پھر وہ ضامن ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۱۰۔ یعقوب بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اجرت لے کر لوگوں کا سامان فروخت کرتا ہے وہ ان کے مال کا ضامن بھی پڑتا ہے۔ تو؟ فرمایا: میں اسے اس لئے ناپسند کرتا ہوں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ جس قدر وہ لوگوں سے لیتا ہے اس سے زیادہ کا وہ اس پر تاوان نہ ڈال دیں۔ لیکن اگر وہ خوشی سے اس پر آمادہ ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۱۱۔ بکر بن حبیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک جبہ دھونے کے لئے دھوبی کو دیا اور وہ اس کے گمان کے مطابق کہیں ضائع ہو گیا تو؟ فرمایا: اگر تم اسے متہم سمجھتے ہو تو اس سے قسم لے لو۔ اور اگر اسے متہم نہیں جانتے تو پھر اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ محمد بن الحسن الصفار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے دھونے کے لئے دھوبی کو کپڑا دیا۔ اور اس نے کسی اور دھوبی کے حوالہ کر دیا۔

اور پھر وہ کپڑا تلف ہوگیا۔ تو آیا پہلے دھوبی پر اس کپڑے کی ضمانت لازم ہے اگرچہ امین بھی ہو؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ وہ ضامن ہے مگر یہ کہ قابل وثوق اور امین ہو۔ (التہذیب، الفقیہ)

۱۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام العصر و الزمان علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں جناب احمد بن اسحاق سے فرمایا: جبکہ اس نے شیعوں کے تحائف اور ہدایا کی کچھ تھیلیاں پیش کیں اور جب اس سے پہلی تھیلی خدمتِ امامؑ میں پیش کی۔ تو امامؑ نے فرمایا کہ یہ فلاں مومن کی تھیلی ہے۔ اور اس میں اتنی مقدار میں (دینار) ہیں اور اس میں تین دینار حرام کے ہیں اور ان کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس کے مالک نے ایک جولاھے کو سوا من روئی دی جو اس سے چوری ہوگئی اور جولاھے نے اسے بتایا بھی سہی مگر اس نے اسے جھٹلا کر اس سے ڈیڑھ من اپنی روئی سے بھی اعلیٰ روئی وصول کی۔ اور اس سے کپڑا بنوایا۔ جس کی قیمت کے یہ تین دینار ہیں۔ (اکمال الدین واتمام النعمۃ)

۱۴۔ کتاب المقنع میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام دھوبی اور سنار پر مہربانی فرماتے تھے۔ جبکہ وہ امین ہوتے تھے (یعنی اس صورت میں اگر ان سے مال تلف ہو جاتا تھا تو وہ اس کا ان سے تاوان نہیں لیتے تھے)۔ (المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

شتربان، قلی، کرایہ دار اور ملاح وغیرہ پر مال کی ضمانت اس وقت ثابت ہو جاتی ہے جبکہ وہ حفاظت میں کوتاہی کریں یا وہ اس سلسلہ میں متہم ہوں اور پھر قسم بھی نہ کھائیں۔ یا ہر حالت میں اس کے ضامن ہونے کی شرط عائد کی گئی ہو۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شتربان سے کرایہ پر اونٹ لیا گیا اور اس پر کچھ تیل لاد کر (اس شتربان کے ذریعہ) ایک مخصوص جگہ ارسال کیا گیا اور اس نے بیان کیا کہ ایک مشکیزہ پھٹ گیا اور اس میں جو تیل تھا وہ بہہ گیا۔ فرمایا: اگر وہ چاہے تو تیل لے سکتا ہے اور فرمایا: ہوسکتا ہے کہ وہ (مشکیزہ) پھٹ گیا ہو۔ مگر بیّنۂ عادلہ کے بغیر اس کی تصدیق نہیں کی جاسکتی۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ خالد بن الحجاج (الحجال ن د) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں کچھ طعام ملاح کے حوالہ کرتا ہوں اور جب واپس لیتا ہوں تو اس میں کچھ کمی ہوتی ہے تو؟ (اس سے لے سکتا

ہوں؟) فرمایا: اگر وہ امین ہے تو تم اسے ضامن نہیں ٹھہرا سکتے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ مسمع بن عبدالملک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: مزدور جو کام میں شریک ہوتا ہے وہ (نقصان کی صورت میں) ضامن ہے سوائے درندہ کے، غرق، جلنے کے یا چوری کے (کہ ان صورتوں میں وہ ضامن نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ جعفر بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے ایک شتربان کے ہاتھ کچھ سامان شام بھیجا۔ اور شتربان نے بیان کیا کہ کچھ سامان ضائع ہوگیا۔ میں نے یہ واقعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیان کیا۔ امامؑ نے فرمایا: آیا تم اس (شتربان) کو متہم سمجھتے ہو؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: پھر تم اسے ضامن قرار نہیں دے سکتے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عثمان بن زیاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم نے ایک قلی کو بوجھ اٹھانے کے لئے کرایہ پر لیا۔ مگر اس نے وہ بوجھ کسی اور پر لاد دیا۔ اور اس طرح وہ بوجھ ضائع ہوگیا تو؟ فرمایا: اسے ضامن قرار دو۔ اور اس سے اپنا مال وصول کرو۔ (التہذیب، الفقیہ)

۶۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: جب اونٹ بوجھ کے بھاری پن کی وجہ سے بیٹھ جائے (جس کی وجہ سے سامان کا ضیاع ہو جائے) تو شتربان ضامن ہوگا۔ (التہذیب)

۷۔ داؤد بن سرحان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کچھ سامان سر پر اٹھایا۔ اور کسی آدمی کو ٹکر ماری جس سے وہ آدمی مر گیا۔ یا اس کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا۔ فرمایا: وہ اس کا ضامن ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۸۔ حذیفہ بن منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اجرت لے کر کچھ سامان اٹھاتا ہے اور وہ سامان ضائع ہو جاتا ہے اور وہ اپنی خوشی سے اس کا تاوان ادا کرنے کے لئے تیار ہے آیا وہ اس شخص سے تاوان لے سکتے ہیں؟ فرمایا: آیا وہ شخص امین ہے؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: پھر وہ اس سے کچھ نہ لیں۔ (التہذیب)

۹۔ علی بن رئاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس مالک کے بارے میں جس نے اپنے غلام کو گدھے یا گھوڑے پر سوار کیا۔ اور اس نے کسی شخص کو روند ڈالا تو؟ فرمایا: تاوان اس کے

مالک پر ہوگا۔ (ایضاً)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس قلی کے بارے میں جو تیل اٹھا کر لے جا رہا تھا کہ اس نے دعویٰ کیا کہ تیل ضائع ہوگیا، بہہ گیا۔ یا ڈاکو ڈاکہ ڈال کر لے گئے۔ فرمایا: اگر تو اس بات پر بیّنہ عادلہ پیش کر دے کہ اس پر ڈاکہ پڑ گیا۔ یا مال تلف ہوگیا تو پھر تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ ورنہ اسے ضامن قرار دیا جائے گا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۲۹ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان ہو چکی ہیں۔

باب ۳۱

جو شخص کوئی ایسا مکان کرایہ پر لے جس کا ایک دروازہ کسی دوسرے ایسے گھر کی طرف ہو جس میں کوئی اجنبی عورت رہائش پذیر ہو اور وہ دروازہ بند کرنے پر راضی نہ ہو۔ تو اس شخص پر اجارہ فسخ کر کے وہاں سے منتقل ہو جانا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن طیار (الطیّان ن د) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ (منورہ) میں حاضر ہوا۔ اور کرایہ کے لئے مکان کی جستجو شروع کی۔ بالآخر مجھے ایک ایسا مکان کرایہ پر مل گیا جس میں دو کمرے تھے۔ ان کے درمیان دروازہ تھا۔ اور دوسرے کمرے میں ایک جوان عورت رہتی تھی۔ اس (عورت) نے مجھ سے پوچھا: تم یہ مکان کرایہ پر لینا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ مگر درمیان میں (کھلا) دروازہ ہے اور میں جوان آدمی ہوں۔ اس پر عورت نے کہا: (کوئی بات نہیں) میں درمیانہ دروازہ بند کر دوں گی۔ چنانچہ میں اپنا مال و متاع لے کر وہاں منتقل ہوگیا (مگر دروازہ کھلا تھا) میں نے اس سے کہا کہ (حسب الوعدہ) دروازہ بند کریں۔ اس نے کہا: اس سے تو ہوا لگتی ہے اسے کھلا رہنے دو۔ میں نے کہا: میں جوان۔ اور تو بھی جوان (لہٰذا خطرۂ شیطان)۔ تو دروازہ بند کر۔ اس پر اس نے مجھے کہا: تو اپنے کمرے میں رہ۔ (میں اپنے کمرے میں رہوں گی)۔ میں نہ تیرے پاس آؤں گی اور نہ ہی تیرے قریب بھٹکوں گی۔ خلاصہ یہ کہ اس نے دروازہ بند کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملا۔ اور یہ تمام صورت حال بیان کی۔ امامؑ نے (ماجرا سن کر) فرمایا: وہاں سے (کسی اور جگہ) منتقل ہو جاؤ۔ کیونکہ جب کوئی مرد اور عورت کسی گھر میں تنہا ہوتے ہیں تو پھر تیسرا شیطان ہوتا ہے (جو ان کو ورغلا کر مبتلائے گناہ کرتا ہے)۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (مقدماتِ نکاح باب ۹۹ میں) ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اجنبی

عورت کے ساتھ تنہائی میں اکٹھا ہونے کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۲

عین المال مستاجر کے ہاتھ میں امانت ہوتا ہے جب تک کوتاہی اور زیادتی نہ کرے وہ ضامن نہیں ہوتا۔ اور زمین کے اجارہ (مستاجری پر) دینے کا حکم جبکہ یہ شرط عائد کی جائے کہ درخت کا پھل مستاجر کا ہوگا۔ اور دودھ پلانے کے لئے عورت کو کرایہ پر لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب کوئی شخص گھوڑا گدھا کرایہ پر لے جائے (اور وہ تلف ہو جائے) تو وہ شخص اس کا ضامن نہیں ہے جب تک اس پر زیادتی نہ کرے اور اسے دھوکہ سے نہ مارے وہ ضامن نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے سابقہ روایت کو نقل کرنے کے بعد اس میں یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے۔ فرمایا: جو شخص بھی کوئی گھوڑا گدھا کرایہ پر لے جائے اور اسے کوئی بھیڑیا پکڑے اور اس کا کرش پھاڑ دے جس سے وہ ہلاک ہو جائے۔ تو وہ اس کا ضامن ہے مگر یہ کہ وہ (کرایہ پر لے جانے والا) شخص عادل مسلمان ہو (تب ضامن نہیں ہے)۔ (الفقیہ)

۳۔ جناب علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی آدمی سے گھوڑا گدھا کرایہ پر لے گیا اور کنویں میں گر گیا۔ اور (اس کا کوئی عضو) ٹوٹ گیا۔ تو اس پر کیا ہے؟ فرمایا: وہ ضامن ہے۔ اگر اس نے اسے نہیں باندھا۔ لیکن اگر وہ بیّنہ عادلہ پیش کر دے کہ اس نے اسے باندھا۔ (مگر پھر بھی وہ گر گیا) تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ (بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳ از مضاربہ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ زیادتی کرنے کی صورت میں آدمی ضامن ہوتا ہے اور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں باب المزارعہ (نمبر ۱۶، ۱۷، ۲۹، ۳۰ میں) گزر چکی ہیں اور تیسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس کے بعد باب النکاح کے ابواب رضاعت میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

مستاجری پر لی ہوئی زمین میں زراعت کرنے، درخت لگانے اور مکان بنانے کا حکم جبکہ مالک کی اجازت سے ایسا کیا جائے اور جبکہ اس کی اجازت کے بغیر کیا جائے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک ایسا مکان کرایہ پر لیا جس میں باغیچہ تھا۔ اس نے اس باغیچہ میں کچھ کاشت کر دیا اور اس میں ایک کھجور لگا دی اور کئی قسم کے اشجار اور میوہ جات کے درخت لگا دیئے۔ مگر صاحب مکان سے اجازت طلب نہیں کی۔ فرمایا: اس شخص پر مکان کا کرایہ تو بہر حال واجب ہے اور اگر کرایہ دار نے وہ زراعت اور درخت وغیرہ مالک کی اجازت سے لگائے ہیں تو مالک ان کی منصفانہ قیمت مقرر کرے گا اور لگانے والا اسے ادا کرے گا۔ اور اگر اجازت کے بغیر ایسا کیا ہے تو کرایہ یہ دے گا اور یہ کاشت اور درخت وغیرہ مالک کے متصور ہوں گے۔ اسے جب چاہے گا اکھاڑ پھینکے گا۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۲۔ عقبہ بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جس نے کسی شخص کی زمین میں اس کی اجازت کے بغیر کاشت کی۔ پس جب فصل بڑی ہو چکی۔ تو زمین کا مالک آ گیا اور اس نے کاشتکار سے کہا کہ تو نے چونکہ میری اجازت کے بغیر میری زمین کاشت کی ہے اس لئے یہ زراعت میری ہے۔ البتہ جو کچھ تو نے صرف کیا ہے وہ میرے ذمہ ہے آیا اس کو یہ حق ہے؟ فرمایا: زراعت کاشتکار کی ہے۔ البتہ زمین کا مالک اپنی زمین کا کرایہ (مستاجری) لے سکتا ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۳۔ عبدالعزیز بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص ناجائز طریقہ سے کسی زمین پر قبضہ کرے یا اس میں (مالک کی اجازت کے بغیر) کوئی عمارت کھڑی کرے تو اس کی عمارت اٹھا لی جائے گی۔ اور زمین اس کے مالک کے حوالے کر دی جائے گی۔ پھر فرمایا: ظالم کی جڑ کا کوئی حق نہیں ہے۔ پھر فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ناجائز طریقہ سے کسی کی زمین ہتھیائے گا تو محشر تک اس کی خاک اٹھائے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ و ۱۶ از مزارعت میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

کم ترین مدت کے عوض اکثر ترین اجرت اور اس کے برعکس اکثر ترین مدت کے عوض کمترین اجرت کا مقرر کرنا جائز ہے جبکہ نفع مختلف ہو اور پہلے شرط مقرر کی جائے۔ اور مستأجری پر دی جانے والی زمین کے خراج کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ادریس بن عبداللہ قمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام رضا علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں مجھے بتائیں کہ پن چکی کا اجارہ کس طرح جائز ہے؟ کیونکہ ہمارے ہاں کبھی پانی قطع ہو جاتا ہے اور بعض اوقات ہمیشہ جاری رہتا ہے؟ فرمایا: زیادہ تر اجارہ ان مہینوں میں قرار دو جن میں پانی قطع نہیں ہوتا۔ اور باقی ماندہ ان مہینوں میں قرار دو جن میں پانی قطع ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ایک درہم کے عوض ہو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۶ از خیار میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے شرط کے لازم ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور جو اپنے خصوص سے اس پر اور خراج کے حکم پر دلالت کرتی ہیں وہ باب المزارعہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۵

اس شخص کا حکم جو کسی آدمی کو دس قامت کنواں کھودنے کے لئے مزدور بنائے اور وہ ایک ہاتھ تک کھود کر عاجز ہو جائے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ کلی باسناد خود ابو شعیب المحاملی الرفاعی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو دس درہم کے عوض دس قامت کنواں کھودنے کے لئے مزدور بنایا۔ مگر وہ ایک قامت کھود کر عاجز ہو گیا تو؟ اسے دس درہم کے پچپن اجزاء میں سے ایک جزء دیا جائے گا۔ (الفروع والمقنع)

۲۔ دوسری روایت میں اس مذکورہ بالا اجمال کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے۔ فرمایا: دس درہم کو پچپن حصوں پر تقسیم کیا جائے گا۔ پہلی ایک قامت کے عوض ایک حصہ، دوسری قامت کے لئے دو حصے اور تیسری قامت کے لئے تین حصہ۔ علیٰ ھذا القیاس دسویں قامت تک (التہذیب، الفروع، التہذیب، النہایہ)

کتاب الوکالۃ

(اس سلسلہ میں کل آٹھ باب ہیں)

وکالت کی اہمیت وافادیت پر مختصر مگر جامع نوٹ از مترجم!

مخفی نہ رہے کہ شریعت اسلامیہ کے سہل اور فطری ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ اس میں ان کاموں کے اندر جن میں اصل مؤکل کے بغیر بھی کسی کام کا اصل مقصد پورا ہوسکتا ہے جیسے نکاح و طلاق' بیع وشرا اور مقدمات و معاہدات وغیرہ ان میں وکالت جائز ہے اور ان کاموں کی انجام دہی میں کسی شخص کو وکیل بنانا مباح ہے ہاں البتہ جہاں اصل مقصد اصل شخص یعنی مؤکل کے بغیر پورا نہ ہوسکتا ہو وہاں وکالت جائز نہیں ہے کیونکہ وہاں وکالت سے اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ جیسے نماز روزہ وغیرہ عبادات شرعیہ کیونکہ یہاں اصل مقصد بندہ کی بندگی اور اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں اپنے خشوع وخضوع کا اظہار ہے جو وکیل کے ذریعہ سے حاصل نہیں ہوسکتا اور یہی کیفیت قسم کھانے کی ہے کیونکہ قسم کھانے کا اصل مقصد قسم کھانے والے شخص کی صداقت وحقانیت کا اظہار ہے اور ظاہر ہے کہ کسی دوسرے کے قسمیں کھانے سے پہلے شخص کی صداقت ثابت نہیں ہوسکتی اور یہی کیفیت اختیاری حالات میں شہادت وگواہی دینے کی ہے۔ کما لا یخفی۔

﴿الی غیر ذالک من الموارد المختلفة التی یطلع علیها المتتبع الخبیر﴾

وکالت کے شرائط کا بیان

وکیل' مؤکل اور وکالت میں آٹھ شرطیں معتبر ہیں۔

۱۔ دونوں بالغ ہوں۔

۲۔ دونوں عاقل ہوں۔

۳۔ اپنے قصد و ارادہ سے کام کریں۔

۴۔ دونوں بااختیار ہوں لہٰذا جو شخص عرفاً یا شرعاً ممنوع التصرف ہے جیسے سفیہ، دیوانہ اور نابالغ بچہ وہ وکیل یا مؤکل نہیں ہوسکتا۔

۵۔ وکالت کسی شرط کے ساتھ مشروط نہ ہو بلکہ مطلق ہو۔

۶۔ وکیل عقلاً و شرعاً اس امر کی انجام دہی پر قدرت رکھتا ہو جس میں اسے وکیل بنایا جا رہا ہے۔

۷۔ اگر کام ایسا ہے جسے مسلمان کے سوا اور کوئی شخص انجام نہیں دے سکتا۔ جیسے قرآن کی فروخت یا مسلمان کو غلام بنانے کا کام تو اس صورت میں وکیل کا مسلمان ہونا۔

۸۔ جس کام میں وکیل بنایا جا رہا ہے اس کی تعیین کرنا ورنہ وکالت باطل متصور ہوگی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱

وکالت ایک جائز عقد ہے (لازم نہیں ہے) لہٰذا وکیل کو معزول کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب اور جابر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کسی آدمی کو کسی کام کی انجام دہی کے لئے وکیل بنائے۔ تو جب وہ اسے معزول کرنے کی اس طرح اطلاع نہ دے جس طرح اسے وکیل بنانے کی اطلاع دی تھی تب وہ ہمیشہ کے لئے اس کا وکیل سمجھا جائے گا۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (قبض مبیع باب ۵، عقد البیع باب ۹، آدابِ تجارہ باب ۳۰، باب ۱، از اجارہ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۳ میں اور غیر مسلمان کی وکالت کا جواز باب ۲۶ از ذبائح میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

اگر وکیل کو بالمشافہ یا کسی قابل وثوق آدمی کے ذریعہ معزولی کی اطلاع ملے بغیر نکاح وغیرہ امور میں کوئی تصرف کرے تو وہ نافذ ہوگا۔ اور اگر مؤکل اطلاع یابی کا دعویٰ کرے اور وکیل اس کا انکار کرے اور کوئی گواہ نہ ہو تو قسم کے ساتھ وکیل کا قول مقدم ہوگا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی آدمی کو کسی کام کی انجام دہی پر وکیل بنایا۔ اور اس پر دو گواہ مقرر کیے۔ چنانچہ جب وہ وکیل اس کام کی انجام دہی کے لئے چلا گیا۔ تو اس شخص نے (انہی گواہوں سے) کہا کہ تم گواہ رہنا کہ میں نے اس آدمی کو وکالت سے معزول کر دیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا: اگر (معزولی کی اطلاع سے پہلے)۔ وکیل نے وہ کام انجام دے دیا ہے تو مؤکل اسے پسند کرے یا نہ وہ نافذ متصور ہوگا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر اسے اپنی معزولی کا علم نہ ہو۔ اور وہ وہ کام انجام دے تو؟ فرمایا: وہ نافذ ہوگا۔ پھر عرض کیا: اور اگر اسے معزولی کی اطلاع مل جائے اور پھر بھی وہ یہ کام انجام دے تو؟ فرمایا: وہ نافذ نہ ہوگا۔ پھر فرمایا: جب کسی شخص کو وکیل بنایا جائے اور وہ وہاں سے وہ کام کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ تو اس کا کام اس وقت تک نافذ العمل ہوگا جب تک اسے کسی قابل وثوق آدمی کے ذریعہ یا بالمشافہ اپنی معزولی کی اطلاع نہ مل جائے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ علا بن سیابہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت نے ایک مرد کو اپنا وکیل بنایا۔ وہ اس کا عقد نکاح ایک مرد سے کر دے۔ اور اس نے یہ وکالت قبول بھی کر لی۔ اور اس عورت نے اس پر گواہ بھی مقرر کئے۔ لیکن جب اس شخص نے اس عورت کا نکاح کر دیا۔ تو عورت نے دعویٰ کر دیا کہ اس نے اسے وکالت سے معزول کر دیا تھا اور اس برطرفی پر دو گواہ بھی پیش کر دیئے تو؟ فرمایا: تمہارے علاقہ کے (غیر مذہب کے) لوگ کیا کہتے ہیں؟ راوی نے عرض کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ دیکھا جائے گا کہ عورت نے اسے معزول پہلے کیا۔ یا اس نے شرائط کے مطابق نکاح پہلے پڑھایا۔ پس اگر اس نے پہلے معزول کر دیا تھا اور اس نے نکاح بعد میں پڑھایا تو نکاح باطل ہوگا۔ اور اگر وکیل نے نکاح شرائط مقررہ کے مطابق پہلے پڑھایا تھا اور اس نے اسے معزول بعد میں کیا۔ تو نکاح درست ہوگا۔ امامؑ نے فرمایا: کیا یہ لوگ اسے وکالت سے معزول کر رہے ہیں۔ بغیر اس کے کہ وہ عورت اسے معزولی کی (باضابطہ) اطلاع دے! راوی نے عرض کیا کہ ہاں وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ جلوت میں (لوگوں کے روبرو) اگر کسی کو وکیل بنائے اور پھر خلوت میں کہہ دے گواہ رہنا کہ میں نے اسے معزول کر دیا۔ تو وہ بغیر اطلاع بھی معزول ہو جائے گا۔ اور وہ اس سلسلہ میں نکاح کی وکالت اور دوسری وکالت میں فرق کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ نکاح میں تو بغیر اطلاع بھی معزول ہو جائے گا اور اس کا پڑھایا ہوا نکاح وغیرہ بھی باطل متصور ہوگا۔ لیکن نکاح کے علاوہ اگر وہ کسی امر میں وکیل تھا تو پھر اطلاع کے بغیر معزول نہیں ہوگا۔ اور اس فرق کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ مال کا معاوضہ تو ہو سکتا ہے مگر نکاح کا معاوضہ نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اس سے اولاد ہو جائے۔ یہ بیان سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ یہ کس قدر جائرانہ فیصلہ ہے۔ فرمایا: حالانکہ نکاح کے معاملہ میں زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے کیونکہ یہ فرج کا معاملہ ہے اور اس سے اولاد (اور نسل چلتی

ہے)........... (پھر یہ واقعہ سنایا) کہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک عورت اپنے بھائی کے خلاف شکایت کرتے ہوئے حاضر ہوئی اور کہا: یا امیر المومنینؑ! میں نے اس کو اپنا وکیل بنایا کہ ایک شخص سے میری شادی کرادے۔ اور اس پر گواہ بھی مقرر کیے۔ (اور وہ چلا گیا) مگر میں نے اسی وقت اسے معزول کر دیا۔ اور اس پر گواہ بھی مقرر کر دیئے۔ چنانچہ اس عورت نے دو گواہ پیش بھی کر دیئے۔ (جب جناب امیر علیہ السلام نے اس کے بھائی سے پوچھا تو) بھائی نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! اس نے مجھے نکاح کرنے کا وکیل بنایا اور میں نے اس کے کہنے کے مطابق پڑھا دیا۔ اس نے مجھے معزولی کی کوئی اطلاع نہیں دی۔ جناب امیر علیہ السلام نے عورت سے پوچھا: تو کیا کہتی ہے؟ اس نے کہا: یا امیر المومنینؑ! میں نے اسے معزولی کی اطلاع دے دی تھی! جنابؑ نے فرمایا: آیا تیرے پاس اس بات کے گواہ ہیں کہ تو نے اسے معزولی کی اطلاع دی تھی؟ عورت نے کہا: یہ گواہ موجود ہیں! جنابؑ نے ان سے پوچھا: تم کس طرح گواہی دیتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس عورت نے ہمیں گواہ کر کے کہا کہ گواہ رہنا کہ میں نے بھائی کو وکالت سے معزول کر دیا ہے۔ اور میں خود اپنے معاملہ کی مالک ہوں! جنابؑ نے فرمایا: جب اس نے تمہیں گواہ بنا کر بھائی کو معزول کیا تھا تو کیا وہ (وکیل) وہاں موجود تھا یا اسے اس کا علم ہو گیا تھا؟ گواہوں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: تم گواہی دیتے ہو کہ اس عورت نے جس طرح بھائی کو وکیل بنایا تھا اسی طرح اسے معزولی کی اطلاع دی تھی؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس پر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: وکالت باقی ہے۔ نکاح واقع ہو گیا ہے۔ شوہر کہاں ہے؟ شوہر نے کہا: میں حاضر ہوں! فرمایا: اس عورت کا ہاتھ پکڑ کر لے جا۔ خدا تمہیں اس میں برکت دے۔ اس عورت نے کہا: یا امیر المومنینؑ! میرے بھائی سے قسم لو۔ کہ کیا میرا نکاح کرنے سے پہلے اسے اپنی معزولی کا علم نہیں ہو چکا تھا؟ جناب امیر علیہ السلام نے اس سے پوچھا: کیا تو حلف اٹھائے گا؟ اس نے عرض کیا: ہاں! چنانچہ اس نے حلف اٹھا لیا۔ پس جناب امیر علیہ السلام نے اس کی وکالت کو باقی رکھا اور نکاح کو نافذ کر دیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۰ از مزار، اور یہاں باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ میں اور باب النکاح نمبر ۱۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

طلاق میں وکالت جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ہلال رازی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو اپنی زوجہ کو جبکہ وہ حیض سے پاک ہوگئی تھی طلاق دینے کے لئے وکیل بنایا۔ اور جب وہ شخص چلا گیا تو اس نے گواہ مقرر کرکے اسے وکالت سے معزول کر دیا تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اسے چاہیئے کہ اپنی اہلیہ کو اور وکیل کو اس (معزولی) کی اطلاع دے۔

(الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الطلاق (نمبر ۴۹ از مقدماتِ طلاق) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ علاوہ بریں وکالت والی حدیثوں میں عموم پایا جاتا ہے۔ (لہٰذا کسی چیز میں کسی دوسرے شخص کو وکیل بنایا جاسکتا ہے)۔ (مالم یمنع مانع شرعی او عقلی کما لا یخفیٰ)۔

باب ۴

جو شخص وکالت کا دعویٰ کر کے کسی شخص کا کسی عورت سے نکاح پڑھائے مگر مؤکل اس کا انکار کر دے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن حنظلہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ تم جاؤ۔ اور میرے لئے فلاں عورت کی منگنی کرو۔ اور وہ جو کچھ حق مہر یا دیگر کسی چیز کا مطالبہ کرے یا جو شرط مقرر کرے۔ تو اسے میری طرف سے رضامندی سمجھ کر قبول کر لو۔ میرے لئے وہ لازم الاداء ہوگی۔ مگر اس بات پر کسی کو گواہ نہ بنایا۔ چنانچہ وہ شخص چلا گیا۔ اور جا کر رشتہ طلب کیا۔ اور عورت والوں نے جو کچھ حق مہر وغیرہ کا مطالبہ کیا اس نے اپنے مؤکل کی طرف سے ادا کر دیا۔ جب وہ شخص سب کچھ کر کے واپس آیا۔ تو اس (مؤکل) نے تمام ماجرا کا انکار کر دیا۔ (کہ میں نے تمہیں وکیل بنایا ہی نہیں ہے)۔ فرمایا: وہ شخص اس عورت کا نصف حق مہر اپنی گرہ سے ادا کرے گا۔ کیونکہ اسی نے اس کا حق ضائع کیا۔ چونکہ اس وکالت کا کوئی گواہ نہیں ہے لہٰذا (ظاہری شریعت کے مطابق) وہ عورت دوسری جگہ عقد نکاح کر سکتی ہے۔ مگر پہلے شخص (مؤکل) پر بینہ و بین اللہ واجب ہے کہ (اگر اس نے واقعاً اس شخص کو نکاح کا وکیل بنایا تھا تو) صیغۂ طلاق جاری کر کے عورت کو فارغ کر دے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَاِمْسَاكٌ م بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ م بِاِحْسَانٍ﴾ (یا تو نیکی کے ساتھ عورت کو روک لیا جائے یا بھلائی کے ساتھ رخصت کر دیا جائے)۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو بینہ و بین اللہ گنہگار ہوگا۔ (کہ اس کی بیوی دوسرے کی آغوش میں ہوگی)۔ مگر اسلام کے ظاہری حکم کے مطابق عورت کیلئے عقد ثانی مباح ہوگا۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد کتاب النکاح (باب ۲۶ از مقدماتِ نکاح میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جب کسی عورت کا وکیل کسی شخص سے اس کی تزویج کر دے مگر اس میں کوئی (قابلِ فسخ) عیب نکل آئے تو شوہر وہ حق مہر عورت سے واپس لے سکے گا۔ اور وکیل پر کچھ نہیں ہوگا۔ جبکہ اسے اس عیب کا کوئی علم نہ ہو۔ اور وکیل تفریط کے بغیر مال کا ضامن نہ ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ایک عورت نے کسی رشتہ داری یا پڑوس کی وجہ سے ایک شخص کو اپنی شادی کا وکیل بنایا، اور اس میں جو عیب تھا وہ دھوکہ دہی سے نہیں بتایا۔ (اور اس نے کسی شخص سے اس کی شادی کر دی اور بعد میں وہ عیب ظاہر ہوا تو؟) امام علیہ السلام نے فرمایا: اس عورت سے زرِ مہر لے لی جائے گی۔ اور شادی کرانے والے (وکیل) پر کچھ نہیں ہوگا۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم (کہ تفریط کی صورت میں ضامن ہوگا) پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۹ از احکام عقود میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ از عیوب و تدلیس میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

جب کوئی عورت کسی شخص کو اپنا وکیل بنائے کہ اس کی شادی کسی شخص سے کر دے مگر وہ اس کی شادی اپنے سے کر دے تو اگر عورت راضی نہ ہو تو یہ شادی باطل ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے ایک شخص کو اپنا متولی (وکیل) بنایا کہ تو فلاں شخص سے میرا عقد وازدواج کر دے! اس شخص نے کہا: میں تیری شادی اس شرط پر کروں گا کہ تو گواہوں کے سامنے کہہ کہ تیرا معاملہ میرے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ اس عورت نے ایسا کیا۔ پھر اس (عیار) نے اس شخص سے کہا جو اس عورت کا رشتہ

چاہتا تھا۔ تجھ پر اس قدر (حق مہر) ہے! اس نے قبول کیا۔ اس کے بعد اس شخص نے حاضرین سے کہا کہ میں اسی قدر حق مہر پر اس عورت کا نکاح اپنے ساتھ کرتا ہوں۔ یہ ماجرا دیکھ کر عورت بولی: میں تم سے ہرگز شادی نہیں کروں گی۔ میرا معاملہ میرے اپنے ہاتھ میں ہے۔ میں نے تمہیں صرف خود بات کرنے سے حیاء کی وجہ سے وکیل بنایا تھا۔ (مگر تم نے اس کا غلط استعمال کیا؟)۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: عورت اس مرد کے چنگل سے چھڑا لی جائے اور اس (مکار) کو سر عام پیٹا جائے (تاکہ پھر ایسی حرکت کا ارتکاب نہ کرے)۔ (الفقیہ، التہذیب)

باب ۷

اس باپ کا حکم جو اپنی بیٹی کا حق مہر وصول کرے؟ اور یہ کہ جو شخص اپنی صغیرۃ السن بیٹی کا عقد نکاح کر دے اور دخول سے پہلے اسے طلاق مل جائے۔ تو اسے کچھ حق مہر معاف کرنے کا حق ہے اور یہی حکم وکیل کا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیٹی کے خاوند سے حق مہر وصول کر لیا۔ (اور بیٹی کو نہیں دیا) اور پھر مر گیا۔ آیا وہ لڑکی اپنے خاوند سے اپنے حق مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے؟ یا اس کے باپ کا وصول کرنا۔ خود اس کا وصول کرنا متصور ہوگا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر لڑکی نے اپنے باپ کو حق مہر وصول کرنے کا وکیل بنایا تھا تو پھر مطالبہ نہیں کر سکتی۔ اور اگر نہیں بنایا تھا (اور اس نے از خود وصول کیا) تو پھر (خاوند سے) مطالبہ کر سکتی ہے۔ اور خاوند اس لڑکی کے والد کے وارثوں سے اس زر کا مطالبہ کرے گا۔ مگر یہ کہ وہ لڑکی اس وقت چھوٹی ہونے کی وجہ سے باپ کے پاس رہتی ہو۔ تو پھر اس کے والد کو اس کا حق مہر وصول کرنے کا شرعاً حق حاصل ہے (لہٰذا اس صورت میں لڑکی شوہر سے مطالبہ نہیں کر سکے گی) جیسا کہ اگر اس صغیرۃ السن بیٹی کو دخول سے پہلے طلاق مل جائے۔ تو اس کے باپ کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ اس کے حق مہر سے (جو پہلے ہی آدھا ہے) کچھ وصول کرے اور کچھ معاف کر دے۔ مگر اسے تمام معاف کرنے کا حق نہیں ہے۔ اور یہی مطلب ہے خدا کے اس فرمان کا کہ ﴿اَنْ یَّعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ﴾ (یعنی حق مہر واجب الاداء ہے مگر یہ کہ عورتیں معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے) یعنی والد۔ یا جسے عورت اپنا وکیل اور نمائندہ بنائے خواہ اس کا بھائی ہو۔ یا کوئی اور رشتہ دار۔ یا کوئی غیر۔ (الفقیہ، التہذیب)

باب ۸

وکیل کے لئے خیانت کرنا اور (مؤکل کا حق) ضائع کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مرازم اور وہ اپنے والد یا چچا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اس وقت حاضر تھا۔ جب وہ اپنے وکیل کا محاسبہ کر رہے تھے اور وکیل بار بار یہ کہہ رہا تھا کہ خدا کی قسم میں نے خیانت نہیں کی۔ خدا کی قسم میں نے خیانت نہیں کی۔ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: او فلاں۔ تیرا خیانت کرنا یا میرے مال کو تلف کرنا برابر ہے۔ مگر یہ کہ خیانت کاری کا وزر و وبال تجھ پر ہوگا۔ پھر فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی اپنی روزی سے اس طرح بھاگے جس طرح موت سے بھاگتا ہے تو جس طرح موت اسے ڈھونڈ نکالتی ہے۔ اسی طرح اس کی روزی بھی اسے مل کر رہے گی۔ اور جو شخص خیانت کرتا ہے اس کی اسی قدر (حلال) روزی روک لی جاتی ہے۔ اور (مزید برآں) اس کا وزر و وبال اس کی گردن پر ہوتا ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ از ودیعہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب الوقوف والصدقات

وقف اور صدقہ کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل سترہ (۱۷) باب ہیں)

باب ۱
وقف کرنا اور صدقہ دینا مستحب ہیں۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہے جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزوں کے سوا مرنے کے بعد کسی چیز کا ثواب آدمی کو نہیں ملتا۔ (۱) وہ صدقہ جاریہ جسے وہ اپنی زندگی میں جاری کر گیا ہو۔ اس کا ثواب اس کی موت کے بعد اسے برابر ملتا رہے گا۔ (۲) کوئی اچھی سنت قائم کر گیا جس پر اس کی موت کے بعد بھی عمل درآمد ہوتا رہے۔ (۳) یا نیک اولاد چھوڑ گیا ہو جو اس کے لئے دعائے خیر کرے۔ (الفروع، التہذیب، امالی شیخ صدوق)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آدمی کی موت کے بعد کس چیز کا ثواب اسے ملتا ہے؟ فرمایا: (ایک) وہ اچھا طریقہ جسے وہ رائج کر جائے۔ اور اس کی موت کے بعد

بھی اس پر عمل کیا جائے۔ تو خدا اسے اس پر عمل کرنے والوں کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔ بغیر اس کے کہ ان کے اجر وثواب میں کوئی کمی واقع ہو۔ (دوسرا) وہ صدقۂ جاریہ جو اس کے بعد بھی جاری رہے (جس کی وضاحت دوسری حدیث میں، قرآن جسے چھوڑ جائے، درخت جسے لگا جائے، کنواں جسے کھود جائے سے کی گئی ہے)۔ (تیسرا) پاکیزہ کردار بیٹا جو اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کے لئے دعا کرے، ان کی طرف سے حج کرے، صدقہ دے، غلام آزاد کرے اور ان کی طرف سے نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔ (یہ گفتگو چونکہ حج کے دوران ہو رہی تھی) راوی نے عرض کیا: کیا میں اپنی اس حج میں ان (والدین) کو شریک کرلوں؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

۳۔ حلبی اور محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے صدقہ (جاریہ) کے بارے میں سوال کیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ان کا صدقہ صرف بنی ہاشم اور بنی المطلب کے لئے تھا۔ (الفروع)

۴۔ ابراہیم بن ابی یحییٰ مدنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت وہی ہے جس کا مکاتبہ سلمانؓ (محمدی) نے کیا تھا۔ اور وہ خداوند عالم نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور فئے عطا فرمائی۔ اور جناب نے وہ جناب سیدہؑ کو عطا فرمادی۔ پس وہ جگہ بھی جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے صدقات میں شامل ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مہران بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ سات سال تک موسم حج میں ان پر نوحہ (وبکا) کیا جائے (اور حکومت وقت نے ان پر جو مظالم ڈھائے ہیں ان سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے)۔ اور اس مقصد کے لئے امامؑ نے کچھ مال وقف کیا تھا (مخصوص کیا تھا) جسے ہر سال صرف کیا جائے۔

(التہذیب والفقیہ)

۶۔ شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالخالق بن عبد ربہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ بہترین چیز جسے آدمی اپنے بعد چھوڑ جائے، وہ تین ہیں: (۱) نیکوکار بیٹا۔ جو اس کے لئے طلب مغفرت کرے۔ (۲) وہ بہترین طریقہ کار جس کی اقتداء کی جائے۔ (۳) وہ صدقہ جو اس کے بعد بھی جاری رہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۰ از احتضار، باب ۱۶ از امر بالمعروف اور ابواب الصدقات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں بالخصوص باب ۱۰ میں) بیان کی

جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

وقف کنندہ کی شرط پر عمل کرنا واجب ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی تغییر وتبدل کرنا جائز نہیں ہے اور مسجد پر وقف کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الحسن الصفار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے وقف اور جو کچھ اس کے بارے میں مروی ہے سوال کیا؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: وقف اپنے واقف کی منشاء کے مطابق ہوتے ہیں انشاء اللہ۔ (الفقیہ، التہذیب، کذا فی الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۷ و ۱۰ میں) بیان کی جائیگی اور دوسرے حکم (وقف علی المساجد) پر دلالت کرنے والی عمومی حدیثیں پہلے یہاں (باب ۱ میں) اور خصوصی احکام مساجد (باب ۶۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳

وقف کی شرط یہ ہے کہ واقف اس چیز کو اپنی ذات سے خارج کرے۔ لہٰذا اپنی ذات پر وقف کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی وقف کردہ چیز سے وہ کچھ کھا سکتا ہے۔ ہاں وقف (کرنے سے پہلے) کچھ مقدار اپنے لئے مستثنیٰ کر سکتا ہے اور یہی حکم صدقہ کا ہے لہٰذا جب کوئی گھر صدقہ کر دے تو اس میں سکونت نہیں رکھ سکتا۔ مگر اس کی اجازت سے جس پر صدقہ کیا ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن سلیمان بن رشید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (یعنی حضرت امام علی رضا علیہ السلام) کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس کا مضمون یہ تھا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میری کوئی اولاد (وارث) نہیں ہے اور میرے پاس خاصی) جائیداد ہے۔ کچھ والد سے وراثت میں ملی تھی ار کچھ میں نے خود بنائی۔ اور کسی وقت بھی کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے لہٰذا جب اولاد نہیں ہے تو آپؑ میرے لئے کیا مناسب سمجھتے ہیں۔ کیا اپنے فقیر اور کمزور (ایمانی) بھائیوں کے لئے وقف کر جاؤں۔ یا اسے فروخت کر کے اپنے حین حیات میں اس کی رقم ان لوگوں پر صدقہ کر جاؤں؟ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ شاید میرے بعد وقف پر صحیح عمل درآمد نہ ہو سکے۔ اور اگر (جائیداد) وقف کر دوں تو کیا میں اپنے حین حیات میں اس سے کھا

سکتا ہوں! یا نہ؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: (تمہارا مکتوب ملا)۔ (جائیداد کے بارے میں) اس کے مندرجات سے آگاہی ہوئی۔ اگر اسے وقف کر دو۔ تو پھر تم اس میں سے نہیں کھا سکتے۔ اور اگر کھاؤ گے تو وقف نافذ نہیں ہوگا۔ اور اگر تمہارا کوئی وارث نہیں ہے تو پھر فروخت کر کے اس کی کچھ رقم اپنی زندگی میں بطور صدقہ دے دو۔ اور اگر صدقہ کرو (وقف کرو) تو پھر اپنی قوت (لایموت) کے لئے کچھ حصہ باقی رکھ لو جیسا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے کیا تھا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالجارود سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کوئی چیز وقف کر دے تو پھر اسے خرید نہیں سکتا۔ اور اگر کوئی مکان اپنے رشتہ داروں کے لئے وقف کر دے تو اگر چاہے تو ان کے ہمراہ اس میں سکونت رکھ سکتا ہے، اور اگر خادم اپنے رشتہ داروں کے لئے وقف کر دے تو اس سے خود بھی خدمت کرا سکتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (سکونت رکھنے اور خدمت لینے کا) جواز اس بات پر محمول ہے کہ وہ لوگ اجازت دیں جن پر مکان اور خادم وقف کیا گیا ہے۔

۳۔ اسماعیل بن الفضل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی زندگی میں اپنا کچھ مال ہر کارِ خیر کے لئے راہ خدا میں وقف کیا۔ مگر ساتھ ہی یہ کہا کہ اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں سب سے زیادہ اس کا حقدار ہوں الغرض اس نے اس مال کو للہ وقف تو کیا مگر اپنی زندگی میں اپنے لئے رکھا۔ تو کیا یہ اس کے لئے روا ہے؟ اور اگر مر جائے تو اس کا وہ مال وقف سمجھا جائے گا۔ یا ورثہ کو ملے گا؟ امامؑ نے فرمایا: بطورِ میراث اس کے وارثوں کو[1] ملے گا۔ (التہذیب)

۴۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوارؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنا وہ مکان وقف کر دیا جس میں خود سکونت پذیر ہے تو؟ فرمایا: اس وقت اسے اس مکان سے نکال دیا جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] بظاہر مطلب یہ ہے کہ یہ وقف سرے سے درست ہی نہیں ہے کیونکہ اس طرح مال موقوف کو اپنی ملکیت سے خارج نہیں کیا گیا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۴

وقف کے لازم ہونے کی شرط یہ ہے کہ جس پر وقف کیا جائے وہ یا اس کا ولی اسے اپنے قبضہ میں لے لے۔ اور اگر واقف قبضہ سے پہلے مر گیا تو وقف باطل ہو جائے گا۔ اور جو اپنے چھوٹے بچوں پر کچھ وقف کرے تو اس کا اپنا قبضہ کافی ہوگا۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی بالغ اولاد کے لئے کوئی چیز وقف کرے۔ اور وہ اس کی وفات تک اسے اپنے قبضہ میں نہ لیں تو وہ مال میراث متصور ہوگا (وقف باطل ہو جائے گا) اور اگر نابالغ اولاد پر وقف کرے تو یہ نافذ ہوگا۔ کیونکہ خود والد (جو کہ واقف بھی ہے) ان کا ولی و سرپرست ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ جمیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اپنی چھوٹی اولاد کیلئے کوئی چیز وقف کرتا ہے آیا وہ واپس لے سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ کیونکہ ہر صدقہ (وقف) خدا کے لئے ہوتا ہے (اور اس کے سوا اس کا اور کوئی مالک نہیں ہوتا)۔ (ایضاً)

۳۔ حکیم بن عتیبہ بیان کرتے ہیں: میرے والد نے ایک گھر مجھ پر وقف کر دیا۔ اس کے بعد اس کے ہاں کچھ اولاد پیدا ہوئی۔ اس لئے انہوں نے چاہا کہ وہ گھر مجھ سے واپس لے کر ان پر وقف کریں۔ چنانچہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں تمام واقعہ بیان کیا۔ اور دریافت کیا کہ میں کیا کروں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اسے مت دے۔ راوی نے عرض کیا کہ والد مجھ سے جھگڑتا ہے؟ فرمایا: تو بھی اس سے جھگڑ۔ لیکن اپنی آواز اس کی آواز سے بلند نہ کرنا۔ (ایضاً)

۴۔ صفوان بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کچھ جائیداد وقف کی۔ مگر بعد میں اسے اس میں کچھ تبدیلی کرنے کا خیال آیا۔ آیا وہ ایسا کر سکتا ہے؟ فرمایا: اگر اس نے وہ جائیداد اپنی اولاد اور دوسرے لوگوں کے لئے وقف کی ہے اور اس کا متولی بھی بنا دیا (اور اس نے قبضہ لے لیا) تو پھر وہ رجوع نہیں کر سکتا۔ اور اگر چھوٹی اولاد پر وقف کی ہے اور ان کے بڑے ہو کر قبضہ میں لینے تک وہ خود ان کا ولی ہے تب بھی وہ رجوع نہیں کر سکتا۔ اور اگر بڑی اولاد پر وقف کی ہے اور ہنوز ان کو قبضہ نہیں دیا اور انہوں نے بھی قبضہ کے لئے جھگڑا نہیں کیا۔ تو پھر رجوع کر سکتا ہے۔ کیونکہ بالغ ہونے کے باوجود انہوں نے ہنوز قبضہ نہیں لیا۔ (اس لئے وقف لازم نہیں ہوا)۔ (کتب اربعہ)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالحسین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا؟ کہ میں نے اپنی کچھ جائیداد اپنی اولاد اور حج کرانے اور دیگر کارہائے خیر انجام دینے کے لئے وقف کی ہے۔ اور اس میں میرے (مرنے کے) بعد آپ کا بھی حصہ ہے۔ اور آپ کے بعد میرا حق ہے۔ اس طرح میں نے اس جائیداد کو خارج کیا ہے؟ (مطلب یہ کہ آیا اس میں مجھے کچھ تبدیلی کا حق ہے؟) امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: تمہارے لئے ایسا کرنا جائز ہے اور تمہارے لئے اس کی گنجائش ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

(چونکہ یہ حدیث بظاہر قواعد وقف کے خلاف ہے۔ اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ تغیر و تبدل کی اجازت قبضہ دینے سے پہلے ہے۔ یا پھر وقف سے مراد یہاں وصیت ہے جس کا یہ قرینہ ہے کہ میری موت کے بعد اس میں آپ کا بھی حصہ ہے۔

۶۔ ابوالحسین بن محمد بن جعفر اسدی بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس ناحیہ مقدسہ سے جناب محمد بن عثمان عمری کے توسط سے میرے جن سوالات کے جوابات موصول ہوئے ان میں سے ایک جواب یہ بھی تھا کہ تم نے سوال کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی کچھ جائیداد ہمارے ناحیۂ مقدسہ کے لئے وقف کی ہے پھر خود اس کا محتاج ہو گیا (تو کیا وہ واپس لے سکتا ہے؟) تو اس کا جواب یہ ہے: جس کا قبضہ (ہمارے کسی نمائندہ کو) دے دیا اس میں رجوع نہیں کر سکتا۔ خواہ محتاج ہو یا بے نیاز۔ اور جس کا قبضہ نہیں دیا اس میں رجوع کر سکتا ہے۔ اور یہ جو تم نے پوچھا ہے کہ ایک شخص نے کچھ جائیداد ہمارے ناحیۂ مقدسہ کے لئے وقف کر دی ہے۔ اور وہ (ہمارے) نگران کے حوالہ بھی کر دی ہے کہ وہ اسے آباد کرائے گا اور خراج وغیرہ اخراجات ادا کرے گا۔ اور اس سے جو کچھ بچے گا وہ ہمیں ارسال کرے گا۔ یہ سب تصرف کرنے کا حق صرف نگران کو ہے۔ کسی دوسرے کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔

(اکمال الدین، الاحتجاج)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد یہاں (باب ۵ و ۶ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ میں) اور کچھ باب الھبہ (باب ۴) میں بیان کی جائیں گی اور ان میں کچھ ایسی بھی ہوں گی جو بظاہر ان حدیثوں کے منافی ہیں مگر اس کی وجہ اور تاویل بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جو شخص اپنی بعض اولاد پر کوئی چیز وقف کرے اور بعد ازاں کسی اور کو ان کے ساتھ شامل کرنا چاہے تو اگر وہ (موقوف علیہم) صغیر السن ہوں یا بڑے ہوں مگر قبضہ لے چکے ہوں تب ایسا نہیں کر سکتا۔ مگر یہ کہ پہلے یہ شرط عائد کی ہو کہ بعد میں پیدا ہونے والوں کو بھی شامل کرے گا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی بعض (بڑی) اولاد پر جائیداد کا کچھ حصہ وقف کرتا ہے (اور ہنوز قبضہ نہیں دیتا) اور بعد ازاں اسے دوسری بعض اولاد کو اس میں شامل کرانے کا خیال آتا ہے تو؟ فرمایا: ہاں وہ ایسا کر سکتا ہے (کیونکہ ابھی وقف لازم نہیں ہوا)۔ پھر عرض کیا کہ ایک شخص اپنی بعض (بڑی) اولاد پر جائیداد کا کچھ حصہ وقف کرتا ہے۔ اور اسے الگ کرکے (قبضہ بھی دے دیتا ہے) آیا اگر بعد ازاں اپنی دوسری اولاد کو ان میں شامل کرنا چاہے تو کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ مگر یہ کہ وہ پہلے شرط عائد کرے کہ بعد میں جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی اس وقف میں شامل ہوگی۔ تو پھر جائز ہوگا۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پہلے مسئلہ کے جواب میں جو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں وہ ایسا کر سکتا ہے۔ اس سے مراد وہ صورت ہے کہ واقف نے جائیداد وقف تو کی ہو مگر ہنوز اس کا قبضہ نہ دیا ہو۔ (کہ اس صورت میں وقف لازم نہیں ہوتا)۔ اور دوسرے مسئلہ کے جواب میں امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب قبضہ دے چکا ہو۔ مخفی نہ رہے کہ اسی مضمون کی دو حدیثیں اور بھی اس باب میں مذکور ہیں ایک بروایت محمد بن سہل کی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور دوسری عبدالرحمن بن الحجاج کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہیں۔ ان میں وہی اس حدیث والا پہلا مسئلہ دریافت کیا گیا ہے اور امامین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ ہاں ایسا کر سکتا ہے۔ ان کی وہی تاویل ہے جو اس حدیث کی پیش کی گئی ہے۔ فلا تغفل۔

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب اکمال الدین میں بروایت ابو طاہر ہلال ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن حمدان نے حضرت صاحب العصر علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط ارسال کیا کہ میں نے ایک کنیز حلال کرائی۔ (اور دوسرے سے شرط کی کہ اولاد طلب نہیں کروں گا۔ مگر اس سے ایک لڑکا پیدا ہوگیا)۔ اور اس کنیز کے آنے سے پہلے (اور اس سے بچہ پیدا ہونے سے پہلے) میرے پاس جو جائیداد تھی وہ میں نے اپنی اولاد پر اور ان لوگوں پر وقف کر دی جن کی وصیت کی تھی۔ مگر شرط یہ کی تھی کہ جب تک میں زندہ

ہوں مجھے اس میں کمی وبیشی کرنے کا حق ہوگا۔ اب جب اس کنیز سے یہ بچہ پیدا ہوا تو میں نے اس کو اس سابقہ ابدی وقف میں تو شامل نہیں کیا۔ البتہ یہ وصیت کر دی ہے اگر میری موت واقع ہو جائے تو جب تک یہ بچہ چھوٹا رہے اس پر (اس وقف سے) خرچ کیا جائے۔ اور جب بڑا (بالغ) ہو جائے تو اسے اس جائیداد سے دوسو دینار دے دیئے جائیں۔ لیکن اس کے بعد اسے یا اس کی اولاد کو اس جائیداد (موقوفہ) سے کچھ نہ دیا جائے۔ تو اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ اعزک اللہ ناحیۂ مقدسہ سے امام زمانہ علیہ السلام کی توقیع مبارک صادر ہوئی۔ اس شخص نے اپنے (چھوٹے) بیٹے کو صرف دوسو دینار دینے کی وصیت کی ہے۔ اور اسے وقف مؤید سے خارج کیا ہے۔ مال اس کا مال ہے۔ لہٰذا اس کو جس طرح چاہے اس میں (شرط کے مطابق) تصرف کرنے کا حق حاصل ہے۔ (اکمال الدین واتمام النعمۃ)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر (حمیریؒ) باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے ایک بیٹے پر کوئی چیز وقف کی۔ پھر اسے خیال پیدا ہوا کہ اس کے ساتھ کسی اور کو بھی شامل کرے آیا وہ ایسا کر سکتا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ والد اپنے بیٹے کے مال میں جو چاہے تصرف کر سکتا ہے۔ (پھر فرمایا) والد کا اپنی اولاد کو کچھ ھبہ کرنا ایسا ہے جیسے کوئی غیر کسی کو کچھ صدقہ دے (اس میں رجوع نہیں کیا جا سکتا ہے)۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث (جس میں وقف میں) تغیر کرنے کی اجازت دی گئی ہے) اس صورت پر محمول ہے کہ ہنوز قبضہ نہ دیا ہو۔ یا پہلے سے ایسا کرنے کی شرط مقرر کر لی ہو۔ قبل ازیں (باب ۲ وغیرہ میں) بیان کیا جائے گا وقف اپنے واقف کی شرط کے تابع ہوتا ہے۔

باب ۶

وقف شدہ (جائیداد) کی فروخت جائز نہیں ہے اور اس صورت کا حکم جب موقوف علیہم میں سخت اختلاف پیدا ہو جائے۔ جو زبردست نقصان کا موجب ہو؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعلی بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میری جائیداد کے پاس کچھ جائیداد تھی۔ جسے میں نے دو ہزار درہم کے عوض خرید لیا۔ پس جب میں اس پر بہت سا مال خرچ کر چکا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ زمین تو وقف ہے تو؟ فرمایا: وقف شدہ جائیداد کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کا غلہ تمہاری ملکیت

میں داخل ہوگا۔ یہ زمین ان لوگوں کے حوالہ کر دے جن پر وقف کی گئی ہے۔ راوی نے عرض کیا: میں اس کے مالکوں کو نہیں پہچانتا۔ فرمایا: پھر اس کا غلہ (اصلی مالکوں کی طرف سے) صدقہ دے دے۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ایوب بن عطیہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب مال فئے تقسیم فرمایا تو حضرت امیر علیہ السلام کے حصہ میں کچھ زمین آئی جس میں آنجناب علیہ السلام نے چشمہ کے لئے کھدوائی کرائی۔ پس اونٹ کی گردن کی طرح آسمان کی طرف جوش مارتا ہوا چشمہ برآمد ہوا۔ جس کا نام ''عین ینبع'' رکھا گیا۔ پس خوشخبری دینے والا شخص آپ کو خوشخبری دینے کے لئے آیا۔ آپ نے فرمایا: وارث کو خوشخبری دو، وارث کو خوشخبری دو۔ یہ چشمہ حجاج بیت اللہ اور راہ گزاروں کی ضروریات کے لئے وقف مؤید ہے۔ جو نہ فروخت کیا جا سکتا ہے، نہ ھبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی وراثت میں تقسیم ہو سکتا ہے۔ خدا، اس کے ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اس شخص پر جو اسے فروخت کرے یا ھبہ کرے۔ اور نہ ہی خدا اس کا کوئی عمل قبول کرے۔ (التہذیب، الفروع)

۳۔ عجلان ابو صالح بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے املا کرائی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ فلان بن فلان (یہاں اپنا اور اپنے والد کا نام لکھوایا) اور وہ زندہ اور سلامت ہیں۔ اپنا وہ گھر جو بنی فلاں کے محلہ میں ہے۔ اپنے حدود (اربعہ) کے ساتھ اس طرح وقف کر دیا ہے کہ نہ اسے فروخت کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ھبہ کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تک آسمانوں اور زمینوں کا وارث (خدا تعالیٰ) اس کا وارث بنے۔ اور انہوں نے اس گھر میں فلاں شخص کو (اس کے بعد) اس کی اولاد (در اولاد) کو ٹھہرایا ہے (یعنی ان پر وقف کیا ہے) اور اگر کبھی وہ ختم ہو گئے تو پھر حاجت مند مسلمانوں کے لئے ہوگا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۴۔ ربعی بن عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا مدینہ کے محلہ بنی زریف میں ایک مکان تھا جسے آپ نے وقف فرمایا۔ اور وقف نامہ کے طور پر یہ عبارت لکھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ علیؑ بن ابی طالبؑ نے جبکہ وہ زندہ و سلامت ہیں اپنا وہ مکان جو محلہ بنی زریق میں ہے اس طرح وقف مؤید کیا ہے کہ جو نہ فروخت کیا جا سکتا ہے اور نہ ھبہ کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ آسمانوں اور زمینوں کا وارث اس کا وارث بنے۔ اور آپ نے اس میں خالاؤں کو جب تک وہ زندہ رہیں اور ان کی اولاد کو جب تک وہ زندہ رہیں، کو ٹھہرایا ہے۔ اور جب وہ سب ختم ہو جائیں تو پھر یہ ضرورت مند مسلمانوں کے لئے

(وقف) ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۵۔ علی بن مہز یار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ ایک شخص نے کچھ جائیداد خرید کر وقف کی ہے اور اس میں سے پانچواں حصہ آپؑ کے لئے مختص کیا ہے۔ اور وہ آپؑ کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہے کہ آپؑ کے حصہ کا کیا کرے؟ آیا اسے فروخت کر کے اس کی قیمت آپؑ تک پہنچائے؟ یا اس کی قیمت خرید کے حساب سے (قیمت ارسال کرے) یا اسے وقف ہی رہنے دے؟ امام علیہ السلام نے مجھے جواب میں لکھا کہ فلاں (واقف) کو بتا دو کہ اس جائیداد میں سے میرا حصہ فروخت کر کے اس کی رقم مجھے پہنچا دے اور اگر یہ بات اس کے زیادہ مناسب حال ہے تو اس کی قیمت مقرر کر کے خود اپنے پاس رکھ لے (اور رقم مجھے بھیج دے)۔ (کتب اربعہ)

(اس حدیث سے بظاہر چونکہ وقف کی فروخت جائز ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے تاویل کرتے ہوئے) مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب موقوف علیہ نے ہنوز قبضہ نہ لیا ہو۔ (کیونکہ تب تک وقف لازم نہیں ہوتا) جیسا کہ سیاق وسباق سے ظاہر ہے۔

۶۔ علی بن مہز یار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام محمد تقی علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا کہ کچھ لوگوں پر کچھ جائیداد وقف کی گئی تھی اور ان میں سخت اختلاف رونما ہو گیا ہے۔ اگر آپؑ مناسب سمجھیں تو ہمیں بتائیں کہ وہ جائیداد فروخت کر کے اس کی قیمت میں ہر شخص کو جتنا اس کا حصہ بنتا ہے دے دیا جائے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اگر اختلاف کی وجہ سے جانوں یا مالوں کے تلف ہونے کا خطرہ ہے تو اسے فروخت کر دیا جائے (اور اس کی قیمت ان لوگوں میں تقسیم کر دی جائے)۔ (کتب اربعہ)

(چونکہ اس روایت سے بھی موقوفہ جائیداد کی فروخت کا جواز ظاہر ہوتا ہے اس لئے مختلف علماء نے اس کی جو مختلف تاویلات کی ہیں مؤلف علامؔ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:)...... حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: معلوم ایسے ہوتا ہے کہ یہ وقف صرف ان موجودہ لوگوں پر تھا۔ ان کی آئندہ نسلوں پر نہیں تھا۔ اور اگر ان پر، ان کی اولاد پر اور ان کے (خاتمہ کے بعد) مفقر مسلمانوں پر ہوتا تو پھر کبھی بھی اس کی فروخت جائز نہ ہوتی۔ اور حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس ضرر شدید کی صورت کے ساتھ یہ جواز مختص ہے۔ مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ اس کی دو اور تاویلیں بھی ممکن ہیں۔ ہنوز قبضہ مکمل نہ ہوا ہو اور موقوف علیہم ہی مرنے والے کے وارث ہوں۔ یا پھر یہاں وقف کو وصیت پر محمول کیا جائے۔ کیونکہ وقف کا ایک لغوی معنی وصیت بھی ہے اور حدیثوں میں اس کا استعمال بھی ہوا ہے۔ (واللہ العالم)۔

۷۔ ابو طاہر بن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے انؑ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک مقروض شخص نے کچھ جائیداد وقف کی۔ پھر مر گیا۔ مگر وہ اس کے قرضہ کی ادائیگی کے لئے کافی نہیں ہے۔ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ قرضہ کی ادائیگی کے لئے اس کا وقف فروخت کر دیا جائے۔

(التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس حدیث میں بھی سابقہ احتمالات جاری ہو سکتے ہیں۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ وہ وقف کرنے والے کا کورٹ وارڈ ہو چکا ہو اور وہ ممنوع التصرف ہو (تو اس کا وقف صحیح نہ ہوگا)۔ اور نسخۂ بدل میں ''بدین'' کی بجائے مدبر وارد ہے۔ بنابریں یہاں وقف بمعنٰی وصیت ہے۔

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن حنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی کچھ جائیداد اپنے مادری اور پدری رشتہ داروں پر وقف کی۔ اور ایک شخص اور اس کی اولاد کے لئے اس کی آمدنی سے ہر سال تین سو درہم دینے کی وصیت کی؟ فرمایا: اس شخص کے لئے وصیت نافذ ہوگی۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر کل آمدن ہی صرف پانچ سو درہم ہو تو؟ فرمایا: کیا اس کی وصیت یہی نہیں تھی کہ تین سو درہم اسے دیا جائے؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: پھر تین سو تو بہر حال اسے دیا جائے گا باقی (دوسو) اس کے پدری و مادری رشتہ دار تقسیم کریں گے۔ اور ان کے لئے اس وقت تک کچھ لینا جائز نہ ہوگا۔ جب تک پہلے اس شخص کے تین سو درہم ادا نہ کر لیں۔ عرض کیا: اگر وہ شخص مر جائے تو؟ فرمایا: پھر یہ رقم اس کے وارثوں کو ملا کرے گی۔ اور اگر وہ وارث اس طرح ختم ہو جائیں کہ ان میں سے کوئی بھی نہ رہے تو پھر وہ رقم۔ واقف کے رشتہ داروں کو ملا کرے گی۔ یعنی وقف شدہ جائیداد کی آمدن سے بطور ردّ وہی لوگ وصول کریں گے۔ عرض کیا: اگر زمین کی آمدن کم اور ناکافی ہو اور وہ محتاج ہوں اور یہ واقف کے تمام قرابت دار اس جائیداد کے فروخت کرنے پر متفق ہوں تو فروخت کر سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اس کا فروخت کرنا ان کے لئے بہتر ہو تو پھر فروخت کر سکتے ہیں۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس حدیث کی بھی کوئی ایسی تاویل کرنا پڑے گی، جو حدیث نمبر ۶ کی کی گئی ہیں۔

۹۔ جناب احمد بن علی بن ابیالب طبری باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام صاحب العصر والزمان علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک خبر منقول ہے۔ کہ اگر کوئی جائیداد کچھ مخصوص لوگوں پر اور ان کی اولاد پر وقف ہو اور وہ تمام لوگ اس کے فروخت پر متفق ہو جائیں۔ اور یہ فروخت ان کے لئے زیادہ مفید ہو۔ تو اسے فروخت کر سکتے ہیں تو دریافت

طلب مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ سب لوگ راضی نہ ہوں تو صرف بعض سے اس کا حصہ خریدا جا سکتا ہے۔ یا سب کی رضامندی ضروری ہے؟ اور وہ وقف کون سا ہے جس کی فروخت جائز نہیں ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اگر یہ وقف امام المسلمین کے لئے ہو تو پھر اس کی فروخت جائز نہیں ہے۔ اور اگر مسلمانوں کے کچھ مخصوص لوگوں پر وقف ہو تو وہ اجتماعی یا انفرادی طور پر اسے فروخت کر سکتے ہیں۔ (الاحتجاج للطبرسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی توجیہ اس سے پہلے (حدیث نمبر ۶ کے ذیل میں) گزر چکی ہے۔ اور جواب سے یہ ظاہر ہے کہ یہ وقف ابدی نہیں تھا۔ لہٰذا اسے وصیت سمجھا جائے گا۔

باب ۷

وقف کی ایک شرط یہ ہے کہ جس پر وقف کیا جائے اسے معیّن کیا جائے اور دوسری شرط یہ ہے کہ وقف دائمہ ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام محمد تقی علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کے کچھ موالیوں نے آپؑ کے آباء طاہرین علیہم السلام سے یہ روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہر وہ وقف جو وقت معلوم کیلئے یعنی موقوف علیہ مذکور و معلوم ہو تو نافذ ہے۔ اور جو وقت مجہول کیلئے ہو۔ یعنی اس میں موقوف علیہ کی تعیین نہ کی گئی ہو وہ باطل ہے۔ آپ اپنے آباءؑ کے قول سے زیادہ واقف ہیں؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ ہاں میرے نزدیک ایسا ہی ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ محمد بن حسن صفار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ جو وقف صحیح ہے وہ کون سا ہے؟ کیونکہ مروی ہے کہ جو وقف غیر موقت ہے وہ باطل ہے اور وہ (واقف کے) ورثہ کو ملے گا۔ اور جو موقت ہے وہ صحیح ہے۔ اور پھر اس موقت اور غیر موقت کی تشریح کچھ لوگوں نے یہ کی ہے کہ موقت وقف (جو کہ صحیح ہے) وہ ہے کہ جس میں موقوف علیہ کی تعیین کی گئی ہو کہ یہ فلان اور اس کی اولاد کے لئے وقف ہے۔ اور جب وہ ختم ہو جائیں تو پھر فقراء اور مساکین کے لئے وقف ہوگا یہاں تک کہ وارث السماء والارض اس کا وارث ہو۔ اور کچھ یہ کہتے ہیں کہ موقت یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ فلاں اور اس کی اولاد کے لئے وقف ہے۔ ان کے بعد فقراء و مساکین اور وارثِ ارض و سما کا تذکرہ نہ کیا جائے۔ اور غیر موقت (جو کہ باطل ہے) یہ ہے کہ آدمی صرف یہ کہے کہ یہ وقف ہے اور مزید برآں کوئی صراحت نہ کرے کہ کس کے لئے وقف ہے۔ پس اس میں سے کون سا صحیح ہے۔ اور کون سا باطل؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا:

وقف واقف کی منشاء کے مطابق ہوتے ہیں انشاء اللہ۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام کے اس کلام کا حسب ظاہر مطلب یہ ہے کہ اگر اسے دائمی طور پر وقف کیا گیا تو یہ وقف متصور ہوگا۔ اور اگر دائمی نہ ہوا تو پھر حبس ہوگا۔ اور اگر موقوف علیہ کو معیّن نہ کیا گیا تو وقف باطل متصور ہوگا۔

باب ۸

جو شخص کسی ایسے قبیلہ پر کوئی جائیداد وقف کرے جس کے بہت سارے افراد ہوں اور وہ مختلف دیار اور امصار میں بکھرے ہوئے ہوں تو وہ وقف اس قبیلہ کے ان لوگوں کے لئے سمجھا جائے گا جو وقف والے شہر میں رہتے ہیں دوسروں کو تلاش نہیں کیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن محمد بن سلیمان نوفلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ میرے دادا نے کچھ جائیداد فلاں بن فلاں کی محتاج اولاد کے لئے وقف کی تھی۔ اور وہ بہت زیادہ ہیں اور مختلف شہروں میں بکھرے ہوئے ہیں (لہٰذا کیا کیا جائے؟) امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: تمہارے دادا کی موقوفہ زمین اس قبیلہ کے ان افراد کو ملے گی جو وہاں موجود ہیں جہاں وقف شدہ جائیداد موجود ہے۔ اور جو وہاں موجود نہیں ہیں ان کو تلاش کرنا تمہارے ذمہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۹

مشترکہ جائیداد کو اس کی تقسیم اور قبضہ سے پہلے وقف کرنا اور صدقہ میں دینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک گھر میں جو چند افراد کی مشترکہ ملکیت ہے اور ہنوز تقسیم نہیں ہوا۔ اگر کوئی شخص اپنا حصہ وقف کرنا چاہے تو کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جائز ہے۔ راوی نے عرض کیا: اور اگر کسی کو ھبہ کرنا چاہے تو؟ فرمایا: وہ بھی جائز ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس چیز کا صدقہ (وقف کرنا) جائز ہے جو ہنوز نہ تقسیم ہوئی ہو۔ اور نہ ہی اس کا قبضہ لیا ہو؟ فرمایا: ہاں جائز ہے۔ (پھر فرمایا) لوگ بخشش

کرنا چاہتے ہیں مگر غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ عدم قبض سے شاید مراد یہ ہے کہ واقف نے وقف سے پہلے اس کا قبضہ نہ لیا ہو۔ جیسے مال وراثت، یا فروخت شدہ مال وغیرہ۔ اور ممکن ہے کہ جواز سے مراد عدم لزوم ہو۔ کیونکہ وقف لازم تب ہوتا ہے کہ جب اس پر قبضہ کیا جائے۔

۳۔ زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر آدمی مشترکہ مال میں سے صدقہ دے تو؟ فرمایا: جائز ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابو الصباح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری والدہ نے ایک مشترکہ مکان میں سے اپنا حصہ مجھے بطور صدقہ (وقف) دینا چاہا۔ میں نے ان سے کہا: (حکومت کے) قاضی تو اسے جائز نہیں جانتے۔ اس لئے میرے نام بیع نامہ لکھ دیں۔ انہوں نے کہا: جو طریقہ کار تمہارے لئے مناسب اور جائز ہے وہ اختیار کر۔ چنانچہ میں نے ایک (فرضی) بیعنامہ تیار کرایا۔ جس پر بعض وارثوں نے مجھ سے کہا کہ کیا تم حلف اٹھاتے ہو کہ تم نے ان (والدہ) کو رقم ادا کی ہے جب کہ میں نے ادا نہیں کی تھی تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: (اپنے جائز حق کے حصول کیلئے) حلف اٹھا لے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۵۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اس چیز کا صدقہ کرنا کیسا ہے جو ہنوز نہ قبضہ میں ہو اور نہ ہی تقسیم ہوا ہو؟ فرمایا: جائز ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۶۔ محمد بن سلیمان دیلمی اپنے والد (سلیمان) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنے مکان کا کچھ حصہ ایک مسافر آدمی کو بطور صدقہ دیتا ہے اور پھر مر جاتا ہے تو؟ فرمایا: اس مکان کی قیمت مقرر کر کے اس کے حصہ کی جس قدر رقم بنے اس کے حوالہ کر دی جائے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ عمومی حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

وقف کرنے اور صدقہ دینے کی کیفیت، اور اس سلسلہ میں جو کچھ مستحب ہے اور اس کے چند احکام۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں کہ امام علیہ السلام نے ان سے فرمایا: کیا میں تمہیں حضرت فاطمہ (زہراء) سلام اللہ علیہا کی وصیت نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: ہاں! چنانچہ امام علیہ السلام نے ایک ڈبیہ نکالی اور اس میں سے ایک تحریر نکالی جس میں لکھا تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ وصیت ہے جو فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی ہے اپنے ساتوں باغات کے بارے میں جن کے نام یہ ہیں: (۱) عواف۔ (۲) دلال۔ (۳) برقہ۔ (۴) مبیت۔ (۵) حسنیٰ۔ (۶) صافیہ۔ (۷) اور مال ام ابراہیم۔ اور یہ وصیت (حضرت) علی ابن ابی طالبؑ کو کی ہے (ان کو متولی بنایا ہے)۔ جب حضرت علی علیہ السلام کا انتقال ہو جائے تو پھر (حضرت) حسنؑ کو اور جب ان کا بھی انتقال ہو جائے تو (حضرت) حسینؑ کو اور جب ان کا بھی انتقال ہو جائے تو پھر میری اولاد میں سے جو بڑا ہو۔ اس کو کی ہے۔ اور بی بی اس بات پر خدا کو گواہ بناتی ہیں۔ اور مقداد بن اسود کو، اور زبیر بن العوام کو۔ اور یہ وصیت علی بن ابی طالبؑ نے لکھی ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ یہ باغات وقف تھے۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آمدنی میں سے اپنے مہمانوں اور گزرنے والوں پر صرف فرماتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو عباسؓ نے ان باغات کے بارے میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے نزاع کیا تو حضرت علی علیہ السلام اور دوسرے لوگوں نے گواہی دی کہ یہ باغات بی بیؑ پر وقف تھے۔ (الفقیہ)

۳۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے حضرت امیر علیہ السلام کا یہ وصیت نامہ میرے پاس بھیجا۔ جس کا مطلب خیز ترجمہ یہ ہے کہ یہ وہ وصیت نامہ ہے جو خدا کے بندہ علی (علیہ السلام) نے اپنے مال کے بارے میں خدا کی خوشنودی کی خاطر کیا ہے۔ تاکہ وہ اس دن جس دن کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے (قیامت کے دن) جنت میں داخل کرے۔ اور جہنم سے بچائے۔ میری جو جائیداد ''ینبع'' کے مقام پر ہے اور اس کے اردگرد ہے وہ سب وقف (علی الاولاد) ہے۔ اور جو غلام وہاں ہیں وہ سب آزاد ہیں۔ سوائے ابو ریاح، ابو نیزر اور جبیر کے۔ البتہ یہ بدستور میرے غلام ہیں۔ پانچ سال تک وہاں کام کریں گے۔ اور ان کا اور ان کے اہل و عیال کا خرچ خوراک اسی جائیداد کی آمدنی سے برداشت کیا جائے گا۔ اور میری جو جائیداد مقام وادی القریٰ میں ہے وہ اولادِ فاطمہ کا مال ہے اور وہاں کے غلام صدقہ (وقف) ہیں۔ اور میری جو جائیداد بمقام ذعہ (ریمہ) میں ہے وہ بھی وقف ہے اور وہاں والے غلام بھی وقف ہیں سوائے زریق کے اس کے لئے وہی حکم ہے جو اس کے دوسرے اصحاب (ینبع والوں) کے لئے تھا۔ اور میری جو جائیداد مقام اذینہ میں ہے وہ اور وہاں والے غلام سب وقف ہیں اور یہی حکم مقام قصیرہ کا ہے کہ وہ بھی فی سبیل اللہ صدقہ ہے۔ یہ جو کچھ میں نے اپنے

اموال کے بارے میں لکھا ہے یہ میری زندگی میں اور میری وفات کے بعد سب خدا کی خوشنودی کی خاطر، فی سبیل اللہ (ہر کار خیر میں صرف کرنے کے لئے)، بنی ہاشم اور بنی المطلب میں سے قرابت داروں کی صلہ رحمی کے لئے بالکل واجبی صدقہ (وقف) ہے۔ اور اس کے قیم و نگران (میرے بڑے بیٹے) حسنؑ بن علیؑ ہوں گے۔ جو اپنی معروف طریقہ پر خود بھی اس سے کھائیں گے اور جس جس جائز کام پر چاہیں گے خرچ کریں گے۔ ان پر کوئی گرفت نہیں ہے اور اگر اپنے قرضہ کی ادائیگی کے لئے کچھ حصہ فروخت کرنا چاہیں تو کر سکیں گے۔ اور اگر چاہیں تو وہ اسے اپنی ملکیت کی مانند سمجھیں گے۔ اولادِ علیؑ اور ان کے مال و زر کا معاملہ (حضرت) حسنؑ کے سپرد ہوگا۔ اور اگر (حضرت) حسنؑ کا رہائشی مکان، اس وقف والے مکان سے علیحدہ ہو اور وہ اس مکان کو فروخت کرنا چاہیں تو ایسا کر سکیں گے۔ اور اگر فروخت کریں تو اس کی قیمت کو تین حصوں پر تقسیم کریں کہ (۱) ایک ثلث سہم فی سبیل اللہ کے لئے۔ (۲) ایک ثلث بنی ہاشم و بنی المطلب کے لئے۔ (۳) ایک ثلث آل ابوطالبؑ کے لئے۔ اور وہ وہاں صرف کریں جہاں خدا کا ارادہ ہو۔ اور اگر حسنؑ کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ جائے (وفات پا جائیں) اور (حضرت) حسینؑ زندہ ہوں تو پھر متولی (حضرت) حسینؑ بن علیؑ ہوں گے۔ اور حسینؑ اس (وقف جائیداد) میں تصرف کریں گے جس کی میں نے (حضرت) حسنؑ کو وصیت کی ہے۔ ان کا فریضہ اور ذمہ داری بالکل وہی ہے جو حسنؑ کی تھی۔ میرے صدقہ (وقف) میں جو حقوق فاطمہؑ کے دو بیٹوں کی اولاد کے ہیں وہی حقوق (اس) اولادِ علیؑ کے ہیں (جو دوسرے بطنوں سے ہیں)۔ اور میں نے اولادِ فاطمہؑ کو جو متولی بنایا ہے تو یہ خدا کی خوشنودی اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکریم و تعظیم کی خاطر ہے۔ اور اگر حسنؑ و حسینؑ دونوں کو کچھ ہو جائے (وفات پا جائیں) جو ان میں سے جو آخیر ہو وہ اولادِ علیؑ پر نگاہ ڈالیں۔ پس اگر ان کو ان میں کوئی شخص نظر آئے جس کے دین و دیانت اور امانت پر وہ مطمئن ہوں تو اسے متولی بنائیں اور اگر ان میں ایسا کوئی شخص نہ مل سکے تو پھر فاطمہؑ کے دو بیٹوں کی اولاد پر نظر کریں۔ اگر ان میں کوئی اس قابلیت و اہلیت کا آدمی مل جائے تو اسے بنائیں۔ اور اگر ان میں بھی ایسا کوئی شخص نہ مل سکے تو پھر آل ابو طالبؑ میں سے کسی اہل کو بنائیں۔ اور اگر دیکھیں کہ آل ابو طالبؑ کے بزرگ اور اربابِ رائے کوچ کر گئے ہوں تو پھر بنی ہاشم میں سے کسی اہل شخص کو بنائیں اور اس سے یہ معاہدہ کریں کہ اصل مال کو اس کے تنوں پر باقی رہنے دیں اور اس کے حاصل (پھل وغیرہ) کو کارہائے خیر، اور بنی ہاشم و بنی المطلب کے دور و نزدیک کے قرابت داروں پر صرف کریں۔ اس جائیداد میں سے نہ تو فروخت کی جائے، نہ ہبہ کی جائے اور نہ وراثت کے طور پر تقسیم کی جائے۔ اور محمد بن علی کا جو مال ہے وہ میں نے الگ کر دیا ہے۔ اور فرزندانِ فاطمہؑ کی مرضی پر ہے۔ اور میرے وہ غلام جن کے نام میرے

چھوٹے خط میں لکھے ہوئے ہیں وہ سب راہِ خدا میں آزاد ہیں۔ یہ ہے وہ فیصلہ جو علی ابن ابیطالبؑ نے خدا کی خوشنودی کی اور آخرت کی طلب کی خاطر اپنے مال و جائیداد کے بارے میں آنے والے دن کی صبح بمقام مسکن (کوفہ) میں کیا ہے۔ ﴿واللہ المستعان علی کل حال﴾ (خدا ہی سے جس سے ہر حالت میں مدد طلب کی جاتی ہے) کوئی مسلمان مرد جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ میری اس وصیت میں کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل کرنے کا اور اس کی خلاف ورزی کرنے کا روادار نہیں ہے۔ خواہ نزدیک والا ہو یا دور والا۔ بعد ازاں (یہ بھی واضح ہو) کہ میری وہ سترہ (۱۷) عدد کنیزیں جو میرے زیر تصرف ہیں (۱) ان میں سے کچھ تو صاحب اولاد ہیں جن کی زندہ اولاد ان کے ہمراہ ہے۔ (۲) کچھ حاملہ ہیں۔ (۳) اور کچھ نہ صاحب اولاد ہیں اور نہ ہی حاملہ۔ ان کے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ اگر مجھے کچھ ہو جائے تو جو نہ صاحب اولاد ہیں اور نہ ہی حاملہ۔ وہ لوجہ اللہ آزاد ہیں۔ ان پر کسی کو کوئی تسلط نہیں ہے۔ اور جو صاحب اولاد ہیں یا حاملہ ہیں۔ وہ اپنی اولاد کی خاطر رکی رہیں اور وہ اپنی اولاد کا حصہ ہیں۔ ہاں اگر ان میں سے کسی کی اولاد مر جائے اور وہ زندہ ہو تو وہ بھی آزاد ہے۔ یہ ہے علیؑ کا فیصلہ اپنے (مملوکہ) مال کے بارے میں آنے والے دن کی صبح بمقام مسکن (کوفہ میں ایک جگہ کا نام ہے) اور اس وصیت پر گواہی دی ہے۔ ابو شمر بن ابرھہ اور صعصعہ بن صوحان اور سعید بن قیس اور ھیاج بن ابی ھیاج نے اور لکھی ہے علیؑ بن ابیطالبؑ نے بتاریخ ۱۰ جمادی الاولیٰ سنہ ۳۹ ہجری۔ (یعنی شہادت سے ایک سال پہلے)۔ (التہذیب، الفروع)

۴۔ عبد الرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے وقف کی اس طرح وصیت کی۔ موسیٰ بن جعفر (علیہما السلام) وصیت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی وہ زمین جو فلاں فلاں جگہ پر ہے اور جس کے حدود یہ ہیں۔ انہوں نے وہ زمین مع ان کی کھجوروں کے، پانی کے نالوں کے، اس کی وسعتوں کے اور پانی پینے کے حقوق اور دیگر ہر قسم کے حقوق کے اپنی صلبی اولاد خواہ ذکور ہوں یا اناث پر صدقہ (وقف) کر دی ہے۔ جو اس جائیداد کا متعلق ہوگا۔ وہ اس کی آمدن میں سے واجبی اخراجات منہا کرنے کے بعد اور وہاں کے (غریب و مسکین) لوگوں کے لئے تیس عذق (مخصوص مقدار) نکالنے کے بعد اس کی آمدنی میں سے جو کچھ بچے وہ اس طرح میری اولاد میں تقسیم کیا جائے کہ ذکر کو دوہرا اور انثی کو اکہرا حصہ دیا جائے۔ اور میری جس بیٹی کی شادی ہو جائے اسے اس وقف میں سے کچھ نہ دیا جائے۔ جب تک شوہر کے بغیر پھر واپس نہ آ جائے۔ اور اگر میری اولاد میں سے کسی کا انتقال ہو جائے اور اس کی اولاد موجود ہو تو اس کی اولاد اپنے والد کی قائم مقام ہوگی۔ لڑکے کو دوہرا اور لڑکی کو اکہرا حصہ ملے گا۔ جس طرح کہ موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنی صلبی اولاد کے بارے میں ایسا ہی کہا ہے

اور اگر میری اولاد میں سے کوئی بغیر اولاد چھوڑے مر جائے تو اس کا حصہ دوسرے مستحقین کو لوٹا دیا جائے گا۔ اور میری بیٹیوں کی اولاد کے لئے دس صدقہ میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ مگر یہ کہ ان بچوں کے باپ میری اولاد میں سے ہوں (یعنی ماموں زادوں اور پھوپھی زادوں کی آپس میں شادیاں ہوئی ہوں)۔ جب تک میری اولاد یا اولاد کی اولاد اور اس کی نسل باقی رہے کسی اور کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور اگر (خدانخواستہ) اس طرح ختم ہو جائیں کہ ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہے تو پھر میرا یہ صدقہ میرے باپ کے ان بیٹوں کی اولاد کا حق ہوگا جو ماں کی طرف سے میرے (سگے) بھائی ہیں جب تک ان میں سے، یا ان کی اولاد و نسل سے کوئی باقی رہے گا تو یہ ان کا حق ہوگا۔ اور جب وہ سب ختم ہو جائیں تو پھر یہ صدقہ میرے باپ کے ان بیٹوں کی اولاد کا حق ہوگا۔ جو میرے باپ کی طرف سے (سوتیلے) بھائی ہیں۔ اور جب وہ بھی سب ختم ہو جائیں تو پھر اس کا وارث وہ (خدا) ہوگا۔ جس نے یہ جائیداد دی ہے ﴿وھو خیر الوارثین﴾ یہ ہے صحیح وقف مؤید جو موسیٰ بن جعفرؑ نے خدا کی خوشنودی اور آخرت کی طلب کی خاطر کیا ہے۔ جس میں رجوع نہیں کیا جا سکتا۔ کسی بھی ایسے مومن کے لئے جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس جائیداد کو فروخت کرنے، خریدنے، ھبہ کرنے اور بخشنے یا جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس میں کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ یہاں تک کہ اس کا وارث خدا بنے۔ اور موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اس وقف کا متولی (اپنے بیٹے) علیؑ اور ابراہیم کو قرار دیا ہے۔ جب ان میں سے کوئی گزر جائے تو پھر قاسم کو دوسرے کے ساتھ شامل کر لیا جائے۔ جب ان میں سے کوئی ایک چلا جائے۔ تو پھر اسماعیل کو دوسرے کے ساتھ شامل کر لیا جائے۔ اور جب ان میں سے بھی ایک کوچ کر جائے تو پھر عباس کو دوسرے کے ساتھ شامل کر لیا جائے۔ اور جب ان میں سے بھی کوئی گزر جائے تو میری اولاد میں سے بڑے کو دوسرے کے ساتھ شامل کر لیا جائے۔ اور اگر جب میری اولاد میں صرف ایک باقی رہ جائے تو پھر وہی متولی ہوگا۔

(التہذیب، الفقیہ، عیون الاخبار الرضا، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ صدقہ کے احکام پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے زکوٰۃ کے ابواب میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

وقف کا قبضہ دے دینے اور اسی طرح صدقہ دے دینے کے بعد رجوع نہیں کیا جا سکتا۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حکم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے والد نے ایک مکان مجھ پر صدقہ کر دیا (وقف کر دیا)۔ پھر واپس لینے کا ارادہ کیا۔ یہاں کے قاضی میرے حق میں فیصلہ کرتے ہیں تو؟ فرمایا: تمہارے قاضیوں نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ اور تمہارے والد نے بُرا کام کیا ہے (فرمایا) صدقہ (وقف) خدا کے لئے ہوتا ہے پس جو کام خدا کی خوشنودی کے لئے انجام دیا جائے اس میں رجوع نہیں ہوسکتا۔ اور اگر تم باپ سے تنازعہ کرو تو اپنی آواز اس کی آواز پر بلند نہ کرنا۔ اور اگر وہ اپنی آواز بلند کرے تو تم اپنی آواز پست رکھنا۔ راوی نے عرض کیا کہ میرا باپ تو اب وفات پا چکا ہے؟ فرمایا: پھر تمہیں مکان گوارا باد۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی کو کچھ صدقہ دیتا ہے اور پھر رجوع کر لیتا ہے تو؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صدقہ دے کر واپس لینے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جو قئے کرے اور پھر اسے چاٹے۔ (التہذیب)

۳۔ علی بن اسماعیل ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا: کسی شخص سے سائل نے سوال کیا۔ اور وہ اسے کچھ دینے کیلئے اندر گیا۔ جب باہر آیا تو سائل کو نہ پایا تو؟ جو اسے دینا چاہتا تھا اب وہ کسی اور سائل کو دے دے۔ اسے واپس اپنے مال میں نہ لوٹائے۔ (التہذیب، عدۃ الداعی)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی رشتہ دار کو کوئی چیز بطور صدقہ دی تو آیا اسے واپس لے سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ ہاں البتہ اگر محتاج ہو جائے تو اس رشتہ دار سے کوئی اور چیز لے لے۔ مگر دیا ہوا صدقہ واپس نہ لے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

باب ۱۲

جو چیز بطور صدقہ دے دی جائے اسے دوبارہ خرید یا ھبہ وغیرہ سے اپنی ملکیت میں داخل کرنا مکروہ ہے۔ ہاں بطور میراث کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کوئی چیز بطور صدقہ دے دے تو پھر بطور خرید، ھبہ یا ویسے واپس لینا روا نہیں ہے۔ مگر بطور وراثت روا ہے۔ (التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بیٹے کو کوئی چیز بطور صدقہ دے تو وہ اس (چیز) کا وارث بن سکتا ہے۔ لیکن اگر قربۃً الی اللہ صدقہ دے تو پھر ویسے اسے واپس نہیں لینا چاہیئے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی چیز صدقہ کرو تو پھر نہ ویسے واپس لو۔ اور نہ ہی اسے خریدو۔ مگر یہ کہ تم اس کے وارث ہو۔ (الفروع)

۴۔ ساعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی ماں کو کچھ عطیہ دیا۔ اور اس نے اسے اپنے قبضہ میں بھی لے لیا۔ پھر وفات پا گئی تو؟ فرمایا: اس طرح وہ (عطیہ دینے والا) اور دوسرے وارث برابر (حصہ دار) ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

صدقہ کی یہ شرط ہے کہ وہ بقصد قربت دیا جائے اور اس صدقہ کا حکم جو مرض الموت میں دیا جائے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس ایک کنیز تھی۔ جس کی وجہ سے اس کی بیوی اسے اذیت پہنچاتی تھی۔ اس شخص نے بیوی سے کہہ دیا کہ یہ تمہارے لئے صدقہ ہے تو؟ فرمایا: اگر اس نے یہ کام قربۃً الی اللہ کیا تو اسے نافذ سمجھے اور اگر للہ نہیں کیا تو اگر چاہے تو واپس لے سکتا ہے! (التہذیب، الفروع)

۲۔ حماد بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی صدقہ نہیں اور کوئی (غلام کو) آزادی نہیں۔ مگر وہ جس میں خدا کی خوشنودی کا قصد کیا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مرض الموت میں صدقہ دینے کے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں باب الوصایا (باب ۱۷) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

جو شخص اپنی کنیز کسی کو بطور صدقہ دے دے تو آیا قبضہ دینے سے پہلے اس سے مباشرت کر سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر (حمیریؒ) باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے

بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا: میری یہ کنیز تمہاری زندگی تک تمہارا مال ہے۔ تو آیا اب وہ اس سے مباشرت کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب تک اس شخص کے حوالے نہ کر دے تب تک کر سکتا ہے ہاں جب اس کے حوالے کر دے تب اس پر حرام ہو جائے گی۔ (قرب الاسناد، بحارالانوار)

۲۔ نیز علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو کوئی چیز بطور صدقہ دیتا ہے۔ تو آیا واپس لے سکتا ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کچھ صدقہ دے کر واپس لے وہ ایسا ہے جیسے کوئی قئے کر کے اسے چاٹے۔ پھر سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کسی کو بطور صدقہ دے دی۔ آیا قبضہ دینے سے پہلے اس سے مقاربت کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب صدقہ میں دے دی تو اس پر حرام[1] ہو گئی۔ (ایضاً)

• مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

دس سال یا آٹھ سال یا سات سال کے لڑکے کے صدقہ کا حکم؟

(اس باب میں کل چارؔ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی لڑکے کی عمر دس سال کی ہو جائے تو (اس کے تصرفات اپنے پاس ہی نافذ ہیں) خواہ غلام آزاد کرے، یا صدقہ دے یا کوئی وصیت بالمعروف کرے۔ سب نافذ ہیں۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بچہ عقل و فکر کے سن و سال تک پہنچ جائے تو اس کی طلاق، صدقہ اور وصیت نافذ ہے۔ اگرچہ ہنوز اس کو احتلام نہ ہوتا ہو۔ (التہذیب)

۳۔ حسن بن راشد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی لڑکا آٹھ سال کا ہو جائے تو اس کے مال میں تصرفات نافذ ہیں۔ اور اس پر فرائض اور حدود واجب ہیں۔ اور جب کسی لڑکی کی عمر

---

[1] اس اختلافِ آثار کی صورت میں احتیاط واجب کا تقاضا یہ ہے کہ صدقہ کرنے کے بعد اس سے مباشرت کرنے سے اجتناب کیا جائے واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

سات برس ہو جائے تو اس کا حکم بھی یہی[1] ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الوصایا (باب ۴۴) میں اور باب الطلاق (باب ۳۲) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

زکوٰۃ کے علاوہ جو صدقہ وقف علی الفقراء ہو۔ اس سے بنی ہاشم کے فقراء کو دینا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ اسحاق بن ابراہیم نے اپنی (کچھ) جائیداد حجاج اور اپنی ام ولد کنیز کے لئے وقف کی۔ اور جو اس سے بچ جائے وہ فقراء و مساکین کے لئے ہے۔ اور محمد بن اسحاق نے بھی اپنا کچھ مال (بطور صدقہ) ہمارے (غریب) بھائیوں میں تقسیم کرنے کا تہیہ کیا ہے۔ اب جبکہ بنی ہاشم کے کچھ لوگ جو ہمارے ہم خیال بھی ہیں وہ محتاج ہیں تو ان کو اس سے جو گویا صدقہ ہے دیا جا سکتا ہے؟ کیونکہ اسحاق کا وقف تو صدقہ ہی ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ تم نے خدا تم پر رحم فرمائے۔ اسحاق بن ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وقف اور محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ کے صدقہ کے بارے میں اور بنی ہاشم کے غرباء و مساکین تک اس کے پہنچانے کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اسے میں نے سمجھ لیا ہے۔ لہٰذا یہ مال بنی ہاشم کے مستحقین تک پہنچا سکتے ہو۔ خدا تم پر رحم فرمائے۔ کیونکہ جب وہ ہماری مودت کے قائل ہوں تو وہ دوسروں سے زیادہ اس کے حقدار ہیں۔ انشاء اللہ۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۷

اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کے صدقہ اور ھبہ کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک عورت شوہر کی موجودگی میں (اس کی اجازت کے بغیر) اپنے مال سے غلام آزاد کرنے،

---

[1] یہ روایت بظاہر روایاتِ مشہورہ و معتمدہ کے خلاف ہے۔ لہٰذا قانونِ تعادل و تراجح کے مطابق ترجیح ان روایات کو دی جائے گی جو عدد کے اعتبار سے کثیر اور سند کے لحاظ سے زیادہ صحیح ہیں اور بموجب ارشاد امام علیہ السلام ﴿خذ بما اشتھر بین اصحابک و دع الشاذ النادر﴾ ان کو ترجیح دی جائے گی اور اسے اس کے قائل کی طرف لوٹایا جائے گا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

صدقہ دینے، کسی کو مدبر بنانے، ھبہ کرنے اور منت ماننے کا کوئی حق نہیں ہے۔ مگر شوہر کی اجازت سے ماسوائے حج کے، زکوٰۃ دینے اور اپنے والدین سے نیکی کرنے یا صلہ رحمی کرنے کے۔ (الفقیہ، التہذیب، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں: (امامؑ سے) پوچھا گیا: آیا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے مال سے صدقہ دے سکتی ہے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر (حمیریؒ) باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ عورت کے لئے اپنے شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر صدقہ دینا جائز ہے؟ فرمایا: روٹی مع خورش۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: باب الاطعمہ، باب الوصایا اور باب العتق میں ایسی حدیثیں بیان کی جائینگی جو شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کے اپنے مال سے صدقہ دینے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ لہٰذا منع والی حدیثوں کو اذن حاصل کرنے کے استحباب پر محمول کرنا پڑے گا۔ انشاء اللہ۔

کتاب السکنی والحبیس

سکنی اور حبیس[1] کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل آٹھ (۸) باب ہیں)

باب ۱
مومن کو قربۃً الی اللہ سکنی و حبسی کی پیشکش کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہے جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلّاد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ایک مکان خرید فرمایا۔ اور اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ وہ اس میں منتقل ہو جائے۔ (الفروع)

۲۔ معلی بن خنیس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر کیا حق ہے؟ فرمایا: سات حق ہیں اور اس میں سے ہر حق واجب ہے۔ (پھر وہ حقوق بیان فرماتے ہوئے فرمایا) اور چھٹا حق یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس خادم ہو اور تمہارے (ایمانی) بھائی کے پاس نہ ہو تو واجب ہے کہ تم اپنی خادمہ کو اس کے پاس بھیجو تا کہ وہ اس کے کپڑے دھوئے، اس کی روٹی پکائے اور اس کا بستر بچھائے۔ (اصول کافی)

---

[1] وقف اور سکنی و حبیس میں نمایاں فرق یہ ہے کہ وقف میں واقف وقف کردہ چیز کو اپنی ملکیت سے خارج کر کے اس کی اصل اور اس کے منافع کو ان لوگوں یا اس مقصد کے لئے مخصوص کر دیتا ہے جن پر وقف کیا جائے۔ مگر سکنی اور حبیس میں اصل مال مالک کی ملکیت میں باقی رہتا ہے۔ ہاں البتہ مالک کم و بیش کچھ وقت کے لئے کسی کو اصل سے اس کی منفعت حاصل کرنے کی اجازت دے دیتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب المساکن (باب ۲۲ از احکام عشرہ، باب ۳۹ ازفعل صروف، اور باب الوقوف نمبر ۶) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲

سکنی مالک کی شرط کے مطابق ہوتی ہے۔ خواہ اپنی زندگی تک مشروط کرے یا ساکن کی زندگی تک یا اس کی اولاد تک یا مخصوص مدت تک وہ شرط بہرحال لازم ہے اور جب مدت ختم ہو جائے تو پھر مکان اصلی مالک کی طرف لوٹ جائے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں سکنی و عمری کے بارے میں استفسار کیا؟ فرمایا: مومن اپنی شرطوں کے پابند ہوتے ہیں۔ اگر (ساکن کی) زندگی کی شرط مقرر کریں تو اس کی زندگی تک اور اگر اس کی اولاد تک کی شرط لگائیں تو پھر اس کی اولاد کی موت تک باقی رہے گی۔ بعد ازاں مکان اصلی مالک (یا اس کے وارثوں) کی طرف لوٹ جائے گا۔ (کتب اربعہ)

۲۔ احمد بن عمر حلبی اپنے والد (حلبی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو اپنے مکان میں اس کی زندگی تک ٹھہرایا تو؟ فرمایا: جائز ہے۔ اور وہ اسے (اس سے پہلے) نکال نہیں سکتا۔ پھر عرض کیا: اور اگر اسے اور اس کی اولاد کو ٹھہرایا ہو تو؟ فرمایا: یہ بھی جائز ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شرط کے لازم ہونے پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ از الخیار میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ و ۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

جس شخص کو گھر میں سکونت رکھنے اور غلام سے خدمت لینے کا مالک حق دے وہ مکان و غلام کا مالک نہیں بن جاتا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الصباح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سکنی و عمری کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: اگر سکنی (ساکن کی) زندگی تک ہے۔ تو وہ شرط

کے مطابق (صرف زندگی) تک ہوگی۔ اور اگر یہ سکنی اس (ساکن) کے لئے اور اس کی اولاد در اولاد کے لئے بھی ہے۔ یہاں تک کہ ختم ہو جائیں تو وہ لوگ نہ اسے فروخت کر سکیں گے اور نہ ہی اسے وراثت میں تقسیم کر سکیں گے (بلکہ ان کے خاتمہ کے بعد) گھر اپنے پہلے مالک (یا اس کے ورثہ) کی طرف پلٹ جائے گا۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن معبد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ محمد بن احمد بن ابراہیم بن محمد نے ۲۳۳ھ ہجری میں ان (حضرت امام۔۔؟۔۔علیہ السلام) کی طرف خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص ایک بیوی اور چند بیٹیاں بیٹے چھوڑ کر مر گیا۔ اور ان کے لئے ایک غلام چھوڑ گیا۔ جس کے بارے میں اس نے (وصیت کی اور کہا) کہ دس سال تک یہ تمہاری خدمت کرے گا۔ اور اس کے بعد آزاد ہو جائے گا۔ اگر یہ لوگ مضطر و مجبور ہو جائیں تو ان کے لئے اس غلام کا فروخت کرنا جائز ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: اس کی شرط (دس سال) تک فروخت نہ کریں۔ ہاں البتہ اگر مضطر ہو جائیں تو پھر ان کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

(چونکہ یہ حدیث بظاہر شرعی میزان کے خلاف ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ جس مرنے والے شخص نے دس سال کے بعد غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کی تھی وہ اس غلام کے سوا اور کوئی ملکیت چھوڑ کر نہیں مرا تو وارثان کو حق حاصل ہے کہ مکمل وصیت کی اجازت نہ دیں (بنابریں صرف ایک ثلث میں نافذ ہوگی) لہٰذا وارثوں کو اس کے دو ثلث فروخت کرنے کا حق حاصل ہے۔ علاوہ بریں یہ احتمال بھی ہے کہ چونکہ وارث غلام کے جسم اور اس کی خدمت دونوں کے وارث ہیں۔ لہٰذا مراد اس کی دس سالہ خدمات کو فروخت کرنا ہو۔ واللہ العالم۔ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ و ۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جب کوئی مالک کسی شخص کو اپنے مکان میں (مفت) رہائش کی اجازت دے مگر اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہ کرے تو جب چاہے اسے نکال سکتا ہے اور اس صورت میں مالک اپنا مکان فروخت کر سکتا ہے اور اس سے سکنی باطل نہ ہوگی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی کو اپنے مکان میں

ٹھہرایا۔ مگر اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا تو؟ فرمایا: ایسا کرنا جائز ہے۔ اور اسے حق حاصل ہوگا کہ جب چاہے اسے مکان سے نکال باہر کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب عبید اللہ بن جعفرؒ باسناد خود ابو البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ بروایت اپنے اب و جدّ کے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سکنی بھی عاریۃ کی مانند ہے۔ مالک چاہے تو واپس لے لے اور چاہے تو رہنے دے۔ جو چاہے کرے۔ (قرب الاسناد)

اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور دوسرے حکم (گھر کے فروخت کرنے کے جواز) پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے بیع الوقف (باب ۶ میں) اور اجارہ (باب ۲۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵

سکنی اور حبیس کرنے والا اگر ان کی مدت مقرر کرے تو اس کی موت سے یہ باطل ہو جائیں گی۔ اور مال میراث بن جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن اذینہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ابن ابی لیلیٰ (اہل خلاف کے مشہور خاص) کے پاس ایک مقدمہ پیش ہوا۔ کہ ایک شخص نے اپنے بعض رشتہ داروں کو اپنے مکان میں رہائش کی اجازت دی۔ مگر مدت مقرر نہ کی۔ اور پھر وہ مر گیا۔ لہٰذا اس کے وارث اور وہ رشتہ دار اپنا مقدمہ ابن ابی لیلیٰ کی عدالت میں لے آئے۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا: میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس مکان کو اسی آدمی کے پاس رہنے دیا جائے۔ جسے مالک دے کر گیا ہے۔ اس پر محمد بن مسلم ثقفی نے کہا لیکن حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اس مسجد (کوفہ) میں اس فیصلہ کے خلاف فیصلہ کیا تھا۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا: تمہیں کس طرح اس کا علم ہے؟ کہا: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ (ایسی صورت میں) حضرت علی علیہ السلام نے سکنی اور حبیس (غلام) واپس کرنے اور وراثت میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا تھا! اس پر ابن ابو لیلیٰ نے ان سے پوچھا: یہ ہماری (حدیث والی) کتاب میں لکھا ہوا ہے؟ کہا: ہاں! کہا: ذرا وہ کتاب تو منگوا دیں۔ محمد بن مسلم نے کہا: شرط یہ ہے کہ اس کتاب میں اسی حدیث کے سوا اور کچھ نہ پڑھو! کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ ابن مسلم نے کتاب منگوا کر ان کو وہ حدیث دکھائی۔ جس پر قاضی نے اپنا فیصلہ تبدیل کر دیا۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب، معانی الاخبار)

۲۔ عبدالرحمٰن جعفی بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی مواریث کے معاملہ میں جن میں ایک حبیس بھی تھا۔ (قاضی) ابن ابی لیلیٰ کے پاس آتا جاتا رہتا تھا تاکہ وہ ان کی تقسیم کا انتظام کرائیں۔ مگر وہ ٹال مٹول سے کام لیتے تھے۔ چنانچہ میں نے اس بات کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کی۔ امام ع نے فرمایا: کیا اسے معلوم نہیں کہ (اس صورت میں) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حبیس کے واپس کرنے اور وراثت تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔ عبدالرحمٰن جعفی بیان کرتے ہیں کہ جب میں قاضی کے پاس گیا تو اس نے میرے معاملہ کا اسی طرح فیصلہ کیا جس طرح وہ کیا کرتا تھا (جس کا تذکرہ پہلی حدیث میں ہے)۔ تو میں نے اسے بتایا کہ میں نے تمہاری روش کی شکایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں کی تھی۔ اور انہوں نے ایسا ایسا فرمایا (جو اوپر مذکور ہے)۔ اس پر ابن ابی لیلیٰ نے مجھ سے حلف لیا (کہ واقعاً امام علیہ السلام نے ایسا فرمایا ہے)۔ چنانچہ میں نے حلف اٹھالیا۔ جس پر اس نے فیصلہ میرے حق میں کر دیا۔ (ایضاً)

باب ۶

جو شخص مملوک کو کسی کا حبیس بنا جائے کہ اس کی زندگی تک اس کی خدمت کرے گا تو یہ لازم ہے اور اگر وہ کہہ جائے کہ جب وہ (مخدوم) مر جائے تو یہ غلام آزاد ہو جائے گا تو اس کے وارثوں کو اسے خادم بنا کر رکھنے کا کوئی حق نہیں اگرچہ وہ کچھ عرصہ کے لئے بھاگ بھی گیا ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر ایک شخص اپنی کنیز اپنی کسی محرم عورت کی خدمت کے لئے اس کی زندگی تک حبس کرے تو؟ فرمایا: جس طرح وہ کرے گا وہ اسی طرح (جائز) سمجھا جائے گا۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص خادمہ (کنیز) سے جو اس کی خدمت کرتی ہے کہہ دیتا ہے کہ اب یہ فلاں شخص کی ہے اس کی زندگی تک اس کی خدمت کرے گی۔ اور جب وہ مر جائے گا تو یہ آزاد ہو جائے گی۔ اس کے بعد وہ کنیز اس شخص کی موت سے پانچ چھ سال پہلے کہیں بھاگ گئی۔ اس کے بعد وارثوں نے ڈھونڈ نکالی۔ آیا جتنی مدت کے لئے وہ بھاگ گئی تھی اتنی مدت تک اس سے خدمت لے سکتے ہیں؟ فرمایا: جب وہ شخص وفات پا گیا تو وہ آزاد ہو جائے گی۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس موضوع پر فی الجملہ دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں۔

اور باب ۳ وقف میں اور باب ۶ از خیار میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷

اگر کوئی شخص وصیت کر جائے کہ فلاں شخص کو میرے مال کے ثلث سے جو بچ جائے دے دیا جائے مگر یہ نہ بتا جائے کہ وہ ثلث کہاں صرف کیا جائے؟ تو ثلث کا صرف کرنا واجب ہے اس کی وجہ سے اسے وقف نہیں کیا جا سکتا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک مرنے والا یہ وصیت کر گیا کہ اس کے مال کے ثلث سے جو بچ جائے وہ فلاں شخص کو دے دیا جائے۔ مگر دوسرے ثلث کے خرچ کرنے کے بارے میں کوئی حکم نہیں دے گیا۔ آیا وصی کو یہ حق حاصل ہے کہ میت کے ثلث کو وقف کر دے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اس کے ثلث میں اسے نافذ سمجھا جائے اور اسے وقف نہ کیا جائے۔(الفقیہ، المقنع، التہذیب، الفروع)

باب ۸

جو شخص اپنے مکان میں سکونت کا حق کسی شخص کو اس کی زندگی تک دے جائے تو وہ (سکونت) اس شخص کے وارثوں کی طرف منتقل نہیں ہوگی جب تک اس کی شرط نہ ہو۔ اور مرنے والے (مالک) کو وارثوں کا ساکن کو نکالنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود خالد بن نافع بجلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو اس کی زندگی تک اپنے مکان کی سکونت کا حق دے دیا۔ اس کے بعد مالک مر گیا۔ مگر جسے وہ حق سکونت دے گیا تھا وہ زندہ رہ گیا۔ اب اگر مالک کے وارث چاہیں تو اس شخص کو مکان سے بے دخل کر سکتے ہیں؟ فرمایا: اس مکان کی عادلانہ قیمت مقرر کی جائے۔ اور پھر دیکھا جائے کہ میت کے مال کا ثلث کس قدر ہے؟ پس اگر اس کا ثلث اس قدر ہے جو مکان کی قیمت کے برابر ہے تو پھر (وہ اسی ثلث کے حساب سے بیٹھا رہے گا) اور وارثوں کو اسے نکالنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اور اگر ثلث اس سے کم ہے۔ تو پھر اسے نکال سکتے ہیں۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ سکونت رکھنے والا شخص مر جائے تو

کیا یہ سکونت کا حق اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہوگا؟ فرمایا: نہ۔ (کتب اربعہ)

۲۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے عُمریٰ کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ یہ اس کے لئے جائز ہے جس کے لئے عمریٰ بنا جائے۔ لہٰذا جو شخص کسی کو اپنی زندگی تک اپنے مکان میں رہنے کی اجازت دے تو جب اس کی وفات ہو جائے تو وہ مکان اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ (التہذیب والاستبصار)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ (ضمیروں کے اختلاف کی وجہ سے) اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنی زندگی تک اس کے مکان میں رہائش رکھنے کی اجازت دے اور پھر مالک تو زندہ ہو مگر ساکن مر جائے تو یہ حق سکونت ساکن کے وارثوں کی طرف منتقل ہو جائے۔ ہاں جب مالک مر جائے تو پھر وہ مکان وارثوں کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

کتاب الھبات

ھبہ کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل بارہ (۱۲) باب ہیں)

باب ۱

جس سے کچھ لینا ہو اسے وہ مال ھبہ کیا جا سکتا ہے اور اس کا نام اِبراء ہے اور یہ لازم ہے اس سے رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہے جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی شخص سے کچھ درہم لینے تھے۔ اس نے وہ درہم اسے ھبہ کر دیے (بخش دیے)۔ آیا وہ اس سے رجوع کر سکتا ہے؟ (دوبارہ مطالبہ کر سکتا ہے؟)۔ فرمایا: نہ۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ معاویہ بن عمار روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: ایک شخص کے ذمہ کسی کے کچھ درہم تھے۔ اس نے بخش دیئے۔ پھر رجوع کر لیا۔ پھر بخش دے۔ پھر رجوع کر لیا۔ پھر بخش دے اور پھر مر گیا تو؟ فرمایا: وہ درہم اسی کے سمجھے جائیں گے جسے مالک نے ھبہ کر دیا تھا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ مما یکتسب بہ اور اس کے باب ۸۸ و ۹۲ میں) اور کچھ اس کے بعد ھبۃ الصداق میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

اگر کسی شخص نے کسی شخص سے کچھ لینا ہو۔ اور وہ کسی اور شخص کو ھبہ کر دے (اور اس کی وصولی سے پہلے) پھر اسے ھبہ کر دے جس سے لینا تھا تو دوسرا ھبہ صحیح ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی سے کچھ مال لینا تھا۔ جو اس نے اپنے بیٹے کو ھبہ کر دیا۔ (کہ اس آدمی سے وصول کرے)۔ مگر جب اس آدمی نے (جس کے ذمہ وہ مال تھا) اس (مالک) سے اس مال کا تذکرہ کیا۔ تو اس نے اسے کہہ دیا وہ دنیا و آخرت میں تمہارے لئے حلال ہے۔ آیا اس طرح وہ مال اس کے لئے حلال ہو جائے گا۔ جبکہ وہ یہ مال پہلے اپنے بیٹے کو ہبہ کر چکا تھا؟ فرمایا: ہاں ایسا کرنا صحیح ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے مال پہلے اپنے بیٹے کو ھبہ کیا۔ اور پھر گویا اس سے لے کر اس کو ھبہ کر دیا۔ (جس سے لینا تھا)۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۴ میں) ایسی حدیثیں بیان کی جائیگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قبض سے پہلے ھبہ لازم نہیں ہوتا۔

باب ۳

صدقہ میں قصد قربت شرط ہے۔ مگر ھبہ و بخشش میں یہ شرط نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (لفظ) صدقہ (جس میں قصد قربت کیا جاتا ہے) پر صدقہ کے اطلاق کا آغاز بعد میں ہوا ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں تو لوگ ھبہ کا لفظ استعمال کرتے تھے (اور انہوں نے اس میں غلطی کی کہ صدقہ کو ھبہ کے معنوں میں استعمال کیا) لہٰذا جس چیز (صدقہ) میں قصد قربت کیا جائے۔ اس میں رجوع نہیں ہو سکتا۔ اور جو (ھبہ) بقصد قربت نہ دیا جائے اس میں رجوع کیا جا سکتا ہے۔ (یعنی واپس لیا جا سکتا ہے) خواہ قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صدقہ جبکہ بقصد قربت دیا جائے وہ واپس نہیں لیا جا سکتا۔ مگر ھبہ واپس لیا جا سکتا ہے خواہ قبضہ ہو یا نہ ہو۔ مگر وہ ھبہ جو کسی رشتہ دار کو کیا جائے کہ اس میں رجوع نہیں ہو سکتا۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ و ۶ و ۷ از وقف میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

قبضہ سے پہلے ھبہ لازم نہیں ہوتا۔ اور اگر ھبہ کرنے والا قبضہ سے پہلے مر جائے تو ھبہ باطل ہو جائے گا اور ھبہ کرنے والے کا اپنے صغیر السن بیٹے کی طرف سے قبض کرنا کافی ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز کسی کو ھبہ کرے اور قبضہ دینے سے پہلے مر جائے تو؟ فرمایا: اس طرح وہ چیز بمنزلہ اس کی میراث کے ہوگی۔ (یعنی ھبہ باطل متصور ہوگا)۔ اور اگر وہ چیز اپنے اس چھوٹے بچہ کو ھبہ کی ہے جو اس کی گود میں پرورش پا رہا ہے اور اس پر گواہ بھی مقرر کرے تو یہ جائز ہے۔ (التہذیب)

۲۔ ابو مریم اور عبد الرحمٰن بن سیابہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کوئی چیز بطور صدقہ یا بطور ہدیہ کسی کو دے تو دوسرا شخص (جسے دیا گیا ہے) قبض کرے یا نہ کرے۔ تمہیں اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ وہ جائز ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ یہاں جواز سے مراد یہ ہے کہ بعض صورتوں میں لازم نہیں ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ رجوع یا مدت سے پہلے باطل نہیں ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے واھب کا قبضہ سے پہلے ھبہ کرنا مراد ہے یا مشترکہ مال میں سے تقسیم سے پہلے ھبہ کرنا مراد ہو۔

۳۔ ابراہیم بن عبد الحمید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ھبہ (والا مال) جب تک تمہارے قبضہ میں ہے تمہیں (اس کے واپس لینے کا) اختیار ہے۔ لیکن جب اس شخص تک پہنچ جائے جسے ھبہ کیا گیا ہے تو پھر تم رجوع نہیں کر سکتے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: قبضہ کے بعد واپس نہ لے سکنا بعض صورتوں پر محمول ہے (جن کی تفصیل آئندہ باب

میں آ رہی ہے) اور یہ کراہت پر محمول ہے۔

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ بن عبید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تھا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے آپؑ کے لئے (بطور ھبہ وہدیہ) کچھ مال معین کیا۔ مگر پھر وہ ضرورتمند ہوگیا۔ آیا وہ لے سکتا ہے یا بہر حال آپؑ کی طرف بھیجے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: جب تک اپنے ہاتھوں سے باہر نہ کرے (قبضہ نہ دے) تب تک اسے اختیار ہے۔ اور اگر وہ ہماری طرف بھیج دیتا تو جب وہ محتاج تھا تو ہم اس سے ہمدردی کرتے۔ (اسے دے دیتے)۔ (الفروع، الفقیہ، اکمال الدین)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹۱ از مما یکتسب بہ۔ و باب ۱۹ از خیار و باب ۴ کتاب وقف میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ و ۱۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جب ھبہ یا صدقہ والدین یا اولاد کو دیا جائے اور قبضہ بھی دیا جائے یا اولاد صغیر السن ہو تو رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کو کوئی چیز ھبہ کی۔ آیا وہ واپس لے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں (یعنی قبضہ سے پہلے)۔ مگر یہ کہ بیٹا چھوٹا ہو (کہ اس طرح خود واھب کا قبضہ بیٹے کا قبضہ متصور ہوگا)۔ (التہذیب)

۲۔ عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز اپنی چھوٹی اولاد کو صدقہ میں دی۔ پھر (بغور دیکھنے سے) اسے کنیز پسند آ گئی۔ تو آیا وہ اس سے مباشرت کر سکتا ہے یا اس کی قیمت مقرر کرکے قیمت اولاد کے لئے رکھ دے اور کنیز کو اپنے تصرف میں لائے؟ یا بالکل اسے اپنی حالت پر چھوڑ دے؟ فرمایا: اس کی عادلانہ قیمت مقرر کرکے وہ رقم اولاد کے لئے رکھ دے اور اسے استعمال کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ علی بن جعفرؑ اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ

جب کوئی شخص کسی کو کچھ صدقہ دے تو کیا قبضہ سے پہلے نافذ ہے؟ فرمایا: جب کوئی اولادِ صغیر کو صدقہ دے تو یہ نافذ ہے اور اس کا قبضہ ہی اولاد کا قبضہ تصور ہوگا۔ اور اگر بڑی اولاد کو دے تو قبضہ سے پہلے نافذ نہیں ہے۔ پھر سوال کیا: اگر کوئی شخص کسی شخص کو کچھ صدقہ دے، اور ہنوز قبضہ نہ دے تو جائز ہے؟ فرمایا: قبضہ دے یا نہ رہے ہر حال جائز ہے۔ پھر سوال کیا: جو صدقہ قربۃ الی اللہ دیا جائے۔ وہ واپس لیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: جو محض خدا کے لئے دیا جائے تو پھر وہ فقراء و مساکین کا مال ہے وہ واپس نہیں لے سکتا۔ (بحار الانوار)

(اس سے معلوم ہوا کہ حدیث کی ابتداء میں نافذ صدقہ ھبہ کے معنٰی میں استعمال ہوا ہے)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ و ۱۲ از فروخت اور باب ۳ میں یہاں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے (باب ۱۷ از وصایا) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

اگر رشتہ داروں کو ھبہ کیا جائے تو اس میں رجوع جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن ابن عبد اللہ اور عبد اللہ بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی کو کچھ ھبہ کرتا ہے آیا وہ واپس لے سکتا ہے؟ فرمایا: جو ھبہ رشتہ داروں کو کیا جائے یا جس کا معاوضہ لیا جائے تو وہ نافذ (لازم) ہوتا ہے اور جو اس کے علاوہ ہے اس میں اگر آدمی چاہے تو رجوع کر سکتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ داؤد بن حصین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی صدقہ یا ھبہ میں رجوع کر سکتا ہے؟ فرمایا: صدقہ میں تو نہیں کر سکتا۔ اور جہاں تک ھبہ کا تعلق ہے تو جب تک اس کا قبضہ نہیں دیا۔ تو اگرچہ رشتہ داروں کو کیا ہو رجوع کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ معلیٰ بن خنیس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مضمون بالا کی جو روایت کی ہے اس میں یہ اضافہ بھی ہے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کے راستہ کو نقصان پہنچائے وہ اس کا ضامن ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مضمون پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ و ۵ و ۱۲ از وقوف اور یہاں باب ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ و ۱۱ اور باب ۱۷ از وصایا میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

زن وشوہر کا ایک دوسرے کو کوئی چیز ھبہ کرکے رجوع کرنے کا حکم؟ اور شوہر کی اجازت کے بغیر زوجہ کے ھبہ کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب شوہر اپنی بیوی کو کوئی ہبہ کرے یا بیوی شوہر کو۔ تو پھر وہ اس میں رجوع نہیں کر سکتے۔ قبضہ کریں یا نہ؟ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿اَنْ تَأْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا﴾ (جو کچھ تم نے بیویوں کو دیا ہے اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو)، فرمایا: اس میں حق مہر اور ھبہ دونوں داخل ہیں۔ مگر یہ کہ بیوی اپنی خوشی سے کچھ واپس کردے۔ ﴿فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓئًا مَّرِيْٓئًا﴾۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ عدم اجازت کراہت پر محمول ہے۔ (نہ کہ حرمت پر)۔

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے حق مہر لینا ہے اور وہ اپنی مرض (الموت) میں اسے بریٔ الذمہ قرار دے دیتی ہے تو؟ فرمایا: نہ۔ ہاں اگر اس (حالت میں) بخشنا چاہے تو صرف ایک ثلث بخش سکتی ہے۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ الفاظ ہیں جو آپؐ سے پہلے کسی نے نہیں کہے: ﴿العائذ فی ھبة کالعائذ فی قیئه ھبة الرجل لزوجته یزید فی عفتھا﴾ ھبہ کرکے رجوع کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی قئے کرکے چاٹنے والا۔ اور شوہر کا اپنی بیوی کو کچھ ھبہ کرنا اس کی عفت و پاکدامنی میں اضافہ کرتا ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے صدقات (باب ۱۱ و ۱۷) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۸

قبضہ کے بعد اور ھبہ کردہ چیز کے تلف ہو جانے کے بعد رجوع جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک ھبہ کردہ چیز موجود ہو تو واھب رجوع کرسکتا ہے ورنہ (تلف ہو جانے کے بعد) نہ۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

باب ۹

ھبۂ معوضہ میں رجوع جائز نہیں ہے اور غیر معوضہ میں جائز ہے جبکہ یہ شرط مقرر کر لی جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ھبہ کرنے والا کوئی عوض لے لے تو پھر رجوع نہیں کر سکتا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ قاسم بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی آدمی کو اپنی کنیز ھبہ کرتا ہے۔ اس امید پر کہ اسے اس کا کچھ معاوضہ دیا جائے گا۔ آیا وہ اپنے ھبہ میں رجوع کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جبکہ یہ شرط مقرر کر لی ہو (کہ اگر کچھ معاوضہ نہ دیا گیا۔ تو وہ واپس لے سکے گا)۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر مالک کسی کو اپنی کنیز ھبہ کرے اور وہ (اس کے جواب میں) اسے کچھ معاوضہ نہ دے تو آیا یہ اس کنیز سے مباشرت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ جبکہ اس نے ھبہ کرتے وقت یہ شرط عائد نہ کی ہو۔ (کہ واپس نہیں لے سکے گا)۔ (التہذیب)

باب ۱۰

چند مستثنیٰ صورتوں کے سوا ھبہ قبضہ سے پہلے اور اس کے بعد بھی واپس لیا جا سکتا ہے مگر مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن بزیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی ام الولد کنیز کو کچھ مال و متاع یا خادمہ ھبہ کی۔ آیا اس کی مرضی کے خلاف واپس لے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ جبکہ ام ولد ہو۔ (التہذیب)

۲۔ ابراہیم بن عبدالحمید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک ھبہ کردہ چیز تمہارے ہاتھوں میں ہے (اس کا قبضہ نہیں دیا) تمہیں اس (سے رجوع کرنے) کا اختیار ہے۔ لیکن جب تمہارے ہاتھوں سے نکل جائے۔ (قبضہ دے دو) تو پھر نہ۔ (یعنی مکروہ ہے)۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ اور باب ۱۹، از خیار۔ اور مستثنیٰ شدہ مقامات کا تذکرہ باب ۵ و ۹ میں مذکور ہے)۔

باب ۱۱

عطاء وبخشش میں بعض اولاد کو بعض پر اور بعض عورتوں کو بعض عورتوں پر فضیلت دینا جائز ہے جب انہیں کوئی خصوصیت حاصل ہو اور اس کے بغیر مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن قیس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی بعض اولاد کو دوسری بعض پر ترجیح دیتا ہے تو؟ فرمایا: ہاں (جائز ہے) اور بعض عورتوں کو دوسری بعض پر بھی ترجیح دے سکتا ہے۔ (جبکہ کوئی کوئی وجہ ترجیح ہو)۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی مختلف البطن اولاد ہے۔ آیا وہ بعض کو بعض پر ترجیح دے سکتا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۳۔ معاویہ (بن عمار) اور ابی کہمس بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ یہ ترجیح حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام کو دی اور امام حسین علیہ السلام نے اپنے بیٹے علی (زین العابدین علیہ السلام) کو دی اور میرے والد نے مجھے دی اور میں بھی ایسا کرتا ہوں (اپنے بیٹے موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ساتھ)۔ (ایضاً)

۴۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسنادِ خود مسعدۃ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) نے فرمایا: میں اپنی بعض اولاد کے ساتھ زیادہ اچھا سلوک کرنا چاہتا ہوں۔ اسے اپنی ران پر بٹھانا چاہتا ہوں۔ اور اس کے نمک تک کی فکر کرتا ہوں۔ اور اس کا زیادہ شکریہ ادا کرتا ہوں مگر ایسا نہیں کرتا۔ تاکہ اس کے دوسرے بھائی اس کے ساتھ وہی سلوک نہ کریں جو برادرانِ یوسفؑ نے جناب یوسفؑ کے ساتھ کیا تھا۔ خداوند عالم نے سورۂ یوسف میں یہ قصہ اس لئے بطور مثال (وتنبیہ) بیان کیا ہے تاکہ کوئی کسی سے ایسا نہ کرے۔ اس لئے خدا نے اسے ہمارے موالیوں کے حجت اور رحمت اور ہمارے مخالفوں اور دشمنوں کے خلاف سند قرار دیا۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الوصایا (باب ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۹۶ از وصایا) اور باب النکاح (باب ۹۱ از احکام الاولاد میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

مشترکہ چیز کا (تقسیم سے پہلے) ھبہ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن عمر حلبی سے اور وہ اپنے والد (عمر حلبی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مشترکہ مکان ہے۔ تو اگر کوئی شخص (تقسیم سے پہلے) اپنا حصہ وقف کرنا چاہے تو؟ فرمایا: کر سکتا ہے! عرض کیا: اور اگر ھبہ کرنا چاہے تو؟ فرمایا: وہ بھی جائز ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۴ اور باب ۹ باب الوقوف میں) گزر چکی ہیں۔

کتاب السبق¹ والرمایۃ

گھڑ دوڑ اور تیر اندازی کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چار (۴) باب ہیں)

باب ۱

گھوڑوں کو دوڑانا اور سدھانا اور گھڑ دور کا مقابلہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہے جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

۱؎ زمانے کے بدلنے سے اس کے تقاضے بھی بدل جاتے ہیں یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ یہ گھڑ دوڑ کے مقابلہ کرنے اور تیر اندازی کے سوا مقابلہ کرنے کرانے کے جو فضائل قرآن وسنت میں وارد ہوئے ہیں یہ اس دور سے متعلق ہیں جب جہاد فی سبیل اللہ گھوڑوں پر سوار ہو کر کیا جاتا تھا۔ اور اس دور کے ہتھیار سیف وسنان کے علاوہ زیادہ تر تیر ہوتے تھے۔ مگر زمانہ بدلنے سے آلات حرب وضرب بھی بدل گئے۔ آج گھوڑوں کی جگہ ٹینکوں اور جنگی جہازوں نے اور سیف وسنان اور تیر کی جگہ کئی قسم کی بندوقوں، توپوں بلکہ ایٹم بموں نے لے لی ہے لہٰذا آج ان چیزوں میں مہارت حاصل کرنا اسلام کی عین منشاء کے مطابق ہے۔ اور موجودہ دور کی گھڑ دوڑ کے مقابلوں کو اسلامی گھڑ دوڑ سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ اس کا مقصد اور ہے اور اُس کا مقصد اور تھا۔ ﴿وانما الاعمال بالنیات﴾۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

گھوڑے دوڑائے تھے اور سبقت لے جانے والے کے لئے چاندی کے چند اوقیہ (خاص وزن ہے) بطور انعام مقرر فرمائے تھے۔ (الفروع)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار مشرکوں نے حوالی مدینہ میں لوٹ مار کی۔ بس کسی منادی نے ندا دی: اے بُری صبح! جب یہ آواز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کانوں میں پڑی تو (یکا وتنہا) اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کی تلاش میں چل پڑے اور آپ کے اصحاب میں سے جو سب سے پہلے آپؐ کے ساتھ آکر شامل ہوئے وہ ابوقتادہ تھے جو اپنے گھوڑے پر سوار تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے جو زین تھی اس کی دونوں کناروں میں لیف خرما بھری ہوئی تھی اور اس میں کوئی کانٹا وغیرہ نہیں تھا۔ الغرض دشمن کو بہت تلاش کیا۔ مگر وہ نہ مل سکا۔ اس اثناء میں بہت سے گھوڑے (مع سواروں کے) جمع ہو گئے۔ ابوقتادہ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! دشمن تو واپس چلا گیا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو آج ذرا گھڑ دوڑ کا مقابلہ نہ ہو جائے؟ فرمایا: ہاں (ضرور) چنانچہ سب نے مل کر مقابلہ کیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب پر سبقت لے گئے۔ جس پر آپؐ نے فخریہ انداز میں فرمایا کہ میں قریش کے کریم وشریف باپوں کا فرزند ہوں اور میرا گھوڑا بہت عمدہ (نسل کا) ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فرشتے انعام مقرر کرکے ہر قسم کی مقابلہ بازی کرنے سے دور بھاگتے ہیں اور ایسا کرنے والے پر لعنت کرتے ہیں سوائے سم (گھوڑے، گدھے اور خچر) اور خف (اونٹ) اور تیر اور نیزے والے مقابلہ کے (جو سابقہ دور میں آلات حرب و ضرب تھے)۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسامہ بن زیدؓ سے گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کیا تھا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۵۷ از مقدمات النکاح میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

تیر اندازی کرنا اور اس کا مقابلہ کرنا اور اسے گھڑ سواری پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فرشتے کسی (کھیل) کے پاس حاضر نہیں ہوتے۔ ماسوا تیر اندازی اور گھڑ دوڑ کی مقابلہ بازی کے اور ماسوا مرد کی اپنی اہلیہ سے ہنسی مذاق کے۔ (الفروع)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تیر اندازی کرنا اسلام کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حفص بن البختری بیان کرتے ہیں کہ تیر اندازی اور گھڑ دوڑ کا مقابلہ دیکھنے کے لئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تشریف لے جاتے تھے۔ (ایضاً)

باب ۳

گھڑ دوڑ اور تیر اندازی جائز ہے؟ اور اس پر انعام کا مقرر کرنا جائز ہے؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی انعامی شرط مقرر کرنا جائز نہیں ہے ماسوا خف (اونٹ) یا سم (گھوڑا وغیرہ) کے مقابلہ یا تیر اندازی کے مقابلہ کے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علا بن سیابہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص حمام سے کھیلتا ہے اور اس پر شرط باندھتا ہے اس کی گواہی (قبول کرنے میں) کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود گھڑ دوڑ کا مقابلہ کیا ہے۔ اور فرماتے تھے کہ جب خف وسم، اور تیر کا مقابلہ ہو تو وہاں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ جو ہے وہ جوا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض فضلاء نے کہا ہے کہ (حدیث میں وارد لفظ حمام) مکہ و مدینہ کے لوگوں کے عرف میں حمام سے مراد گھوڑا ہے جس کی دلیل امام علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھڑ دوڑ سے استدلال کرنا ہے۔ (نہ وہ ظاہری مفہوم جو حمام سے ذہن میں آتا ہے یعنی کبوتر)۔ (التہذیب)

۳۔ حسین بن سعیدؒ اپنی کتاب الزہد میں باسناد خود بشیر نبال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار ایک اعرابی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپ اپنی اس اونٹنی کے ساتھ میرے ساتھ (میری اونٹنی کے ساتھ) مقابلہ کریں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی درخواست کو قبول کر لیا۔ اور مقابلہ کیا جس میں اعرابی سبقت لے گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہؓ سے) فرمایا: تم نے اس اونٹنی کو بہت بلند و بالا کر رکھا تھا۔ خدا نے چاہا کہ اسے پست کرے۔ (کتاب الزہد)

۴۔ جناب احمد بن عبداللہ برقیؒ باسنادخود ولید بن ابان رازی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ زادان فروخ نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص شکار کے پیچھے گھوڑا دوڑاتا ہے۔ جس سے اس کا مقصد شکار کرنا نہیں ہے بلکہ صحت یابی کے لئے (مشق کرنا) ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں (کیونکہ عقلائی غرض موجود ہے) جب تک مقصد محض لہو ولعب نہ ہو۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

اس مقابلہ بازی میں پہلے دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والے کے لئے انعام مقرر کرنا جائز ہے۔ اور وہ شرط کے مطابق ہوگا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام حفی سے لے کر مسجد بنی زریق تک گھڑ دوڑ کا مقابلہ کرایا ان گھوڑوں کے ساتھ جن کو (اس مقصد کے لئے) دبلا پتلا کیا گیا تھا اور انعام تین کھجوریں قرار دیں۔ چنانچہ ایک کھجور اول آنے والے کو دی۔ اور ایک کھجور دوسرے نمبر پر اور ایک کھجور تیسرے نمبر پر آنے والے کو مرحمت فرمائی۔ (الفروع)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفرؒ باسنادخود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھڑ دوڑ کا مقابلہ کرایا۔ اور جیتنے والوں کو اپنی طرف سے انعام دیا۔ (قرب الاسناد)

۳۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھڑ دوڑ کا مقابلہ کرایا۔ اور جیتنے والے کیلئے چاندی کے سات اوقیے انعام مقرر فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ تبوک سے واپسی پر اونٹوں کا مقابلہ کرایا۔ پس عضباء نامی ناقہ سبقت لے گئی جس پر اسامہ سوار تھا۔ پس لوگ کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبقت لے گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اسامہ بازی لے گیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے خیار الشرط وغیرہ ابواب میں (باب ۶ از خیار میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو (ہر جائز) شرط کے لزوم پر دلالت کرتی ہیں۔

کتاب الوصایا

وصیت کرنے کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل ایک سو (۱۰۰) باب ہیں)

باب ۱

جب بندہ کے ذمہ کسی کا حق ہو اس کے لئے (ادائے حق) کی وصیت کرنا واجب ہے اور دوسروں کے لئے مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وصیت کرنا واجب ہے۔ اور خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی ہے۔ للہذا ہر مسلمان کو کرنا چاہیئے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ ابو الصباح کنانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وصیت کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: وصیت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، المقنعہ عن النبیؐ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ ایک مسلمان کو چاہیئے کہ جب سوئے تو اس کی وصیت اس کے سر کے نیچے ہو۔ (المصباح، کذا فی المقنعہ)

۴۔ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، مروی ہے کہ فرمایا: جو شخص وصیت کئے بغیر مر جائے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۹ و ۳۰ از احتضار، باب ۱۳ از آداب سفر، باب ۴۱ از امر بالمعروف وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۳ و ۴ و ۶ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ائمہ ہدائی علیہم السلام کے وصیت کرنے کے بارے میں بطریق عامہ و خاصہ کے حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔

باب ۲

اگر آدمی کے ذمہ کچھ زکوٰۃ کی ادائیگی باقی ہو تو اس کے متعلق وصیت کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (کچھ مالی) وصیت کرنے سے وہ کمی پوری ہو جاتی ہے جو زکوٰۃ کی ادائیگی میں رہ گئی ہو۔

(الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یحییٰ سے اور وہ مرفوعاً ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے مال میں سے ایک ثلث (۱/۳) کی (غرباء و مساکین کے لئے) وصیت کر جائے۔ وہ اس کی زکوٰۃ سے شمار ہوگی۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

منقولہ طریقہ پر وصیت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن جعفر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص مرتے وقت اچھی طرح وصیت نہ کر سکے۔ یہ اس کی عقل و مروت کا نقص و قصور سمجھا جائے گا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کس طرح وصیت کرے؟ فرمایا: جب اس کی وفات کا وقت قریب آئے اور لوگ جمع ہوں تو کہے: ﴿اللّٰھم فاطر السموات و الارض ۔

عالم الغیب و الشهادة الرحمن الرحیم اللّٰهم انی اعهد الیك فی دار الدنیا انی اشهد انی لا اله ولا انت وحدك لا شریك لك و ان محمدًا عبدك و رسولك و ان الجنة حق و ان النار حق و ان البعث حق و الحساب حق و القدر و المیزان حق و ان الدین کما وصفت و ان الاسلام کما شرعت و ان القول کما حدثت و ان القرآن کما انزلت و انك انت اللّٰه الحق المبین جزی اللّٰه محمدًا خیر الجزاء و حیّا محمدًا و آل محمد بالسلام. اللّٰهم یا عدتی عند کربتی و صاحبی عند شدتی و یا ولی نعمتی الٰهی و اله آبائی لا تکلنی الی نفسی طرفة عین ابداً، فانك ان تکلنی الی نفسی اقرب من الشر، و ابعد من الخیر، فآنس فی القبر وحشتی واجعل لی عهداً یوم القاك منشوراً ﴾ (شفاعت کے مستحق نہیں ہوں گے مگر وہ لوگ جو خدا سے عہد لے چکے ہوں گے)۔ فرمایا: یہ ہے میت کا وہ عہد۔ فرمایا: وصیت کرنا واجب ہے اور ہر مسلمان اس وصیت کو یاد کرے اور اسے آگے تعلیم بھی دے۔ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تعلیم دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے (خدا کی جانب سے) جبرئیل امین علیہ السلام نے بتائی۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ مصباح میں فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! اس وصیت کو یاد کرو۔ اور اپنے اہل بیتؑ اور اپنے شیعوں کو اس کی تعلیم دو۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، تفسیر قمی، مصباح المتہجد، مصباح کفعمی وغیرہا)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ منقولہ وصیتیں بہت سی ہیں جیسا کہ بعض باب الوقوف میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴

وصیت کو ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں یہ قصہ بیان کیا کہ میں سفر مکہ پر جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک شخص ردیف بن گیا۔ وہ اثناءِ راہ میں بیمار ہو گیا۔ اور اس کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ پس میں اس کی تیمارداری کرتا رہا۔ پھر اسے افاقہ ہو گیا۔ اور بالکل چنگا بھلا ہو گیا۔ اور پھر جس دن اس کی وفات ہوئی اس دن بھی خاصہ افاقہ تھا۔ مگر وہ مر گیا۔ (یہ ماجرا سن کر) امام علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص (بیمار) کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو خداوند عالم اس کی بینائی، سماعت اور عقل کو وصیت کرنے کی خاطر واپس لوٹا دیتا ہے۔ اب اس کی مرضی خواہ وصیت کرے یا

نہ کرے۔ یہی (لمحہ) وہ راحت ہے جسے راحۃ الموت کہا جاتا ہے اور یہ وصیت ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مرتے وقت اپنے ان رشتہ داروں کے لئے جو اس کے (شرعاً) وارث نہیں بنتے کوئی (مالی) وصیت نہ کر جائے (کم از کم ثلث میں سے) تو گویا اس نے اپنے عمل کا خاتمہ گناہ پر کیا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ بعض ائمہ علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم فرماتا ہے: فرزند آدم! میں نے تجھ پر تین (خصوصی) احسان کئے ہیں: (۱) میں نے تیرے ایسے گناہوں پر پردہ ڈالا کہ اگر تیرے گھر والوں کو ان کی بھنک پڑ جاتی تو وہ تجھے دفن نہ کرتے۔ (۲) میں نے تجھے کشادہ روزی دی پھر تجھ سے قرض مانگا مگر تو نے نہ دیا۔ (۳) میں نے تجھے موت کے وقت ایک ثلث میں وصیت کرنے کی مہلت دی مگر تو نے کوئی کار خیر نہ کیا۔ (الفقیہ، الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ اور احتضار باب ۳۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵

وصیت کرنے میں وارثوں کو نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں کوئی پروا نہیں کرتا کہ (زیادہ وصیت کرکے) اپنی اولاد کو نقصان پہنچاؤں یا ان کا مال چوری کروں۔ (یعنی ناجائز ہونے میں دونوں باتیں برابر ہیں)۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۰ از احتضار میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ و ۹ و ۳۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۶

موت کے وقت عمدہ وصیت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو

شخص مرتے وقت عمدہ وصیت نہ کرے تو اس کی عقل و مروت میں نقص سمجھا جائے گا۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کی، حضرت علی علیہ السلام نے حضرت حسن علیہ السلام کو اور حضرت حسن علیہ السلام نے حضرت حسین علیہ السلام کو اور حضرت حسین علیہ السلام نے حضرت علی (زین العابدین علیہ السلام) کو اور حضرت علی علیہ السلام (سید سجاد علیہ السلام) نے حضرت محمد باقر علیہ السلام کو وصیت کی۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر تمہیں زندگی میں صرف دو دن کی مہلت دی جائے تو ایک دن ادب سیکھنے کے لئے مقرر کرتا کہ اس (ادب) سے موت والے دن مدد لے سکو! عرض کیا گیا: وہ مدد کیا ہے؟ فرمایا: جو کچھ (مال و دولت) اپنے پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہو اس کی بہتری کی کوئی تدبیر کرنا۔ (اصول کافی) حمیری نے بھی قرب الاسناد میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ مگر اس میں یوں وارد ہے کہ اگر تمہیں صرف دو دن کی مہلت مل جائے تو ایک دن اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے مقرر کر (اور دوسرے کو دنیا سدھارنے کے لئے)۔
(قرب الاسناد عن مسعدہ بن صدقہ عن الصادق علیہ السلام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں اور اس سے پہلے باب ۱۰ و ۱۳ از دفن میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷

زندگی کے آخری وقت صدقہ دینا اور اس کی وصیت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود جابر (جعفی) سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کا خاتمہ لا الٰہ الا اللہ پر ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس کا خاتمہ ایک دن کے روزہ پر ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس کا خاتمہ خوشنودئ خدا کے لئے صدقہ پر ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ابواب صدقہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

وصیت کرنے میں ظلم وزیادتی کرنا یعنی ایک ثلث (۱/۳ سے) تجاوز کرنا جائز نہیں ہے اور (اگر زیادہ کی کرے) تو عدل معروف کی طرف لوٹانا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنے پورے مال یا اکثر مال کی وصیت کی تھی۔ فرمایا تھا کہ اس کی وصیت معروف کی طرف نہ کہ منکر کی طرف لوٹائی جائے گی۔ پس جو شخص اپنے نفس پر ظلم کرے اور وصیت میں امر منکر اور ظلم کا ارتکاب کرے تو اسے معروف (ایک ثلث) کی طرف لوٹایا جائے گا اور وارثوں کا حق ان کے لئے چھوڑا جائے گا۔ (کتب اربعہ)

۲۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنی وصیت میں عدل و انصاف کرے تو وہ ایسا ہے جیسا زندگی میں صدقہ دینے والا۔ اور جو شخص وصیت کرنے میں ظلم و جور کرے تو وہ اس حالت میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔
(الفقیہ، الفروع، علل الشرائع، قرب الاسناد)

۳۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: وصیت کرنے میں ظلم کرنا گناہانِ کبیرہ میں سے ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ فضل بن حسن طبرسی فرماتے ہیں کہ حدیث میں وارد ہے کہ وصیت کرنے میں کسی کو نقصان پہنچانا گناہانِ کبیرہ میں سے ہے۔ (مجمع البیان)

۵۔ جناب عیاشی باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: نشہ کرنا گناہانِ کبیرہ میں سے ہے۔ اور وصیت میں ظلم کرنا بھی گناہانِ کبیرہ میں سے ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

ایک ثلث سے کم مقدار کی وصیت کرنا اور چوتھے حصہ کی بجائے پانچویں حصہ کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں اپنے مال کے پانچویں حصہ کی وصیت کروں تو مجھے چوتھے حصہ کی وصیت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ اور اگر چوتھے حصہ کی کروں تو یہ مجھے ایک ثلث کی وصیت کرنے سے زیادہ پسند ہے اور جو شخص پورے ثلث کی وصیت کرتا ہے۔ وہ تو آخری حد تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ تو کوئی گنجائش چھوڑتا ہی نہیں ہے۔ اگر میں اپنے مال کے پانچویں حصہ کی وصیت کروں تو یہ مجھے ایک چوتھائی وصیت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حماد بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص پورے ثلث مال کی وصیت کر جائے۔ تو اس نے وارثوں کو نقصان پہنچایا ہے اور ایک چوتھائی اور پانچویں حصہ کی وصیت کرنا ایک ثلث کی وصیت کرنے سے افضل ہے۔ اور جو شخص پورے ثلث کی وصیت کرتا ہے۔ وہ تو کوئی گنجائش چھوڑتا ہی نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ چوتھے اور پانچویں حصے کی وصیت کرنے کی بہ نسبت مکروہ ہے۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وصیت پانچویں حصہ کی کرنی چاہیئے کیونکہ خداوند عالم نے اپنے لئے پانچواں حصہ منتخب کیا ہے۔ (پھر) فرمایا: پانچویں حصہ میں میانہ روی ہے، چوتھے حصہ میں مشقت ہے اور ثلث میں ظلم ہے۔ (الفقیہ)

باب ۱۰

مرد ہو یا عورت اس کے لئے اپنے مال سے ایک ثلث (۱/۳) کی وصیت کرنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور واجب مالی کے علاوہ ایک ثلث اسے زیادہ کی جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: براء بن معرور انصاری اپنی موت کے وقت مدینہ میں تھے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ

میں۔ اور اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ تو براء نے وصیت کی کہ دفن کے وقت اس کا چہرہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب قبلہ کی طرف کیا جائے۔ اور اپنے مال میں سے ایک ثلث کی وصیت کی اور اسی سے یہ سنت قائم ہوگئی۔ (الفقیہ، علل الشرائع، الفروع، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب کوئی مرد مرنے لگے تو اس کے لئے اپنے مال میں سے کس قدر ہے؟ (جس میں وصیت کرے) فرمایا: ایک ثلث اور عورت کے لئے بھی یہی ہے۔ (کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ مرتے وقت ایک ثلث اور ربع کی وصیت کرنے کے بارے میں جو کچھ لوگ بیان کرتے ہیں اس میں کون سی چیز صحیح ہے؟ اور آپ کے والد ماجدؑ نے کس قدر وصیت کی تھی؟ فرمایا: ایک ثلث اور اسی کی میرے والد ماجدؑ نے وصیت کی تھی۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ مرازم بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص مرتے وقت اپنے مال میں سے کچھ دینا چاہے تو؟ فرمایا: اگر تو (اس وقت) الگ کر دے (خواہ جس قدر ہو) تو وہ تو جائز ہے؟ اور اگر وصیت کرے تو پھر صرف ایک ثلث کی کرے۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی اولاد موجود ہے تو اس کے باوجود اپنا مال اپنے رشتہ داروں کو دے سکتا ہے؟ فرمایا: موت کے آنے تک اس کا اپنا مال ہے۔ جہاں اور جس طرح چاہے اسے صرف کرے۔ ہاں البتہ اگر وصیت کرنا چاہے تو پھر صرف ایک ثلث میں کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مرتے وقت آدمی کے لئے مال کا ایک ثلث ہوتا ہے (اگر وصیت کرنا چاہے) اور اگر وہ کوئی وصیت نہ کرے تو پھر وارثوں پر اس کی اجازت ضروری نہیں ہے۔ (التہذیب)

۷۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (مرض الموت میں) وصیت کرنے لگے تو ان کے بعض اہل خانہ نے کہا کہ آپؑ نے تو ایک ثلث سے زیادہ وصیت کر دی ہے؟ امام علیہ السلام نے

فرمایا: (نہیں) ابھی تو ایک ثلث میں سے اس قدر باقی رہتا ہے۔ وہ محمد بن اسماعیل کے لئے ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۴ و ۹ میں اور اس سے پہلے باب ۂ از سکنی و حبیس وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ و ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶ و ۵۲ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۵ و ۶۶ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور کچھ ایسی حدیثیں بھی آئینگی جو بظاہر ان کے منافی ہیں۔ ہم وہاں ان کی توجیہہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

اگر کوئی شخص ایک ثلث سے زائد میں وصیت کرے تو ایک ثلث میں صحیح ہوگی۔ اور زائد مقدار میں باطل مگر یہ کہ وارث اس کی اجازت دے دیں اور منجزات وصیت پر مقدم ہوتے ہیں۔

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی سولہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ احمد بن اسحاق نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ردہ بنت مقاتل وفات پا گئی ہے اور اس نے مختلف علاقوں میں زمین کے ٹکڑے چھوڑے ہیں۔ اور ان ٹکڑوں میں سے اس نے ہمارے آقا (آپؑ) کے لئے بھی جو وصیت کی ہے وہ ایک ثلث سے زیادہ ہے۔ ہم چونکہ اس کے وصی ہیں ہم نے مناسب سمجھا کہ تمام صورت حال آپ تک پہنچائی جائے۔ اب اگر آپ یہ حکم دیں کہ پوری وصیت پر عمل کیا جائے تو ہم ایسا کریں گے اور اگر آپ کے علاوہ کچھ حکم دیں گے تو اس کے مطابق عمل کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ اس کے ترکہ میں ثلث سے زیادہ میں وصیت نافذ نہیں ہے۔ ہاں البتہ آپ لوگ چونکہ اس کے وارث ہیں۔ اگر آپ بخوشی اجازت دیں تو پھر سب نافذ ہوگی انشاء اللہ۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن عبد الرحمٰن سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: وصیت میں (حد سے) تجاوز یہ ہے کہ وہ ایک ثلث سے زائد ہو۔ (علل الشرائع، تفسیر العیاشی)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنے غلام کو آزاد کیا۔ اور اس قدر وصیت کی جو ایک ثلث سے زائد تھی۔ تو؟ فرمایا: غلام کو تو بہرحال آزاد کیا جائے گا۔ اور اگر کمی واقع ہوگی تو دوسری وصیت

میں ہوگی۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ علی بن عقبہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کا کل ترکہ ایک غلام تھا جسے اس نے مرتے وقت آزاد کر دیا۔ مگر اس کے وارثوں نے اسے نافذ کرنے سے انکار کر دیا ہے اب اس کا کیا کیا جائے؟ فرمایا: اس کا ایک ثلث آزاد کر دیا جائے۔ اور اس کے دو حصے بدستور وارثوں کی ملکیت رہیں گے۔ (ایضاً)

۵۔ حسین بن محمد رازی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ اگر ایک شخص مرتے وقت اپنے تمام مال کو یا ایک ثلث سے زائد کو کارہائے خیر میں صرف کرنے کی وصیت کر جائے تو آیا وہ ایسا کر سکتا ہے؟ اور اگر کرے تو اب اس کا وصی کیا کرے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: اس کی وصیت صرف ایک ثلث میں نافذ ہوگی۔ (ایضاً)

۶۔ عباس بن معروف بیان کرتے ہیں کہ محمد بن حسن کا ایک اچھا اور حق کی معرفت رکھنے والا غلام تھا۔ جس کا نام میمون تھا۔ اس نے مرتے وقت ابوالعباس فضل بن معروف کو اپنے تمام مال و منال کی وصیت کی اسے درہم کی شکل دے کر حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دے۔ جبکہ اس کی ایک حاملہ بیوی اور چند بھائی موجود تھے جو مسلمان ہو چکے تھے اور ایک مجوسی المذہب ماں تھی۔ چنانچہ وصی کا بیان ہے کہ میں نے حسب الوصیہ مال کو درہم کی شکل دے کر محمد بن حسن کے پاس بھیجا اور پھر وہ رقم امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچائی (اور صورت حال بھی بتائی) امام علیہ السلام نے حکم دیا: اس کا تیسرا حصہ الگ کر کے امامؑ کو دیا جائے اور باقی مال مرنے والے کے وارثوں کو دیا جائے۔ (ایضاً)

۷۔ عباس بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ ایک عورت نے مرتے وقت ایک عورت کو وصی بنایا۔ اور اسے پانچ سو درہم دے کر کہا۔ جبکہ اس کا شوہر اور بیٹا بھی موجود تھا۔ مگر اس نے اپنی ایک بیٹی کو ایک حصہ دینے کی وصیت کر کے باقی سب امامؑ کی خدمت میں بھیجنے کی وصیت کی۔ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اس مال میں صرف ایک ثلث مجھے بھیجا جائے۔ اور باقی ماندہ مال قانونِ خداوندی کے مطابق وارثوں میں تقسیم کیا جائے۔ (التہذیب، الاستبصار، المقنع)

۸۔ حسن بن صالح ثوری بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کے لئے اپنے مال میں سے ایک ثلث کی وصیت کی۔ تو؟ فرمایا: غلام کی قیمت مقرر کی جائے گی۔ (اور پھر دوسرے مال کے ساتھ ملا کر) دیکھا جائے گا کہ میت کا ثلث کس قدر ہے؟ (کیونکہ غلام کو ثلث سے آزاد کرنا ہے؟) پس اگر اس کا ثلث غلام کی قیمت سے کچھ کم ہے یعنی ایک ربع قیمت کم ہے تو پھر غلام اس چوتھائی کی

ادائیگی کی کوشش کرے گا (اور پھر آزاد ہو جائے گا) اور اگر ثلث غلام کی قیمت سے زیادہ ہے تو غلام کو آزاد کر کے ثلث میں سے جو باقی بچے گا وہ اسے دے دیا جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۹۔ ابو ولاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کا مقروض تھا۔ اس کی بیوی نے مرتے وقت اسے اس سے بریٔ الذمہ قرار دے دیا۔ تو؟ فرمایا: بلکہ وہ اسے بخش دے۔ اور اس کا ھبہ نافذ ہوگا۔ البتہ اسے اس کے مال کے ایک ثلث سے منہا کیا جائے گا۔ بشرطیکہ کچھ مال چھوڑ جائے۔ (ایضاً)

۱۰۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک آدمی میں روح باقی ہو وہ اپنے مال کا سب سے زیادہ حقدار ہے بشرطیکہ الگ کر دے۔ اور جب یہ کہے کہ میرے بعد اس طرح کرنا تو پھر صرف ایک ثلث میں نافذ ہوگی۔ (ایضاً)

۱۱۔ عمرو بن سعید بیان کرتے ہیں کہ رومی بن عمران کے بھائی نے اپنے تمام مال کے بارے میں وصیت کی کہ وہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ رومی بیان کرتے ہیں کہ میں نے مرحوم (بھائی) کی وصیت امام علیہ السلام کے سامنے رکھ کر پڑھنا شروع کیا۔ کہ میرے بھائی نے یوں وصیت کی ہے اور یوں کی ہے۔ امام علیہ السلام جابجا فرماتے جاتے۔ ٹھہر جا۔ یہ اٹھا کر لا۔ یہ میں نے تجھے بخش دیا۔ یہاں تک کہ جب میں پوری وصیت پڑھ چکا تو نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ امام علیہ السلام نے صرف ایک ثلث مال لیا۔ میں نے عرض کیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؑ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ اس مال میں سے صرف ایک ثلث آپؑ کو پیش کروں۔ اور دو ثلث آپ نے مجھے ھبہ کر دیئے ہیں (مجازاً)؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا: کیا اسے بیچ کر آپؑ کی خدمت میں (رقم پیش کروں؟) فرمایا: نہ۔ اس کی آمدن میں سے جو کام تمہارے لئے آسان ہو وہ کر۔ بیچنے کی ضرورت نہیں۔ (ایضاً)

۱۲۔ حسین بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام (یا حضرت امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا کہ میرا ایک بھتیجا وفات پا گیا اور وہ میرے آقا کیلئے کچھ جائیداد کی وصیت کر گیا ہے اور وصیت کی ہے کہ جو کچھ گھر کے اندر ہے، یہاں تک کہ میخیں اور کیل فروخت کر کے ان کی قیمت میرے آقاؑ کی خدمت میں پیش کی جائے! اور اس کے ساتھ اس نے حج کرنے، اپنے خاندان کے فقراء و مساکین کو دینے اور اپنی پھوپھی اور بھائی کے لئے کچھ مخصوص مال دینے کی وصیت کی ہے اور یہ سب مل کر اس کے مال کے ایک ثلث سے زائد بلکہ نصف کے قریب بنتا ہے اور وہ ایک تین سالہ بیٹا بھی چھوڑ گیا ہے اور کچھ قرضہ بھی چھوڑ گیا ہے۔ اس سلسلہ میں

آپؑ کیا فرماتے ہیں؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ وصیت کے معاملہ میں صرف ایک ثلث پر اکتفا کیا جائے اور باقی مال وارثوں میں ان کے حصوں کے مطابق ان میں تقسیم کیا جائے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۱۳۔ حسین بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام رضا یا امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تھا کہ ایک شخص اپنی تمام جائیداد (کی آپ کے لئے وصیت کر کے مر گیا۔ اس وقت اس کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔ مگر اس کی وفات کے بعد اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اس کے مال کی مقدار تین ہزار درہم ہے جن میں سے میں ایک ہزار درہم (ایک ثلث) آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ اگر آپؑ کی رائے (کچھ اور ہو تو پھر اس) سے مجھے آگاہ فرمائیں۔ تاکہ میں اس پر عمل کر سکوں؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: (باقی) ان (وارثوں) کے لئے چھوڑ دو۔ (کتب اربعہ)

۱۴۔ محمد بن عبدوس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ ایک آدمی نے مجھے وصیت کی ہے کہ وہ جو کچھ چھوڑ کر جا رہا ہے اسے فروخت کر کے اس کی قیمت آپ کی خدمت میں بھیج دی جائے۔ حالانکہ اس کی بہن کی دو بیٹیاں بھی موجود ہیں لہٰذا آپ اپنی رائے سے مجھے مطلع فرمائیں؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ جو کچھ مرنے والا چھوڑ گیا ہے۔ اسے فروخت کر کے اس کی قیمت مجھے بھیج دو۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا۔ اور جواب میں امام علیہ السلام نے مجھے لکھا۔ وصول کیا۔ (التہذیب والاستبصار)

(چونکہ یہ روایت سابقہ مسلمہ روایات کے بظاہر مخالف ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ وارثوں نے (مرحوم کی دونوں بھانجیوں نے) تمام وصیت کی اجازت دے دی ہو۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ وارث مخالف حق ہو اس لئے اسے محروم کیا گیا ہو۔ تیسرا احتمال یہ ہے کہ امام علیہ السلام نے تمام مال اس لئے طلب کیا ہو کہ ایک ثلث خود رکھ کر دوسرا مرحوم کے وارثوں کو لوٹا دیں وغیرہ۔

۱۵۔ علی بن حسن بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن زرارہ کا انتقال ہوا۔ اور انہوں نے میرے بھائی احمد بن حسن کو وصیت کی تھی کہ ان کا تمام ترکہ جو کہ ایک مکان پر مشتمل تھا فروخت کر کے اس کی قیمت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی جائے۔ اس پر ایک بھانجے اور چچازاد بھائی نے اعتراض کیا اور ہم نے تین دینار دے کر ان میں مصالحت کر لی۔ چنانچہ (میرے بھائی) احمد بن حسن نے امام علیہ السلام کو اس تمام صورت پر مشتمل خط لکھا۔ اور میری موجودگی میں رقم ایوب بن نوح کے حوالہ کی کہ امام علیہ السلام تک پہنچا دیں۔ چنانچہ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ رقم موصول ہوگئی ہے اور میت کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ وارثوں نے تین دینار لے کر مصالحت کر لی اور اسی طرح

وصیت پر راضی ہو گئے۔ اس لئے تمام مال میں نافذ العمل ہو گئی۔ (ورنہ ایک ثلث میں نافذ ہوتی) مخفی نہ رہے کہ ایسی ہی ایک اور روایت حسین بن حلبی کی موت اور وصیت کے بارے میں یہاں مذکور ہے۔ فوا جع۔

۱۶۔ عمار بن موسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک آدمی کے اندر روح موجود ہو وہ اپنے مال کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ اگر وہ تمام کے بارے میں وصیت کرے تو وہ نافذ ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام (اس کی توجیہہ کرتے ہوئے) فرماتے ہیں: اس کی کچھ توجیہات تو اس سے پہلے (حدیث نمبر ۱۴ کے ذیل میں) گزر چکی ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان تصرفات پر محمول ہو جو منجز ہیں (جو مرنے والے کی موت سے پہلے عمل میں لائے جائیں) اور یہ بھی ممکن ہے کہ تمام ''مال'' سے ایک ثلث مراد لیا جائے۔ کیونکہ اس حالت میں اس کا مال ہے ہی یہی۔ جس میں وصیت اور موت کے بعد والے تصرفات نافذ ہوتے ہیں۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱، از سکنی، اور یہاں باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳، ۱۵، ۱۷، ۵۲ اور ۶۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

جس شخص کا کوئی وارث نہ ہو اس کے تمام مال کے بارے میں وصیت کا حکم؟ اور اس کا حکم کہ جس کا مرنے کے بعد بیٹا پیدا ہو؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک ایسا شخص مرتا ہے جس کا نہ کوئی وارث ہے اور نہ ہی قوم کا کوئی آدمی۔ تو؟ فرمایا: وہ اپنے مال کی مسلمانوں، مسکینوں اور مسافروں کے بارے میں جہاں چاہے وصیت کر سکتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن اسحاق متطبب نے ان (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ محمد بن یحییٰ بن دریاب نے جو وصیت کی ہے۔ ہم اس کے سلسلہ میں شک وشبہ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ وہ اس طرح کہ آپؑ کے موالی اور نیکو کار غلاموں نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ جس شخص کی اولاد موجود ہو وہ ایک ثلث سے زیادہ کی وصیت نہیں کر سکتا۔ جبکہ محمد بن یحییٰ نے اپنے ترکہ کے نصف سے زیادہ کی وصیت کی ہے۔ اگر ہمارے آقا ومولا اس تاریکی کا پردہ چاک کرکے اس کی وضاحت فرما دیں تو ہم اس کے مطابق عمل درآمد کر سکیں گے! امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اگر وہ وصیت اس وقت

کرے جبکہ اس کے کوئی اولاد نہ ہو تو پھر اس کی وصیت ماخذ ہے۔ اور یہ اس لئے (فرمایا) کہ موصوف کی وفات کے بعد اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تھا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے تو اس حدیث کے ظاہری مضمون پر عمل کیا ہے اور حسین بن مالک والی حدیث (جو سابقہ باب میں نمبر ۱۳ پر گزر چکی ہے) وہ اس کے منافی نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنا حق لطفاً معاف کر دیا ہو۔ (اور تین ہزار درہم میں سے صرف ایک ہزار لے کر دو ہزار بعد میں پیدا ہونے والے بچہ کیلئے چھوڑ دیئے ہوں)۔ نیز قبل ازیں بعض ایسی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں (باب ۱۱ حدیث نمبر ۱۶/۱۵) جو بظاہر عام مال کی وصیت کے جواز پر دلالت کرتی ہیں جنہیں حضرت شیخ طوسیؒ اور حضرت شیخ صدوقؒ نے اس صورت پر محمول کیا ہے جبکہ میت کا کوئی وارث نہ ہو۔

باب ۱۳

جب وصیت کرنے والے کی زندگی میں اس کے وارث اجازت دے دیں تو بعد میں انہیں اس سے انحراف کرنے کا حق نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے وصیت کی جبکہ اس کے وارث وہاں موجود تھے اور انہوں نے اجازت بھی دی۔ اور جب وہ شخص مر گیا تو انہوں نے اس وصیت کو توڑ دیا۔ آیا انہیں اقرار کے بعد انکار کا حق حاصل ہے؟ فرمایا: انہیں یہ حق حاصل نہیں ہے۔ اور وصیت ان پر لاگو ہوگی۔ جبکہ وہ وصی کی زندگی میں اقرار کر چکے ہیں۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱۱ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو وارث کے اجازت دینے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۴

اگر کوئی شخص کسی کو اپنے مال کے ایک ثلث کی وصیت کرے اور پھر اسے خطاً قتل کر دیا جائے تو یہ وصیت اس کی دیت میں بھی جاری ہوگی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان

(حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ایک شخص کے لئے اپنے مال کے ایک تہائی یا چوتھائی کی وصیت کر جاتا ہے (کہ اسے دے دیا جائے) اور پھر یہ وصیت کرنے والا خطأً قتل ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: وہ وصیت اس کے اپنے اور دیت والے مال میں بھی نافذ ہوگی۔ (الفقیہ، التہذیب، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی کے حق میں اپنے مال میں سے ایک تہائی یا چوتھائی یا کم وبیش کی وصیت کی تھی اور پھر قتل ہوگیا۔ اور اس کی دیت وصول کی گئی، یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ اس کی وصیت اس کے اپنے مال سے اور دیت والے مال سے نافذ ہوگی۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں قبل ازیں قضاء الدین (باب ۲۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

جو وصیت وارث کے حق میں کی جائے وہ بھی نافذ ہوتی ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابو ولاّ د حناط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا، اگر کوئی وصیت کرنے والا اپنے وارث کے حق میں کوئی وصیت کر جائے تو؟ فرمایا: ہاں۔ یا فرمایا: ہاں جائز (نافذ) ہے۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ وارث کے حق میں وصیت کیسی ہے؟ فرمایا: جائز ہے۔ پھر اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی: ﴿إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ﴾ (کہ اگر مرنے والا کچھ مال چھوڑ جائے تو والدین اور قریبی رشتہ داروں کیلئے وصیت کر جائے)۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود ابو ولاّ د حناط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر مرنے والا اپنی بیٹی کیلئے کوئی وصیت کر جائے تو؟ فرمایا: جائز ہے۔ (التہذیب)

۴۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی لڑکی اپنی ماں سے کہے کہ میرے (مرنے) کے بعد میری یہ کنیز آپ کی ہے تو؟ فرمایا: یہ وصیت جائز ہے۔ لیکن (اگر اس کی ماں پہلے مر جائے اور) لڑکی بعد میں مرے تو پھر وہ کنیز اسی کی متصور ہوگی۔ (ایضاً)

۵۔ قاسم بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی

مرض الموت میں اپنے کسی وارث کے حق میں اقرار کرتا ہے (کہ میں نے اس کا قرضہ دینا ہے) تو؟ فرمایا: وارث کے لئے نہ وصیت ہوتی ہے اور نہ اعتراف۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے تو اس روایت کو تقیہ پر محمول کیا ہے اور حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وارث کے لئے بھی غیر وارث کی طرح ایک ثلث سے زائد میں وصیت نہیں ہوسکتی۔ (اس کی تائید مزید اس سے اگلی حدیث سے ہوتی ہے)۔

۶۔ جناب حسن بن علی بن شعبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے خطبۃ الوداع میں فرمایا: ایہا الناس! خداوند عالم نے ہر وارث کے لئے میراث میں سے ایک خاص حصہ مقرر کیا ہے۔ اور وارث کے لئے ایک ثلث سے زیادہ وصیت جائز نہیں ہے۔ اور اولاد صاحب فراش (شوہر) کی ہے اور زانی کے لئے پتھر (سنگساری) ہے۔ جو شخص اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف یا (جو غلام) اپنے آقا کو چھوڑ کر کسی اور سردار کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے اس پر خدا، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ (تحف العقول)

۷۔ جناب محمد بن مسعود عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آیت مبارکہ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ﴾ کے بارے میں فرمایا: یہ آیت منسوخ ہے۔ اور اسے آیت میراث نے منسوخ کیا ہے۔ (تفسیر عیاشی)

(چونکہ یہ روایت سابقہ تمام روایات کے منافی ہے۔ اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ آیت میراث نے اس وصیت کو (جو وارثوں کے حق میں کی جائے کے) وجوب کو منسوخ کیا ہے۔ نہ کہ استحباب اور جواز کو۔ نیز فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں (جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہے جیسے باب ۹ و ۱۰ و ۱۱) اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶ و ۲۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

کسی شخص کا اپنے وارث یا کسی اور کے لئے مقروض ہونے کا اقرار کرنا صحیح ہے اور وہ (تقسیم سے پہلے) اصل ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔ مگر یہ کہ یہ اقرار مرض الموت میں کرے اور کرنے والا متہم ہو تو پھر صرف ایک ثلث سے ادا کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے بعض وارثوں کے بارے میں وصیت کی ہے کہ یہ اس کا مقروض ہے (جسے ادا کیا جائے) تو؟ فرمایا: اگر مرنے والا قابل اعتبار ہے تو اس شخص کے وصیت کے مطابق (قرضہ) دے دو۔ (کتب اربعہ)

۲۔ علاء بیاع السابری بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے کسی شخص کے پاس بطور امانت کچھ مال رکھا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اس (امین) سے کہا کہ وہ مال جو میں نے تمہارے پاس رکھا تھا وہ فلاں عورت کا ہے (یعنی اس تک پہنچا دینا)۔ اب اس کی وفات کے بعد مرنے والی عورت کے وارث اس امین کے پاس پہنچے اور کہا: ہماری مرنے والی کے پاس کچھ مال تھا۔ اور ہمارا خیال ہے کہ وہ تمہارے پاس ہے۔ ورنہ قسم کھاؤ کہ تمہارے پاس اس کا کوئی مال نہیں ہے! آیا وہ قسم کھا لے (اور امانت کو مالکہ تک پہنچائے) فرمایا: اگر اس شخص کے نزدیک وہ عورت امین (اور راست گو) تھی تو پھر قسم کھا لے۔ اور اگر وہ متہم تھی تو پھر قسم نہ کھائے۔ اور معاملہ کو بدستور قائم رکھے کیونکہ اس عورت کا اس کے مال میں سے ایک ثلث ہے (تو گویا مرنے والی کا اس عورت کے لئے اقرار اس کے حق میں وصیت متصور ہوگی)۔ (ایضاً)

۳۔ اسماعیل بن جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے مرض (الموت) میں اقرار کیا ہے کہ اس کے کسی وارث کا اس کے ذمہ قرضہ ہے تو؟ فرمایا: جب یہ اقرار ایک ثلث سے کم ہو تو اسے نافذ کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۴۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنے کسی وارث کے لئے قرضہ کا اعتراف کیا ہے تو؟ فرمایا: اگر یہ مالدار ہے تو اس اقرار کو نافذ کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن سعد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک مسافر شخص حالت سفر میں تھا کہ اس کی موت کے آثار ظاہر ہوئے۔ تو اس نے ایک تاجر کو کچھ مال دیا اور اس سے کہا کہ یہ مال فلاں بن فلاں شخص کا ہے۔ میرا اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ مال اسے پہنچا دینا وہ جہاں چاہے اسے صرف کرے۔ چنانچہ اس کے بعد وہ شخص تو مر گیا۔ اب نہ وہ شخص (باوجود اطلاع کے) جس کے بارے میں مرنے والا وصیت کر گیا تھا کوئی حکم صادر کرتا ہے (کہ کیا کیا جائے) اور نہ ہی اس (تاجر) کو اس بات کا علم ہے کہ اس مسافر کو اس وصیت پر اسے کسی چیز نے آمادہ کیا تھا۔ اب وہ کیا کرے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: جہاں چاہے (کسی کار خیر میں) صرف کرے۔

(التہذیب، الفروع)

۶۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مرض (الموت) کی حالت میں اقرار کرتا ہے کہ اس کے بعض وارثوں کا کچھ قرضہ اس کے ذمہ ہے تو؟ فرمایا: جب مال قلیل ہو (ثلث یا اس سے بھی کم ہو) تو پھر وہ اقرار نافذ ہوگا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۷۔ محمد بن عبدالجبار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک عورت نے ایک مرد کو (وصی بنایا اور اسے) وصیت کی اور اقرار کیا کہ اس نے اس شخص (وصی) کا آٹھ ہزار درہم قرضہ دینا ہے اور پھر اپنے گھر اور اس کے تمام ساز و سامان کے بارے میں اقرار کیا کہ اسے ہی دے دیا جائے۔ اور اس وصیت پر گواہ بھی مقرر کئے۔ اور اسے وصیت کی اس ترکہ سے اس کی نیابت میں دوحج کئے جائیں اور اس کی ایک (نامزد) کنیز کو چار سو درہم دیئے جائیں۔ اس کے بعد وہ عورت مرگئی۔ اور ایک شوہر بھی چھوڑ گئی۔ اب ہمیں معلوم نہیں ہے کہ اس (فرض) سے کس طرح عہدہ برآ ہوں؟ (شوہر کو کیا دیں اور باقی ترکہ کا کیا کریں؟) یہ معاملہ ہمارے لئے پیچیدہ ہوگیا ہے اور (وصیت کے) محرّر نے ذکر کیا ہے کہ اس عورت نے اس سے مشورہ کیا تھا کہ کوئی ایسی تحریر کرو کہ میرا یہ ترکہ اس شخص (وصی) کو مل جائے؟ تب اس نے یہ وصیت لکھوائی۔ اور اس طرح قرضہ کا اقرار کیا۔ تو آپ اپنی رائے گرامی سے ہمیں آگاہ فرمائیں اور آپ کے ہاں جو فقہاء ہیں ان سے اس بارے میں سوال کرنے کے متعلق بھی اپنی رائے سے ہمیں مطلع فرمائیں (کہ جب آپ تک رسائی نہ ہو تو ان سے پوچھ لیں؟) تاکہ ہم اس کے مطابق عمل کریں۔ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: اگر قرضہ کا قصہ صحیح ہو۔ حالات حاضرہ سے ثابت ہو تو پھر تو رأس المال سے ادا کیا جائے۔ اور اگر قرضہ اس طرح ثابت نہ ہو تو پھر وصیت پر صرف ایک ثلث میں عمل کیا جائے خواہ کافی ہو یا نہ ہو۔ (اور باقی مال وارثوں کے حوالہ کیا جائے)۔ (ایضاً)

۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام علی نقی علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص کی بیوی تھی جس سے اس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ ہاں البتہ اس کا ایک اور بیوی سے بیٹا تھا۔ اس نے محض اس لئے کہ (اس کی موت کے بعد) اس عورت کو اس کے ترکہ سے کچھ نہ ملے۔ اس نے اپنا مال (اور جائیداد) اپنی زندگی میں گواہوں کے روبرو اپنے اس بیٹے کے نام کردی۔ اور بیوی کو کچھ نہ دیا۔ اس کے بعد وہ عورت کئی سال تک اس مرد کے پاس رہی۔ مگر اس نے نہ اسے یہ واقعہ بتایا اور نہ ہی اس سے حلال کرایا۔ ہاں البتہ اس نے صرف یہ سمجھ کر ایسا کیا کہ اس کی زندگی و صحت میں یہ سب کچھ اس کا اپنا ہے۔ جو چاہے اس میں تصرف کرے آیا اس کیلئے ایسا کرنا جائز ہے؟

امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اس عورت کا حق واجب ہے لہٰذا اسے اس سے حلال کرانا چاہیئے۔[1] (التہذیب)

۹۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام عطیہ کو وصیت کی طرف لوٹاتے تھے (کہ مرض الموت میں جو کسی کو دیا جائے وہ ثلث کے اندر ہو) اور جو مرنے والا جو بلا بینہ وگواہ کوئی اقرار کر جاتا تھا، آنجنابؑ اسے رد کر دیتے تھے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جب اقرار کرنے والا وارثوں کے معاملہ میں متہم ہوتا تھا۔ اور نا قابل اعتماد ہوتا تھا تب ایسا کرتے تھے۔ ورنہ جب مقر قابل اعتماد ہو تو پھر اس کا قرضہ رأس المال سے ادا کیا جائے گا۔

۱۰۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی کے پاس مضاربت کا کچھ مال تھا۔ اور جب مرا تو اس کے ذمہ کچھ قرضہ بھی تھا۔ اور وہ وصیت کر گیا کہ وہ جو کچھ چھوڑ کر جا رہا ہے۔ وہ مضاربت والوں کا مال ہے۔ تو آیا یہ اقرار نافذ ہوگا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ جبکہ قابل تصدیق ہو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ از مضاربۃ اور باب ۲۵ از حج میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

بیمار کی مرض الموت کے وہ تصرفات جو منجز (فوری) ہوتے ہیں ان کا حکم؟

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کا فرزند موجود ہے۔ تو اس کی موجودگی میں وہ اپنا مال دوسرے رشتہ داروں کو دے سکتا ہے؟ فرمایا: جب تک اسے موت نہ آ جائے اس کا اپنا مال ہے جہاں چاہے اسے صرف کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ اس سلسلہ میں ابو بصیر نے جو روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے اس میں یہ اضافہ بھی ہے

---

[1] اس حدیث میں اور آئندہ باب (نمبر ۱۷ کی حدیث نمبر ۲) میں دیدۂ بینا اور گوش شنوندہ رکھنے والوں کے لئے درسِ عبرت ہے جو اپنی بیٹیوں کو محروم کر کے اپنی تمام جائیداد اپنے بیٹوں کے نام یا بعض اولاد کو محروم کر کے دوسرے بعض کو نواز جاتے ہیں وہ احکم الحاکمین کی عدالت میں اس حق تلفی کا کیا جواب دیں گے؟ مانا کہ ایسا کرنا حرام نہیں ہے۔ تو آخر فضل وعدل بھی تو کوئی چیز ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کہ مال کا مالک جب زندہ ہے اسے اپنے مال میں ہر قسم کا (جائز) تصرف کرنے کا حق حاصل ہے۔ چاہے تو ہبہ کرے چاہے تو صدقہ دے۔ اور چاہے تو اپنی موت تک انسے بحال خود رکھے۔ لیکن اگر وصیت کرے تو پھر اسے صرف ایک ثلث میں حق حاصل ہے (بایں ہمہ) فضیلت اس میں ہے کہ (دوسروں پر سخاوت کرکے) اپنے اہل وعیال اور اپنے وارثوں کو ضائع نہ کرے (اور ان میں سے کسی کی حق تلفی نہ کرے)۔ (کتب اربعہ)

۳۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب تک کسی شخص کے جسم میں کچھ بھی روح موجود ہے۔ وہ اپنے مال میں سب سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہے جہاں چاہے صرف کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے: ایک انصاری نے اپنی مرض الموت میں اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے جبکہ اس کے پاس ان کے سوا اور کوئی مال نہ تھا۔ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو معیوب سمجھا اور فرمایا کہ اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ اب وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں گے۔[1] (الفروع، الفقیہ، علل الشرائع، قرب الاسناد)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اپنی جائیداد کا کچھ حصہ اپنی بعض اولاد کو عطیہ دینا کیسا ہے؟ فرمایا: جب تندرست و توانا ہو تو ٹھیک ہے جس طرح خرچ کرے لیکن جب مریض ہو تو پھر ٹھیک نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۶۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص صرف اپنی بعض اولاد کو کوئی عطیہ دے تو؟ فرمایا: اگر مالدار ہے تو ٹھیک اور اگر نادار ہے تو پھر نہ۔ (التہذیب)

۷۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی کے ذمہ اس کی بیوی کا پورا حق مہر یا اس کا کچھ حصہ واجب الاداء ہو۔ تو اگر اس کی بیوی اپنی مرض الموت میں اسے بریٔ الذمہ کر دے تو؟

---

[1] علل الشرائع اور قرب الاسناد میں یہ وضاحت موجود ہے کہ اس شخص کے کل چھ غلام تھے۔ جو سب کے سب مرنے سے پہلے آزاد کر دے۔ اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو اس حال میں بے سہارا چھوڑ گیا۔ کہ ان کے پاس شب باشی کا سامان نہ تھا۔ جب لوگ اس کی تجہیز و تدفین سے فارغ ہو کر واپس گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی قوم سے پوچھا: اس کے ساتھ کیا کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: غسل وکفن دے کر دفن کر دیا ہے۔ فرمایا: اگر مجھے پیشگی علم ہوتا تو اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیتا۔ وہ اپنے اطفال خورد سال کو اس حالت میں چھوڑ کر گیا ہے کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔ اس واقعہ میں ان تمام سخیوں کے لئے درس عبرت ہے جو اپنے اہل وعیال کی پرواہ کئے بغیر اپنی سب دولت راہِ خدا میں لٹوا دیتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اول خویش بعد درویش۔ اور یہ کہ ہر چیز میں اعتدال کی راہ اچھی ہوتی ہے۔ واللہ الموفق۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

فرمایا: نہ۔ (یعنی اپنے مال کے ایک ثلث سے زائد کے معاف کرنے کا حق نہیں رکھتی)۔ (ایضاً)

۸۔ سماعہ بیان کرتے ہیں (پھر وہی سابقہ مسئلہ بیان کیا ہے آخر میں ہے) امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ صرف ایک ثلث کے اندر اندر معاف کر دے تو جائز ہے۔ (ایضاً) (اور یہی سابقہ حدیث کا مفہوم ہے۔ جیسا کہ ہم نے قوسین میں اس کی وضاحت کر دی ہے)۔۔۔۔۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ میں) اور کتاب الھبہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد الوصیۃ بالسفیہ، اور مرض الموت میں غلام آزاد کرنے وغیرہ ابواب میں (باب ۵۹ و ۶۷ و ۷۱ و ۷۴ و ۷۵) بیان کی جائیں گی۔ اور ان میں جو بظاہر اختلاف پایا جاتا ہے کہ بعض میں حین حیات کے تمام تصرفات کو جائز قرار دیا گیا ہے اور بعض میں صرف ایک ثلث کے اندر تصرفات کو روا قرار دیا گیا ہے تو ان کے درمیان جمع و توفیق کا طریقہ یہ ہے کہ (پہلی قسم کی حدیثوں کو ترجیح حاصل ہے) اور دوسری قسم (جو صرف ایک ثلث میں تصرفات کو نافذ العمل بتاتی ہیں) وہ تقیہ پر محمول ہیں۔ کیونکہ وہ اکثر عامہ کے مسلک کے موافق ہیں۔ اور ان میں یہ بھی احتمال ہے کہ ان کو وصیت پر محمول کیا جائے (جو صرف ایک ثلث میں نافذ ہوتی ہے)۔ واللہ العالم۔

باب ۱۸

جب تک وصیت کرنے والا زندہ ہو اس کو اپنی وصیت سے خواہ صحت کے وقت کی ہو یا مرض میں اور غلام کو مدبر بنانے سے رجوع کرنا جائز ہے اور اس کو اس میں کمی و بیشی کر کے ہر قسم کا تغیر و تبدیل کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔ بنابریں آخری وصیت پر عمل کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن مسکان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ تدبیر[1] ایک ثلث سے ہوتی ہے۔ اور جب تک آدمی زندہ ہے اسے اپنی وصیت میں کمی و بیشی کرنے کا حق حاصل ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ یونس بعض حضرات سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک آدمی زندہ ہے تب تک اسے اپنی وصیت میں ہر قسم کا رد و بدل کرنے کا حق حاصل ہے پس وہ اس غلام کو آزاد کر سکتا ہے جسے غلام رکھنے کا حکم دیا تھا۔ اور اسے غلام رکھ سکتا ہے جسے آزاد کرنے کا (وصیت میں) حکم دیا تھا اور جسے محروم کیا تھا اسے دے سکتا ہے۔ اور جسے دیا تھا اسے محروم کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

[1] تدبیر کا مطلب ہے کہ کوئی آقا اپنے غلام سے کہہ دے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے: وصیت کرنے والا تندرست ہو یا بیمار، وہ (جب چاہے) اپنی وصیت سے رجوع کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ سعید بن یسار بیان کرتے ہیں کہ ایک بوڑھے شخص نے ایک آدمی کے پاس اپنا کچھ مال بطور امانت رکھا اور اسے کہا کہ یہ مال میں تیرے پاس اس لئے رکھ رہا ہوں کہ میری فلاں اور فلاں بیٹی کے لئے جمع رہے (اور ان کے کام آئے) اس کے بعد اس بزرگ کو اپنے پوتے کے لئے ایک کنیز خریدنے کا خیال آیا اور اُس نے اِس سے اِس مال میں سے ایک سو پچیس دینار لے لئے۔ اور اس رقم سے کنیز خرید کر اپنے پوتے کے حوالے کر دی۔ اس کے بعد وہ بزرگ مر گیا۔ پس لڑکیوں اور لڑکے (یعنی پھپھیوں اور بھتیجے) میں جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے اس سے کہہ دیا کہ تیرے لئے اس کنیز کو استعمال کرنا حرام ہے کیونکہ ہمارے باپ (اور تیرے دادا) نے تجھے یہ کنیز جس مال سے خرید کر دی ہے وہ مال ہمارا تھا۔ یہ بات سن کر وہ لڑکا اس کنیز کے قریب جانے سے رُک گیا۔ آپؑ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا وہ کنیز اسی بزرگ نے نہیں خریدی تھی جو ان لڑکیوں کا باپ اور اس لڑکے کا دادا تھا؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: جس نے وہ رقم (لڑکیوں کو) دی تھی۔ اسی نے کچھ واپس لے لی۔ لہٰذا اس لڑکے سے کہو کہ وہ بے شک اس کنیز کے پاس جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ محمد بن عیسیٰ بن عبید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے آپؑ کیلئے بھی ایک مخصوص حصہ کی وصیت کی اور اپنے بعض پدری و مادری رشتہ داروں کیلئے بھی کچھ وصیت کی۔ بعد ازاں اس نے اس وصیت میں کچھ رد و بدل کر دیا۔ جسے دینے کی وصیت کی تھی اسے محروم کر دیا اور جسے محروم رکھا تھا اسے دینے کی وصیت کر دی۔ آیا ایسا کرنا جائز ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ موت کے آنے تک اسے اس طرح کے ہر قسم کے رد و بدل کا حق حاصل ہے۔ (الکافی، الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ میرے والد نے (مختلف اوقات میں یکے بعد دیگرے) تین مختلف وصیتیں کی تھیں تو میں کس پر عمل کروں؟ فرمایا: سب سے آخری پر عمل کر۔ عرض کیا: وہ بالکل قلیل ہے؟ فرمایا: بے شک قلیل ہو۔ (التہذیب)

۷۔ عبد الرحمٰن بن سیابہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص بیمار ہو جائے اور وصیت کرے کہ فلاں غلام کو آزاد کر دینا، اس قدر صدقہ دینا (وغیرہ) تو وہ اپنی کی ہوئی وصیت کو واپس لے سکتا ہے۔ اور جب تک اسے موت نہ آ جائے تب تک جو چاہے اس میں رد و بدل کر سکتا ہے اور یہی اصل وصیت کا حکم ہے۔ (ایضاً)

۸۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو مدبّر

کیا (اس سے کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے)۔ بعد ازاں اسے اس غلام کی قیمت کی ضرورت پڑ گئی تو؟ فرمایا: جب تک یہ شخص زندہ ہے وہ اس کا بدستورِ سابق غلام ہے۔ چاہے تو اسے فروخت کر دے، چاہے تو آزاد کر دے اور چاہے تو اپنے پاس رکھے۔ ہاں البتہ جب وہ مر جائے گا تو پھر اس کا غلام آزاد ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۹۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مدبّر کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: یہ تدبیر بھی بمنزلۂ وصیت کے ہے۔ جب چاہے اس سے رجوع کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۹ اور باب ۱و۲و۷ از تدبیر میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

وصیت کی طرح مدبّر غلام اپنے آقا کی موت کے بعد ایک ثلث سے آزاد ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مدبّر غلام (آقا کے مال کے) ایک ثلث سے آزاد ہوتا ہے۔ اور فرمایا: جس آدمی نے کوئی وصیت کی ہو خواہ صحت میں کی ہو یا بیماری میں بہرحال اسے حق حاصل ہے کہ اس سے رجوع کر لے (جب تک زندہ ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ہشام بن الحکم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے غلام کو مدبّر بناتا ہے۔ آیا وہ اس سے رجوع کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں وہ بمنزلۂ وصیت کے ہے (جس سے انحراف جائز ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸و۱۰و۱۱ از تدبیر میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

وصیت دو مسلمان عادل گواہوں کی شہادت سے اور جب مسلمان موجود نہ ہوں تو بوقت ضرورت دو کافر ذمی کی شہادت سے بھی ثابت ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ضریس کناسی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: کیا اسلام کے علاوہ دوسری ملتوں کے لوگوں کی گواہی مسلمان آدمی کے لئے جائز ہے؟ فرمایا: نہ۔ مگر یہ کہ اس وقت اس کے سوا اور کوئی نہ مل سکے۔ کہ اس صورت میں ان کی گواہی وصیت کے بارے میں جائز (نافذ) ہے کیونکہ کسی مسلمان کا حق ضائع نہ ہو جائے۔ اور اس کی وصیت باطل نہ ہو جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ہشام بن سالم (الحکم) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ﴾ (اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو وصیت کے لئے تم میں سے دو عادل گواہ ہونے چاہئیں۔ یا تمہارے غیروں میں سے دو گواہ ہوں) میں وارد شدہ لفظ ﴿اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ﴾ کے بارے میں سوال کیا۔ یہ دو غیر کون ہیں؟ فرمایا: جب کوئی (مسلمان) شخص کسی ایسے شہر میں ہو (یا سفر کی حالت میں کسی ایسی جگہ موجود ہو) جہاں کوئی مسلمان موجود نہ ہو تو پھر وصیت پر غیر مسلمان کی گواہی جائز (نافذ) ہے۔ (ایضاً)

۳۔ یحییٰ بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ﴾ کے بارے میں سوال کیا۔ آپؑ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: وہ دو (عادل) گواہ جو تم میں سے ہیں وہ تو مسلمان ہیں۔ اور وہ جو غیر ہیں وہ اہل کتاب ہیں۔ اور اگر اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) تمہیں نہ مل سکیں تو پھر مجوس سے مقرر کرو۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جزیہ کے معاملہ میں ان سے اہل کتاب والا سلوک کیا تھا۔ اور اس کی پوری تفصیل یوں ہے کہ جب کوئی مسلمان مسافرت کی حالت میں کسی ایسی جگہ مر رہا ہو جہاں کوئی مسلمان نہ پایا جاتا ہو تو پھر وہ اہل کتاب میں سے (ورنہ عام کافروں میں سے) دو آدمیوں کو (اپنی وصیت پر) گواہ مقرر کرے۔ جن سے نماز (عصر) کے بعد روک کر اس طرح خدا کے نام کا حلف لیا جائے: ﴿لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ﴾ کہ ہم اس شہادت کے بدلے کوئی قیمت نہیں لے رہے۔ اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہو۔ اور ہم خدا کی گواہی کو نہیں چھپائیں گے ورنہ ہم گنہگار ہوں گے۔ (فرمایا) یہ (حلف برداری) تب ہوگی جب میت کے وارثوں کو ان کی گواہی میں کچھ شک و شبہ ہو (ورنہ حلف کے بغیر ان کی شہادت قبول کی جائے گی)۔ اور اگر اس بات کا انکشاف ہو کہ ان کی شہادت جھوٹی ہے۔ تو تب بھی اس وقت تک ان کی شہادت مسترد نہیں کی جائے گی۔

جب تک ان کی جگہ دو اور گواہ آ کر (ان کے خلاف) شہادت نہ دیں اور ان کی جگہ خدا کے نام کی قسم کھا کر یہ نہ کہیں کہ ہماری شہادت ان (پہلے دو گواہوں) کی شہادت سے بہتر ہے۔ اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی ورنہ ہمارا شمار ظالموں میں ہوگا۔ پس جب یہ گواہ اس طرح گواہی دیں گے تو اس سے پہلی گواہی باطل ہو جائے گی۔ اور دوسرے گواہوں کی شہادت نافذ العمل ہوگی۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ﴾۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، تفسیر عیاشی)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حمزہ بن حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ﴾ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ﴿اللّذان مِنْكُمْ﴾ سے مراد مسلمان اور ﴿واللّذان من غیرکم﴾ سے مراد اہل کتاب ہیں۔ (پھر) فرمایا: جب کوئی مسلمان مرد مسافرت میں دم توڑ رہا ہو۔ اور دو مسلمانوں کو طلب کرے۔ مگر وہ اسے نہ مل سکیں تو پھر اسے چاہیئے کہ اپنی وصیت پر اہل کتاب کے اہل ذمہ میں سے دو آدمیوں کو گواہ مقرر کرے جو اپنے اہل مذہب کے نزدیک پسندیدہ شخص ہوں۔ (التہذیب، الفروع)

۵۔ عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود ابو اسامہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت مبارکہ میں وارد شدہ لفظ ﴿اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ دو غیر کون ہیں؟ فرمایا: دو کافر گواہ۔ پھر عرض کیا: ﴿ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ کون ہیں؟ فرمایا: دو مسلمان گواہ۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد یہاں (باب ۲۱ و ۸۲ میں) اور کچھ باب الشہادات (باب ۳۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

اس صورت کا حکم کہ جب دو کافر ذمی وصیت کے بارے میں شہادت دیں مگر میت کا ولی اس میں شک کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ایک بار تمیم داری اور ابن بندی اور ابن ابی ماریہ اکٹھے سفر پر نکلے جن میں سے تمیم داری مسلمان تھا اور دوسرے دونوں نصرانی تھے۔ اور تمیم داری کے پاس اس کا کچھ قیمتی ساز و سامان جیسے ایک برتن جو آب زر سے منقش تھا اور ایک (سونے کا ہار اور اسی طرح) دیگر کچھ مال و

متاع بھی تھا۔ جسے وہ عربوں کے بعض بازاروں میں فروخت کرنے کے لئے ہمراہ لایا تھا۔ اتفاقاً تمیم داری سخت بیمار پڑ گیا۔ اور جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے وہ سارا ساز و سامان ابن بندی اور ابن ابی ماریہ کے حوالہ کیا اور کہا کہ یہ سامان میرے وارثوں تک پہنچا دیں۔ چنانچہ جب وہ مدینہ پہنچے تو انہوں نے وہ سنہری برتن اور ہار اپنے پاس رکھ لیا۔ اور دوسرا سامان تمیم کے وارثوں کو پہنچا دیا۔ جب اس کی قوم نے وہ برتن اور ہار سامان میں نہ پایا۔ تو ان دونوں سے پوچھا: کیا ہمارا آدمی کچھ زیادہ دنوں تک بیمار رہا تھا۔ اور اس طرح بیماری پر اس کے زیادہ اخراجات ہوئے تھے؟ ان دونوں نے کہا: نہیں تو۔ پھر پوچھا: آیا اس کا کچھ مال سفر میں چوری ہو گیا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں! پھر پوچھا: کیا اسے کاروبار میں کچھ نقصان ہوا تھا۔ کہا: نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ اس پر وارثوں نے کہا: جو اس کا سب سے قیمتی سامان تھا۔ یعنی وہ برتن جس پر سونے کے نقش و نگار تھے اور جس میں ہیرے جڑے ہوئے تھے اور قیمتی ہار وہ بھی سامان میں موجود نہیں ہیں۔ اس کے جواب میں ان دونوں نے کہا: جو سامان اس نے ہمارے حوالہ کیا تھا وہ ہم نے آپ کو دے دیا۔ چنانچہ وہ لوگ ان کو پکڑ کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اس انکار پر حلف لیا۔ انہوں نے حلف اٹھا لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں چھوڑ دیا۔ لیکن (کچھ دنوں کے بعد) یہ دونوں چیزیں ان کے پاس سے برآمد ہو گئیں۔ چنانچہ وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ جس مال کا ہم نے ان دو آدمیوں کے خلاف دعویٰ کیا تھا (اور انہوں نے انکار کیا تھا) وہ ان کے ہاں سے برآمد ہو گیا ہے۔ (اب کیا حکم ہے؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سلسلہ میں وحی الٰہی کا انتظار کیا۔ تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ شَهَـٰدَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ حِينَ ٱلْوَصِيَّةِ ٱثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ ءَاخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى ٱلْأَرْضِ﴾۔ پس خداوند عالم نے وصیت کے معاملہ میں اہل کتاب کی شہادت اس صورت میں قبول فرمائی ہے کہ جب آدمی حالت سفر میں ہو اور وہاں مسلمان نہ مل سکیں۔ ﴿فَأَصَـٰبَتْكُم مُّصِيبَةُ ٱلْمَوْتِ ۚ تَحْبِسُونَهُمَا مِنۢ بَعْدِ ٱلصَّلَوٰةِ فَيُقْسِمَانِ بِٱللَّهِ إِنِ ٱرْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِى بِهِۦ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَـٰدَةَ ٱللَّهِ إِنَّآ إِذًا لَّمِنَ ٱلْـَٔاثِمِينَ﴾۔ یہ ہے وہ پہلی شہادت جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے لی تھی۔ ﴿فَإِنْ عُثِرَ عَلَىٰٓ أَنَّهُمَا ٱسْتَحَقَّآ إِثْمًا﴾ اگر پتہ چل جائے کہ وہ دونوں جھوٹی قسم کھا کر گناہ کے مستوجب ہوئے ہیں تو پھر ﴿فَـَٔاخَرَانِ يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا﴾ یعنی مدعی کے ان اولیاء میں سے ﴿مِنَ ٱلَّذِينَ ٱسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ ٱلْأَوْلَيَـٰنِ فَيُقْسِمَانِ بِٱللَّهِ﴾ جن پر پہلے گواہوں نے زیادتی کی ہے۔ وہ کھڑے ہو کر خدا کے

نام کی قسم کھائیں کہ پہلوؤں نے جھوٹی قسم کھائی ہے۔ ﴿لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ کہ ہماری گواہی اُن سے زیادہ صحیح ہے۔ اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی ورنہ ہم ظالم ہوں گے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمیم داری کے اولیاء کو حکم دیا کہ تم اس قسم کی قسم کھاؤ، اور انہوں نے قسم کھالی۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ برتن اور ہار ابن بندی اور ابن ابی ماریہ سے لے کر ان کے حوالہ کر دیا۔ ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ﴾۔ (الفروع، تفسیر قمی، المحکم والمتشابہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

وصیت کے سلسلہ میں صرف ایک عورت کی گواہی جائز ہے اور اس سے وصیت کا چوتھائی حصہ ثابت ہوگا۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ربعی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص مر رہا تھا اور اس کے پاس سوائے ایک عورت کے اور کوئی (عورت یا) مرد نہیں تھا۔ اس نے گواہی دی کہ اس نے یہ وصیت کی تھی؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کی شہادت سے وصیت کا چوتھائی حصہ نافذ کیا جائے گا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس وصیت کے بارے میں جس کی گواہ صرف ایک عورت تھی۔ یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہو اور اس کے دین و دیانت میں کوئی شک وشبہ نہ ہو تو پھر وصیت کی ایک چوتھائی میں اس کی شہادت نافذ ہے۔ (التہذیب)

۳۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت دعویٰ کرتی ہے کہ ایک مرنے والے نے ایک شہر میں اسے اپنے مال کی ایک تہائی کی وصیت کی ہے مگر اس کے پاس کوئی بینہ (دو گواہ) نہیں ہے تو؟ فرمایا: اپنے دعویٰ کی ایک چوتھائی میں اس کی تصدیق کی جائے گی۔ (ایضاً)

چونکہ اپنے حق میں گواہی درست نہیں ہوتی۔ مگر اس حدیث سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کا دعویٰ اپنے لئے تھا۔ اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں "اوصٰی بھا" لام بمعنی "الیٰ" ہے۔

یعنی اس لئے یہ دعویٰ کیا کہ مرنے والے نے اسے اپنے مال کے ایک ثلث کی وصیت کی تھی کہ فلاں شخص کو پہنچانا۔ اس طرح دعویٰ (وصایت) اپنے لئے ہوگا۔ اور شہادت دوسرے کے لئے۔

۴۔ عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت مر رہی ہے اور اس کے پاس سوائے ایک عورت کے اور کوئی موجود نہیں ہے۔ آیا (وصیت کے بارے میں) اس کی شہادت نافذ ہے؟ فرمایا: عورتوں کی شہادت (کسی لڑکی کی) بکارت، اور (کسی) بچہ کی ولادت کے بارے میں نافذ ہے۔ پھر فرمایا: اور عورتوں کی شہادت حدود (وتعزیارات) میں مردوں کے ساتھ نافذ ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ بظاہر یہ روایت سابقہ روایات کے منافی ہے۔ اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس روایت کو پوری وصیت پر محمول کیا ہے کہ پوری وصیت میں عورت کی شہادت نافذ نہیں۔ بلکہ صرف ایک چوتھائی میں نافذ ہوتی ہے۔

۵۔ ابراہیم بن محمد ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ احمد بن ہلال نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک عورت کسی (مرنے والے) شخص کی وصیت کے بارے میں گواہی دیتی ہے۔ اب میت کے وارثوں میں اختلاف ہے کوئی اس کی تصدیق کرتا ہے اور کوئی اسے متہم جانتا ہے تو؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: نہیں۔ مگر یہ کہ ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔ لہٰذا اس کی شہادت کو نافذ کرنا واجب نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے اس کی وہی سابقہ حدیث والی تاویل کی ہے (کہ پوری وصیت میں نافذ نہیں ہے)۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ امام علیہ السلام نے اس لئے اس کی شہادت رد فرمائی ہے کہ (قرائن یعنی وارثوں کے اختلاف سے معلوم ہوتا ہے کہ) اس عورت کا دین و دیانت پسندیدہ نہیں ہے۔ (حالانکہ قبول شہادت میں یہ شرط ہے۔ جیسا کہ اس باب کی حدیث نمبر ۲ میں جناب امیر علیہ السلام کے فیصلہ میں صراحت موجود ہے)۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی حدیثیں اس کے بعد باب الشہادات (باب ۲۴ و باب ۸۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

جو شخص کسی ایسے شخص کو وصی بنا جائے جو وہاں موجود نہ ہو تو اس پر اس کا قبول کرنا لازم ہے اور اگر کسی حاضر کو بنائے جبکہ اور لوگ بھی موجود ہوں تو اس کے لئے اسے قبول نہ کرنا جائز ہے۔ مگر مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی (مرنے والا) کسی ایسے شخص کو وصی بنا جائے جو وہاں موجود نہ ہو۔ تو اس پر اس کا قبول کرنا لازم ہے۔ اور اگر اس کو وصی بنا جائے جو وہاں شہر میں موجود ہو تو اسے اختیار ہے چاہے تو قبول کرے اور چاہے تو قبول نہ کرے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنے غائب بھائی کو وصی بنا جائے تو اس کے لئے وصیت کو ٹھکرانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اگر یہ حاضر ہوتا اور قبول نہ کرتا تو مرنے والا کسی اور کو بنا جاتا۔ (مگر اب تو ایسا ممکن نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک مرنے والا شخص کسی (حاضر) شخص کو اپنا وصی بناتا ہے۔ مگر وہ اس کے قبول کو ناپسند کر رہا ہے تو؟ فرمایا: اس (مرنے والے) کو اس حالت میں (بے یار و مددگار) نہ چھوڑے (یعنی ایسا کرنا مکروہ ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن اسماعیل سے اور وہ اپنے والد (اسماعیل) سے نقل کرتے ہیں: ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنے بیٹے کو جو موجود تھا اور دو بھائیوں کو جو موجود نہ تھے وصی بنایا۔ چند دنوں کے بعد جب ان کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس وصایت کو قبول کرنے سے اس بنا پر انکار کر دیا کہ ممکن ہے مرحوم کا بیٹا مداخلت کرے اور ان کو وصیت پر عمل نہ کرنے دے؟ اس پر اس کے ایک چچازاد بھائی نے جو مسموع الکلمہ تھا ضمانت دی کہ مرحوم کا بیٹا ان کے کام میں دخل نہیں دے گا۔ چنانچہ انہوں نے اس شرط کے ساتھ اسے قبول کر لیا۔ مگر اس (چچازاد بھائی) نے وعدہ نہ نبھایا۔ حالانکہ ان کی یہ شرط تھی۔ لہٰذا انہوں نے وصیت سے اور اس پر عمل درآمد کرنے سے اپنی برائت کا اعلان کر دیا۔ آیا ان کو ایسا کرنے کا حق ہے۔ کہ وہ ہر اس چیز سے دستبردار ہو جائیں جو ان کے پاس ہے؟ فرمایا: (وصیت کا قبول کرنا) ان پر لازم ہے جس طرح بھی ہو سکے نرم روی سے اس پر عمل کریں۔ خدا انہیں اس کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ شاید یہ علیحدگی مرحوم کے بیٹے کیلئے جائز ہو (کیونکہ وہ حاضر تھا)۔ (التہذیب، الفروع)

باب ۲۴

بیٹے پر اپنے باپ کی وصیت کا قبول کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ریان (ر،ب،ا،ن،د) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا کہ ایک شخص کو اس کا والد وصی بنانا چاہتا ہے آیا

اسے انکار کرنے کا حق حاصل ہے؟ امام علیہ السلام نے اپنے دستخطوں سے لکھا کہ اسے انکار کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

اگر کوئی مرنے والا دو شخصوں میں سے کسی کو معیّن کئے بغیر ایک کے لئے کسی مال کا اقرار کرے تو ان میں سے جو بھی بینہ (دو گواہ) پیش کر دے وہ مال اس کا ہوگا۔ اور اگر کوئی بینہ پیش نہ کر سکے تو پھر دونوں برابر تقسیم کریں گے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک مرنے والے نے اقرار کیا کہ فلاں اور فلاں دو آدمیوں میں سے ایک آدمی کے میرے ذمہ ایک ہزار درہم ہیں۔ پھر مر گیا تو؟ فرمایا: ان دو آدمیوں میں سے جو بھی بینہ پیش کر دے (کہ اس نے مرحوم سے یہ رقم لینی تھی) تب وہ رقم اسی کی متصور ہوگی۔ اور اگر کوئی بھی بینہ پیش نہ کر سکے تو پھر وہ رقم دونوں میں برابر تقسیم کر دی جائے گی۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

باب ۲۶

جب کسی مرنے والے کے وارثوں میں سے ایک وارث یہ اقرار کرے کہ مرنے والے کا ایک اور وارث بھی ہے یا اس نے فلاں غلام کو آزاد کر دیا تھا یا اس کے ذمہ اس قدر قرضہ تھا تو اس پر اپنے حصہ کے مطابق ادائیگی لازم ہوگی۔ اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب دو وارث ان باتوں کا اقرار کریں جبکہ عادل نہ ہوں اور اگر عادل ہوں تو پھر ان کا اقرار سب کو ماننا پڑے گا۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص صرف ایک غلام (ترکہ میں) چھوڑ کر مر گیا۔ اب اس کی اولاد میں سے ایک نے کہا کہ اس کے والد نے اسے آزاد کر دیا تھا تو؟ فرمایا: اس کی شہادت اس کے حق میں نافذ ہوگی (اور وہ محروم الارث قرار پائے گا)۔ مگر وہ (دوسروں کا) تاوان ادا نہیں کرے گا۔ اب دوسرے وارثوں کی خدا

خود کوئی سبیل پیدا کرے گا۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کچھ (ترکہ چھوڑ کر) مرگیا۔ اور اس کے بعض وارثوں نے اقرار کیا کہ مرحوم نے فلاں شخص کا کچھ قرضہ دینا تھا؟ فرمایا: اس پر اپنے حصہ کے مطابق ادائیگی لازم ہوگی۔ (کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالبختری وھب بن وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام اس شخص کے بارے میں جو چند وارث چھوڑ کر مرگیا۔ اور ان میں سے ایک نے اعتراف کیا کہ ان کے والد کے ذمہ کچھ قرضہ تھا۔ یہ فیصلہ فرمایا: اس اقرار کرنے والے پر اپنے حصہ میں اپنی وراثت کی مقدار کے مطابق ادائیگی لازم ہوگی۔ اور مرحوم کے تمام مال (اصل ترکہ پر) اس کا بوجھ نہیں پڑے گا۔ اور اگر اس بات (قرضہ) کا دو وارث اقرار کریں اور ہوں بھی عادل تو پھر تمام وارثوں پر ادائیگی لازم ہوگی۔ اور اگر وہ عادل نہ ہوں پھر صرف ان کے حصہ کی مقدار کے حساب سے ان پر ادائیگی واجب ہوگی۔ اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب کوئی وارث اعتراف کرے (کہ موجودہ بہنوں بھائیوں کے علاوہ کوئی اور) بھائی یا بہن بھی ہے۔ تو اس کا حصہ اس کے حصہ سے لازم ہوگا (بمقدار اس کے حصہ کے خواہ نصف ہو۔ یا ثلث یا ربع یا کم وبیش)۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، قرب الاسناد)

۴۔ سابقہ سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنے کسی بھائی کے وجود کا اقرار کرے وہ اس کے ساتھ مال میں شریک ہوگا۔ لیکن اس سے (شہادت کے نامکمل ہونے کی وجہ سے) اس کا نسب ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر دو شخص اس کا اقرار کریں تو اس کا حکم بھی یہی ہے (کہ وہ شخص مال میں شریک ہوگا۔ مگر اس کا نسب ثابت نہ ہوگا) مگر یہ کہ یہ اقرار کرنے والے دو شخص عادل ہوں۔ کہ پھر وراثت میں شرکت اور نسب دونوں ثابت ہوں جائینگے۔ (ایضاً)

۵۔ حکم بن عتیبہ (اہل خلاف کا قاضئ عراق) بیان کرتے ہیں کہ ہم آدمیوں کی ایک جماعت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے دروازے پر (امامؑ کی برآمدگی کے انتظار میں) موجود تھے کہ ایک عورت آئی اور کہا: تم میں سے ابو جعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) کون ہیں؟ حاضرین نے اس سے پوچھا: تو کیا چاہتی ہے؟ کہنے لگی: ان سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ حاضرین نے (میری طرف اشارہ کرکے) کہا: یہ اہل عراق کے فقیہہ ہیں ان سے پوچھ لے۔ چنانچہ اس عورت نے یہ مسئلہ پوچھا کہ میرا شوہر وفات پا گیا۔ اور صرف ایک ہزار درہم چھوڑ گیا۔ میرا پانچ سو درہم اس کے ذمہ تھا۔ چنانچہ اس ایک ہزار سے پانچ سو درہم تو میں نے حق مہر کے لے لئے۔ اور باقیماندہ رقم

(پانچ سو درہم) سے میری جو وراثت بنتی تھی وہ بھی لے لی۔ اس اثنا میں ایک شخص نے آ کر میرے شوہر سے ایک ہزار قرضہ لینے کا دعویٰ کر دیا (گو اس کے پاس گواہ نہ تھے مگر) میں نے اس کی تصدیق کر دی (اب تقسیم کس طرح ہوگی؟) حکم بیان کرتے ہیں کہ ہم (انگلیوں پر) حساب کر رہے تھے کہ اس عورت کو کس قدر رقم ملے گی۔ کہ اچانک حضرت امام محمد باقر علیہ السلام برآمد ہوئے۔ امام علیہ السلام نے ہماری کیفیت دیکھ کر پوچھا: کس چیز کا حساب کیا جا رہا ہے؟ ہم نے عورت کا قصہ کہہ سنایا۔ امام علیہ السلام نے سنتے ہی فرمایا کہ اس کے پاس جو کچھ ہے اس کے دو تہائی کا تو اس نے اقرار کر دیا (کہ اس کا نہیں ہے۔ کیونکہ قرض خواہ کا ایک ہزار اس کے حق مہر پانچ سے دوگنا ہے)۔ اس طرح ایک ہزار میں سے دو حصہ قرض خواہ اور ایک حصہ عورت حق مہر لے گی) اور اس طرح اسے وراثت میں کچھ نہیں ملے گا (کیونکہ اس طرح باقی بچتا ہی کچھ نہیں ہے)۔ حکم بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی زود فہم شخص نہیں دیکھا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

باب ۲۷

کفن کی قیمت میت کے اصل مال سے لی جائے گی اور وہ قرضہ پر مقدم ہے۔ اور عورت کا کفن مرد کے ذمہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (مرنے والے کا) کفن اصل مال سے لیا جائے گا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص مر گیا۔ اور اس کے کفن کی قیمت کے برابر اس کے ذمہ قرضہ ہے تو؟ فرمایا: اس کا ترکہ اسکے کفن پر صرف کیا جائے گا۔ مگر یہ کہ کچھ لوگ (بغرضِ ثواب) تجارت کر کے اسے کفن دے دیں۔ تب اس کا ترکہ قرضہ میں صرف کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورت مر جائے تو اس کا کفن اس کے شوہر کے ذمہ ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الطہارت باب التکفین باب ۳۱ و ۳۲ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

(میت کے) ترکہ سے کفن کے بعد پہلے قرضہ کی ادائیگی کا انتظام کیا جائے گا۔ اس کے بعد وصیت پر عمل ہوگا۔ اور سب کے آخر میں وراثت (تقسیم ہوگی اگر کچھ بچا)۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (مرنے والے کے) مال سے سب سے پہلے کفن سے ابتداء کی جائے گی۔ اس کے بعد قرضہ ادا کیا جائے گا۔ پھر وصیت پر عمل ہوگا اور آخر میں میراث (تقسیم ہوگی)۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ ابان بن عثمان ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک (مرنے والا) شخص ایک شخص کو وصیت کر گیا کہ اس کے ذمہ قرضہ ہے تو؟ فرمایا: وہ شخص پہلے اس کا قرضہ ادا کرے گا اور جو اس سے بچے گا اسے وارثوں میں تقسیم کرے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک عامل (مشترکہ کاروبار کرنے والا شخص) وفات پا گیا (جس کے ذمہ شرکاء کا مال تھا)۔ چنانچہ اس کے عوض اس کے بیٹے کو پکڑ لیا گیا۔ اور وہ سب اس کے گھر گئے۔ اور اسے فروخت کر دیا۔ جبکہ اس کے اور بھی کئی مرد و زن وارث موجود تھے۔ مگر انہوں نے نہ گھر کے بیچنے کا مطالبہ کیا اور نہ ہی ان سے مشورہ لیا گیا۔ آیا ان پر بھی کچھ تاوان ہے؟ فرمایا: جب اس شخص نے یہ گھر اسی کاروبار سے بنایا تھا اور نقصان بھی اسی کاروبار میں ہوا ہے وہ ان سب پر لاگو ہوگا۔ (الغرض قرضہ کی ادائیگی وراثت پر مقدم ہوگی)۔ (التہذیب، الفروع)

۴۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسی حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصِي بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ﴾ (کہ وراثت وصیت یا قرضہ کے بعد ہوگی) کی تفسیر میں فرمایا: تم تو اس آیت میں لفظ وصیت قرضہ سے پہلے پڑھتے ہو۔ مگر (عملی طور پر) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت سے پہلے قرضہ ادا کیا ہے۔ (تفسیر مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۱۶ و ۲۶ و ۲۷ میں) اور باب الحجر (باب ۱۸ از مستحقین زکوٰۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۶ و ۳۹ و ۴۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

اگر کوئی شخص مر جائے اور ترکہ کی مقدار کے برابر اس پر قرضہ ہو تو اس کا مال اس کے اہل و عیال پر صرف نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر ترکہ کم اور قرضہ زیادہ ہو تو پھر حصص کے مطابق تقسیم ہوگا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ (حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے) سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اہل و عیال چھوڑ کر مر جائے۔ اور اس کے ذمہ قرضہ بھی ہو۔ تو آیا اس کے مال سے اس کے اہل و عیال پر خرچ کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: اگر تو قرضہ اس کے پورے ترکہ کے برابر ہے تو پھر خرچ نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر اس کا یقین نہ ہو تو پھر کیا جا سکتا ہے۔

(کتب اربعہ، کذا عن عبدالرحمٰن بن الحجاج عن الکاظم علیہ السلام)

۲۔ علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ کے موالی میں سے ایک شخص چھوٹی چھوٹی اولاد چھوڑ کر فوت ہو گیا ہے۔ اور کچھ ترکہ بھی چھوڑ گیا ہے۔ اور اس کے ذمہ کچھ قرضہ ہے اور اس کے قرض خواہوں کو (اس کے ترکہ کا) کوئی علم نہیں ہے۔ پس اگر (وصی) قرضہ ادا کرتا ہے تو پھر بچوں کے لئے کچھ نہیں بچتا۔ (تو کیا کیا جائے؟) فرمایا: ترکہ اس کے بچوں پر صرف کرو۔ (کتب اربعہ)

(چونکہ یہ روایت سابقہ روایات کے خلاف ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے: اس روایت پر عمل نہیں ہے بلکہ سابقہ روایت مسند بھی ہے اور اصول کے موافق بھی)۔ نیز اس کی یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ وصی قرضہ کی ادائیگی کی خود ضمانت دے دے۔ یا پھر ضرورت کے تحت بطور قرضہ ترکہ کو بچوں پر صرف کیا جائے واللہ اعلم۔

نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۲۸ میں) اور کچھ باب الحجر (باب ۵ و ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

جس شخص کے حق میں وصیت کی جائے اگر وہ وصیت کرنے سے پہلے مر جائے اور موصی نے وصیت سے رجوع نہ کیا ہو۔ تو پھر وہ وصیت اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب وہ شخص قبضہ لینے سے پہلے مر جائے تو اس کے وارث قبضہ لیں گے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: ایک شخص نے کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے لئے کچھ وصیت کی۔ اور پھر (اتفاقاً) وہ شخص جس کے لئے وصیت کی گئی تھی۔ وہ پہلے مرگیا۔ تو؟ فرمایا: اب وہ وصیت والا مال اس کے وارثوں کو ملے گا۔ پھر فرمایا: جو شخص کسی حاضر یا غائب شخص کے لئے کوئی وصیت کرے۔ اور وہ موصی سے پہلے مر جائے۔ تو وہ وصیت اس کے وارثوں کے لئے متصور ہوگی۔ مگر یہ کہ موصی اس سے رجوع کر لے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ عباس بن عامر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام علی نقی علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی شخص کے لئے کوئی وصیت کی۔ مگر وہ قبضہ لینے سے پہلے مرگیا۔ اور کوئی اولاد بھی نہیں چھوڑ گیا۔ تو؟ فرمایا: اس کا کوئی وارث یا آقا تلاش کر اور وہ مال اس کے حوالہ کر۔ عرض کیا: اگر مجھے اس کے کسی ولی کا علم نہ ہو تو؟ فرمایا: پوری جدوجہد کر کہ کوئی ولی مل جائے اور اگر کوشش کے باوجود نہ مل سکے اور خدا بہتر جانتا ہے کہ تو نے کوشش کی ہے۔ تو پھر وہ مال صدقہ کر دے۔ (کتب اربعہ وتفسیر عیاشی)

۳۔ محمد بن عمر باہلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں (اس کے مال سے) اس کے ایک چچا کو ہر سال کچھ مال دیا کروں۔ اب وہ چچا مرگیا تو؟ فرمایا: اس کے وارثوں کو دیا کر۔ (کتب اربعہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی شخص کے لئے کچھ وصیت کی۔ پس اگر ایسا اتفاق ہو کہ وہ شخص (جس کے لئے وصیت کی گئی ہے)۔ پہلے مر جائے تو؟ فرمایا: یہ کوئی چیز نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار) (چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ روایات کے منافی ہے۔ اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ جب وصیت کرنے والا اپنی وصیت تبدیل کر لے تو پھر یہ کوئی چیز نہیں ہے جیسا کہ محمد بن قیس والی روایت میں یہ صراحت موجود ہے۔ اور اس کا یہ مقصد بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز اس وصیت کو ختم نہیں کر سکتی۔ بلکہ وہ اس کے وارثوں کے لئے برقرار رہے گی۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسے تقیہ پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ اکثر عامہ کا مذہب ہے۔

باب ۳۱

(جب کسی مقتول کی) دیت (خون بہا) کی رقم ملے تو اسے مقتول کے قرضہ اور اس کی وصیتوں میں صرف کرنا واجب ہے۔ اور اگر اس سے کچھ بچے تو وہ وارثوں کو ملے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یحییٰ ازرق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی

رضاؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص قتل کر دیا گیا اور اس کے ذمہ کچھ قرضہ تھا۔ اور اس کے وارثوں نے قاتل سے دیت لے لی (اور صلح کر لی)۔ آیا ان پر اس کے قرضہ کی ادائیگی واجب ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: وہ خود تو کچھ نہیں چھوڑ گیا؟ فرمایا: وارثوں نے دیت نہیں لی؟ ان پر اس کے قرضہ کی ادائیگی واجب ہے۔

(کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں یہاں (باب ۱۴ میں) اور کچھ باب الدین (باب ۲۴) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴ از موانع ارث میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

شرعی وصیت کا اسی طریقہ پر نافذ کرنا واجب ہے جس طرح وہ کی گئی ہے اور اسے بدلنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے خدا کی راہ میں مال صرف کرنے کی وصیت کی تو؟ فرمایا: اسے وہاں صرف کر جہاں اس نے وصیت کی! اگر وہ یہودی یا نصرانی ہی کیوں نہ ہو۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے: ﴿فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ﴾ (جو شخص سننے سمجھنے کے بعد وصیت تبدیل کرے گا تو اس کا وزر و وبال بدلنے والے پر ہوگا)۔ (کتب اربعہ و تفسیر عیاشی)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے جعفر اور موسیٰ کے نام ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ میں نے جو تمہیں فلاں فلاں معاملہ میں گواہ مقرر کرنے کا حکم دیا ہے اس میں تمہاری اخروی نجات مضمر ہے۔ اور تمہارے والدین کی وصیت کا نفاذ ہے، اور تمہاری طرف سے ان کے ساتھ نیکی ہے۔ اور ان کی وصیت کو تبدیل کرنے سے ڈرو۔ کیونکہ وہ تو یہ وصیت کر کے بریٔ الذمہ ہو چکے ہیں خدا ان سے راضی ہو۔ خداوند عالم نے وصیت کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ از سکنی و باب ۱۵ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۵۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

اس مال کا حکم جسے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی وصیت کی جائے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود حسن بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کرنے کی وصیت کی تو؟ فرمایا: اللہ کی راہ ہمارے شیعہ ہیں (لہٰذا ان کے غرباء و مساکین کی ضروریات پر صرف کیا جائے)۔

(الفقیہ، التہذیب، الفروع، معانی الاخبار)

۲۔ حسین بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے مجھے کچھ مال کی وصیت کی کہ اسے خدا کی راہ میں صرف کیا جائے تو؟ (کہاں صرف کروں؟) فرمایا: حج میں صرف کر۔ میں نے عرض کیا کہ اس نے تو (خدا کی راہ میں) صرف کرنے کی وصیت کی تھی؟ فرمایا: حج میں صرف کر۔ کیونکہ میں خدا کی تمام راہوں سے حج سے افضل کوئی راہ نہیں جانتا۔ (کتب اربعہ، معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں متحد المضمون ہیں۔ وہ اس طرح کہ وہ شخص یہ رقم ایک شیعہ کو دے دے اور اسے کہے کہ وہ اس سے حج کرے۔...... حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے یہ تاویل نقل کرکے فرمایا ہے کہ یہ اچھی توجیہ ہے۔ مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے ان کی مراد اس راہ کو ترجیح دینا ہے ورنہ لفظ سبیل (خدا تک رسائی کے راستے) اور ان حدیثوں کے ظاہری مفہوم اور باب الزکوٰۃ میں سبیل خدا کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ کارِ خیر جو بقصد قربت اور خدا کی خوشنودی کے ارادہ سے بجالایا جائے وہ راہ خدا میں داخل ہے۔ پس یہ اوامر وجوب تخییری کے لئے ہیں۔ ہاں یہ یاد رہے کہ یہ سب کچھ اس صورت میں ہے کہ جب وصیت کرنے والے کی منشاء کا علم نہ ہو۔ (ورنہ اس کے مطابق عمل کیا جائے گا)۔ (ایضاً)

۳۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ہمدان میں رہتا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ اس کے والد نے جو کہ اس امر (مذہب حق) کی معرفت نہیں رکھتا تھا۔ مجھے مرتے وقت وصیت کی کہ کچھ مال راہِ خدا میں صرف کیا جائے! میں نے اس سلسلہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ہم کیا کریں؟ فرمایا: اگر کوئی شخص مجھے وصیت کر جائے کہ میں اس کا کچھ مال کسی یہودی یا نصرانی کو دوں تو میں اسی کو دوں گا۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ﴾...... (فرمایا) دیکھو جو شخص ان

سرحدوں کی حفاظت (اور جہاد) کے لئے جائے اس پر صرف کرو۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سابقہ حدیث میں اس کی توجیہ بیان کر دی گئی ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وصیت کرنے والے کے عقیدہ اور اس کے عرف کو بھی مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔

باب ۳۴

جب کوئی مجوسی وصیت کرے کہ اس کا کچھ مال فقراء میں تقسیم کیا جائے تو وہ مجوسیوں کے فقراء پر خرچ کیا جائے گا اور اگر اسے مسلمان فقراء پر صرف کیا جائے تو اس قدر مال صدقہ کے مال سے فقراءِ مجوس پر صرف کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو طالب بن الصلت سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ خلیل بن ہاشم نے والیٔ نیشاپور ذوالریاستین کو خط لکھا کہ ایک مجوسی شخص نے مرتے وقت اپنے کچھ مال کے بارے میں وصیت کی اسے فقراء پر صرف کیا جائے۔ نیشاپور کے قاضی نے وہ مال مسلمان فقراء پر صرف کر دیا۔ اس لئے خلیل نے یہ خط ذوالریاستین کو لکھا اور انہوں نے یہ مسئلہ مامون عباسی خلیفہ سے پوچھا۔ اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مجوسی نے مسلمانوں کے لئے وصیت نہیں کی۔ اسے حکم دو کہ وہ اتنی مقدار مسلمانوں کے مالِ صدقہ سے لے کر مجوسی فقراء پر صرف کرے۔

(کتب اربعہ وعیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۲ و ۳۳ میں) گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۵

مسلمان اور کافر ذمی کے لئے کسی کافر ذمی کے لئے وصیت کرنا جائز ہے اور اس کے سوا کسی اور کو دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ریان بن شبیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ (ان کی بہن) ماردہ نے کچھ فراش نصرانیوں کے لئے کچھ مال کی وصیت کی۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ اس رقم کو اپنے غریب مومن بھائیوں میں تقسیم کرو۔ مگر میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ میری بہن کچھ نصرانیوں

کے لئے (کچھ مال کی) وصیت کر گئی ہیں اور میرا ارادہ ہے کہ اسے مسلمان غرباء میں تقسیم کروں؟ فرمایا: وصیت کو اس طرح نافذ کرو جس طرح وصیت کرنے والے نے کی ہے۔ خدا فرماتا ہے: ﴿فَإِنَّمَآ إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ﴾۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن محمد بیان کرتے ہیں کہ علی بن بلال (ہلال ن د) نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک یہودی نے (کچھ مال کی) اپنے ہم مذہب (یہودیوں) کے لئے وصیت کی، وہ میری دسترس میں ہے۔ آیا میں اسے لے کر آپ کے (غریب) محبوں پر صرف کر سکتا ہوں یا وہیں صرف کروں جہاں یہودی نے وصیت کی ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: وہ مال مجھ تک پہنچاؤ۔ اور مجھے تمام بات بتاؤ تا کہ اسے مناسب جگہ پر صرف کیا جائے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بات ناممکن نہیں ہے کہ امام علیہ السلام نے تقسیم کی یہ ذمہ داری اس لئے اپنے ذمہ لی ہے کہ وہ ان لوگوں میں تقسیم کرنے کی کیفیت عام لوگوں سے بہتر جانتے ہیں۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ مگر مسلمان کافر کا وارث بن سکتا ہے۔ مگر یہ کہ خود کسی کافر کے لئے کچھ مال کی وصیت کر جائے (تو پھر اس کا لینا کافر کے لئے جائز ہے)۔ (الفقیہ، التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۲، ۳۳، ۳۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱ از موانع ارث میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۶

جس کو وصی بنایا جائے اور وہ وصیت والا مال موصی لہ (جس کے حق میں وصیت کی گئی ہے)، یا قرض خواہ یا وارث تک پہنچا سکتا ہو مگر نہ پہنچائے تو (مال کے تلف ہونے کی صورت میں) وہ ضامن ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی کے پاس (مستحقین میں) تقسیم کرنے کی خاطر اپنی زکوٰۃ بھیجتا ہے مگر وہ رقم تلف ہو جاتی ہے۔ تو آیا وہ شخص اس کا ضامن ہے (کہ اپنی گرہ سے) تقسیم کرے؟ فرمایا: جب مستحق موجود تھے (اور وہ تقسیم کر سکتا تھا) مگر وہ نہ کرے تو پھر ضامن ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) اور یہی حکم اس وصی کا

ہے جس کو کسی تک مال پہنچانے کی وصیت کی جائے کہ جب اسے متعلقہ آدمی دستیاب ہو۔ مگر اس تک نہ پہنچائے تو وہ ضامن ہے۔ ہاں اگر مالی وسعت نہ ہو تو پھر (اس پر) ضمانت نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ایک آدمی کو اپنا وصی بنا گیا۔ اور وصیت کرنے والے کے ذمہ کچھ قرضہ بھی تھا۔ (اور اس کے وارث بھی تھے)۔ اس نے یہ کیا کہ قرض کی رقم علیحدہ کر کے گھر میں رکھ دی اور باقی مال وارثوں میں تقسیم کر دیا۔ اور وہ قرض والی رقم رات کے وقت چوری ہو گئی۔ اب وہ کس سے لی جائے؟ فرمایا: وہ (وصی) ضامن ہے کہ اپنے مال سے ادا کرے کیونکہ اس نے ہی وہ مال گھر میں رکھ دیا تھا (اور قرض خواہ تک نہیں پہنچایا تھا)۔ (التہذیب، الاستبصار)

(دوسری روایت میں صراحت موجود ہے کہ وہ مال وارثوں سے نہیں لیا جائے گا)۔ (ایضاً)

۳۔ سلیمان بن عبداللہ ہاشمی اپنے والد (عبداللہ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی کو اپنا وصی بنایا۔ اور اسے مالِ زکوٰۃ کا ایک ہزار درہم دیا۔ مگر وہ رقم وصی سے تلف ہو گئی تو؟ فرمایا: وہ (اس کی ادائیگی کا) ضامن ہے۔ اور وہ وارثوں سے رجوع نہیں کر سکتا۔ (ایضاً)

۴۔ اسماعیل بن سعد اشعری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا وصی کو یہ حق حاصل ہے کہ یتیم کا مال ادھار پر فروخت کر کے (اور پھر خود کم قیمت پر خرید لے)۔ یا اس سے کوئی کاروبار کرے؟ فرمایا: اگر ایسا کرے (اور پھر مال تلف ہو جائے) تو یہ ضامن ہوگا۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر عمومی اور خصوصی طور پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۸ میں) آئیں گی (انشاء اللہ تعالیٰ)۔

باب ۳۷

جب وصیت کسی اور بارے میں ہو اور وصی اس میں تبدیلی کر کے کسی اور جگہ خرچ کر دے تو وہ ضامن ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مارد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو وصی بنایا اور اسے حکم دیا کہ اس کے مال کے ایک ثلث میں سے چھ سو درہم لے کر اور ان سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دینا۔ مگر وصی نے یہ کہا کہ وہ چھ سو درہم کسی شخص کو دے کر ان سے اس کے لئے حج کرا دیا تو؟ فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ وصی یہ نقصان برداشت کرے کہ

اپنی گرہ سے چھ سو درہم صرف کر کے موصی کی وصیت کے مطابق غلام آزاد کرے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ علی بن فرقد صاحب السابری بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کچھ مال دے کر مجھے وصیت کی کہ میں اس کی طرف سے حج کراؤں۔ میں نے دیکھا کہ وہ رقم کم ہے۔ جو حج کے اخراجات کے لئے بالکل کافی نہیں ہے۔ تو میں نے ابو حنیفہ اور دوسرے فقہاءِ کوفہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا: موصی کی جانب سے یہ رقم صدقہ کر دو۔ ....(اثناءِ حج میں) حجر (اسود) کے قریب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اور ان کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔ امام علیہ السّلام نے پوچھا: پھر تو نے کیا کیا؟ عرض کیا کہ میں نے وہ رقم صدقہ کر دی۔ فرمایا: تو ضامن ہے (کہ حج کرائے)۔ مگر یہ کہ وہ اس قدر کم ہو (کہ) مکہ سے بھی (کسی کو نائب بنا کر) حج نہ کرایا جا سکے۔ پس اگر اس سے کم ہے تو پھر تو ضامن نہیں ہے ورنہ تو ضامن ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب علی بن ابراہیمؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی آدمی کو کسی بات کا وصی کر جائے۔ تو وصی کو اس وصیت میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ بلکہ اس پر لازم ہے کہ اس پر عمل درآمد کرے، مگر یہ کہ وصیت کرنے والا حکم خدا کے خلاف کوئی (غلط) وصیت کر جائے اور کسی پر ظلم کرے۔ اس صورت میں وصی کے لئے اس وصیت کو حق کی طرف لوٹانا جائز ہے۔ جیسے کوئی شخص سب مال کسی ایک وارث کو دینے کی وصیت کر جائے اور بعض کو بالکل محروم کر جائے۔ تو اس صورت میں وصی کے لئے اسے حق کی طرف لوٹانا جائز ہے۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے: ﴿فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا﴾ (اگر موصی کے غلط جھکاؤ کا خوف ہو یا گناہ کی وصیت کرنے کا خوف ہو۔ تو پھر وصیت میں اصلاح کی جا سکتی ہے)۔ اور گناہ کی وصیت یوں ہے جیسے کوئی شخص وصیت کر جائے کہ عبادت کے لئے آتش کدہ تعمیر کیا جائے۔ یا کوئی نشہ آور چیز تیار کی جائے۔ اس صورت میں وصی کے لئے وصیت کے مطابق عمل نہ کرنا جائز ہے۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۲ اور ۳۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (انشاء اللہ)۔

باب ۳۸

جس (وصی) کو وصیت میں (غلطی کا) اندیشہ ہو تو اس کے لئے اسے حق کی طرف لوٹانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سوقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ﴾ (کہ جو

شخص وصیت کو سننے اور سمجھنے کے بعد تبدیل کرے تو اس کا وزر و وبال اس بدلنے والے شخص پر ہوگا) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس کے بعد والی آیت نے اس آیت کو منسوخ کر دیا ہے۔ ارشاد قدرت ہے: ﴿فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (کہ جس وصی کو موصی سے کسی کی طرف غلط جھکاؤ۔ یا گناہ کا اندیشہ ہو اور ان کے درمیان اصلاح کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے)۔ یعنی وصی کو موصی کے خلافِ حق وصیت کرنے کا اندیشہ ہو جس پر خدا راضی نہیں ہوتا۔ تو وصی کو حق حاصل ہے کہ اس غلط وصیت کو حق کی طرف اور جس پر خدا راضی ہے یعنی کسی کارِ خیر کی طرف لوٹا دے۔ (الفروع، التہذیب، تفسیر عیاشی وغیرہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں نسخ تخصیص کے معنی میں ہے۔ کیونکہ دراصل یہ بھی عام کے بعض افراد میں نسخ ہی ہوتی ہے۔ قبل ازیں ایک صورت (غلط وصیت) کے علاوہ خود ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا اس آیت ﴿فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ ....﴾ سے استدلال کرنا آپ جان چکے ہیں۔

۲۔ قبل ازیں باب ۸ حدیث نمبر ا بروایت محمد بن قیس از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اس میں وارد ہے کہ جو شخص اپنے پورے مال یا اکثر کی وصیت کرکے وارثوں کو محروم کر جائے۔ تو حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس وصیت کو معروف (نیکی) یعنی ایک ثلث کی طرف لوٹایا جائے گا۔۔۔۔ فراجع۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے وصیت بالثلث وغیرہ ابواب (جیسے باب ۱۰، ۱۱، ۱۷، ۳۷ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۹

جس شخص کی ملکیت صرف ایک غلام ہو اور وہ اسے مرض الموت میں آزاد کر دے اور اس کے ذمہ نصف ترکہ کے برابر قرضہ بھی ہو تو غلام کے چھٹے حصہ میں آزادی صحیح ہوگی۔ اور باقیماندہ میں غلام سعی کرے گا اور اگر قرضہ کی مقدار اس سے زیادہ ہو تو پھر آزادی باطل ہوگی۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی آدمی غلام کے چھٹے حصے کا مالک ہو (اور اس کے آزاد کرنے کی وصیت کر جائے) تو چھٹے حصہ پر وصیت نافذ ہوگی۔ اور باقی میں غلام خود کوشش کرے گا۔ (التہذیب) (اس اجمال کی تفصیل آنے والی حدیث میں مذکور ہے)

۲۔ حسن بن الجہم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ

جب کوئی شخص مرتے وقت اپنے غلام کو آزاد کرے جس کی قیمت چھ سو درہم ہو۔ اور اس کے ذمہ تین سو درہم قرضہ ہے۔ اس کے علاوہ اس نے اور کوئی چیز ترکہ میں نہیں چھوڑی۔ فرمایا: غلام کا چھٹا حصہ آزاد کیا جائے گا۔ کیونکہ تین سو درہم تو قرضہ کی ادائیگی میں چلا گیا۔ باقی بچے تین سو درہم تو اس میں سے اس کو ایک ثلث میں وصیت کرنے کا حق ہے جو کہ ایک سو درہم ہے اس طرح پورے ترکہ سے اس کا حق چھٹا حصہ (یعنی ایک سو درہم) ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۳۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ آیا ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ (دونوں اہل خلاف کے نامور قاضی ہیں) آپس میں اختلاف کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ کا ایک رشتہ دار وفات پا گیا۔ اور بہت سارے غلام بھی چھوڑے مگر ان کی قیمت کے برابر اس کے ذمہ قرضہ بھی تھا۔ لیکن اس نے مرتے وقت ان سب کو آزاد کر دیا۔ چنانچہ عیسیٰ بن موسیٰ نے ان دونوں سے اس مسئلہ کے بارے میں سوال کیا؟ ابن شبرمہ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ان کی قیمت مقرر کی جائے اور پھر وہ قیمت غلاموں سے لے کر قرض خواہوں کے حوالہ کی جائے۔ کیونکہ مالک ان کو موت کے وقت آزاد کر گیا ہے۔ اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ان کو فروخت کیا جائے اور ان کی قیمت قرض خواہوں کو ادا کی جائے۔ کیونکہ جب مالک کے ذمہ ان غلاموں کی قیمت کے برابر قرضہ تھا تو اسے ان کو آزاد کرنے کا حق نہیں تھا۔ (اور شاہد کے طور پر کہا) یہ اہل حجاز ہیں۔ جب کوئی شخص اپنے ذمہ بہت کا قرضہ رکھتا ہو اور وہ اپنے غلام کو آزاد کرے تو یہ اسے نافذ نہیں سمجھتے۔ یہ بات سن کر ابن شبرمہ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے کہا: سبحان اللہ! اے ابن ابی لیلیٰ! تو تو کبھی اس بات کا قائل نہ تھا۔ آج تو نے یہ بات صرف میری مخالفت کی خاطر کہی ہے۔ امام علیہ السلام نے پوچھا: بالآخر کس کی رائے پر عمل درآمد کیا گیا؟ میں نے عرض کیا: مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ اس (عیسیٰ) نے ابن ابی لیلیٰ کی رائے پر عمل کیا۔ کیونکہ اس کی اپنی خواہش بھی یہی تھی۔ چنانچہ اس نے غلاموں کو فروخت کیا اور اس سے مرنے والے کا قرضہ ادا کیا۔ امام علیہ السلام نے پوچھا: تمہارے لوگوں کا جھکاؤ کس کی طرف ہے؟ عرض کیا: ابن شبرمہ کے ساتھ۔ اور ابن ابی لیلیٰ نے بھی اب تو اپنے فیصلہ سے رجوع کر لیا ہے! امام علیہ السلام نے فرمایا: بخدا اس معاملہ میں حق تو ابن ابی لیلیٰ کے ساتھ ہے۔ اگرچہ اس نے رجوع بھی کر لیا ہے! میں نے عرض کیا: ان کے ہاں یہ بات خلاف قیاس ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تم قیاس سے بھی مجھ سے بات کر لو۔ میں نے عرض کیا: میں قیاس سے بات کرتا ہوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تو زیادہ سخت ترین قیاس سے بات کر۔ میں نے عرض کیا: ایک شخص کا کل ترکہ ایک غلام ہے جس کی قیمت چھ سو درہم ہے۔ اور اس کے ذمہ پانچ سو درہم قرضہ ہے۔ وہ مرتے وقت اسے آزاد کر دیتا ہے۔ اب کیا کیا جائے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: غلام کو فروخت کر دیا جائے۔ اب پانچ سو درہم تو قرض خواہ لے جائیں گے۔ (باقی بچا ایک سو درہم) وہ اس کے وارث لے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا: کیا قرضہ سے ایک سو درہم نہیں بچا؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: کیا اس میں ایک ثلث میں مرنے والے کو ہر قسم کا تصرف کرنے کا حق نہیں ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: کیا اس نے مرتے وقت غلام کے لئے اس ایک سو میں سے ایک ثلث کی وصیت کی تھی جب اسے آزاد کیا تھا؟ فرمایا: غلام کے لئے کوئی وصیت نہیں۔ مال اس کے آقاؤں کا ہے! میں نے عرض کیا کہ اگر غلام کی قیمت چھ سو درہم ہو اور قرضہ چار سو درہم ہو تو؟ فرمایا: اس طرح اب بھی غلام کو فروخت کیا جائے گا۔ اور اس کی قیمت میں سے چار سو درہم اس کے قرض خواہ لے جائیں گے۔ اور دو سو درہم اس کے وارثوں کو ملے گا۔ اور غلام کو پھر بھی کچھ نہیں ملے گا۔ میں نے عرض کیا: غلام کی قیمت چھ سو درہم اور مرنے والے کا قرضہ ہے تین سو درہم تو پھر؟ امام علیہ السلام نے ہنس کر فرمایا: یہی وہ مقام ہے جہاں تمہارے لوگ ٹھوکر کھاتے ہیں اور سب چیزوں کا ایک ہی حکم قرار دیتے ہیں! (یعنی سب کو ایک لاٹھی سے ہانکتے ہیں) اور سنت کو نہیں جانتے۔ (پھر وضاحت کرتے ہوئے) فرمایا: جب قرض خواہوں اور وارثوں کا مال برابر برابر ہو جائے یا وارثوں کا مال قرض خواہوں کے مال سے زیادہ ہو۔ تو اس صورت میں موصی کو متہم نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اس کی پوری وصیت نافذ العمل ہوتی ہے۔ اس صورت میں توقف کیا جائے گا۔ اس کا نصف قرض خواہوں کے لئے۔ (تین سو درہم)۔ اور ثلث (دو سو درہم) اس کے وارثوں کے لئے اور ایک سو غلام کے لئے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے مرتے وقت اپنا غلام آزاد کیا تھا۔ جبکہ اس کے ذمہ قرضہ تھا۔ فرمایا: اگر غلام کی قیمت قرضہ سے دوگنی ہے۔ تو اس کا آزاد کرنا جائز ہے۔ ورنہ جائز نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

باب ۴۰

جو شخص اپنی واجبی زکوٰۃ کی ادائیگی کی وصیت کر جائے تو (تقسیم سے پہلے) اصل ترکہ سے اس کا ادا کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عباد بن مصعب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جنابؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی زندگی میں اپنے مالی واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی کی تھی۔ مگر جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو اس نے اپنی تمام کوتاہیوں کا حساب کیا۔ جو اس نے

زکوٰۃ کے سلسلہ میں کی تھیں اور پھر وصیت کی۔ کہ اسے ادا کیا جائے اور مستحقین تک پہنچائی جائے؟ فرمایا: اس کی وصیت نافذ ہے اسے اس کے اصل ترکہ سے ادا کیا جائے کیونکہ وہ بمنزلۂ قرضہ کے ہے جب تک وصیت کے مطابق اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے تب تک اس کے وارثوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ عرض کیا گیا: اگر وہ حجۃ الاسلام (واجبی حج) ادا کرنے کی وصیت کر جائے تو؟ فرمایا: یہ وصیت بھی نافذ ہے۔ اصل ترکہ سے ادا کی جائے گی۔

(التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الزکوٰۃ (باب ۲۱ میں اور یہاں باب ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۱

اگر مرنے والے کے ذمہ حجۃ الاسلام ہو تو مرنے کے بعد وہ اصل ترکہ سے ادا کی جائے گی۔ اور اگر مستحبی حج کی وصیت کر جائے تو وہ ایک ثلث سے ادا کی جائے گی۔ اور حج کرنے کی وصیت کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے (اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے) روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص (مرتے وقت) وصیت کر جائے کہ اس کی طرف سے حج کرایا جائے۔ تو؟ فرمایا: اگر وہ واجبی حج ہے تو اصل ترکہ سے کرایا جائے۔ اور اگر مستحبی ہے تو پھر ایک ثلث مال سے کرایا جائے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۲۵ و ۴۰ میں) اور کتاب الحج (باب ۲۵ و ۲۶ و ۲۸ و ۲۹ از وجوب حج میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ واجبی حج اور زکوٰۃ دونوں ہوں مگر اس کے ترکہ میں دونوں کی گنجائش نہ ہو تو پہلے حج کے وہ اخراجات نکالے جائیں گے جو قریب ترین جگہ سے ہو اور اس سے جو بچے گا وہ زکوٰۃ میں صرف کیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو صرف تین سو درہم چھوڑ کر مر جائے اور اس کے ذمہ سات سو (۷۰۰) درہم زکوٰۃ (واجب الاداء) ہو اور حج (واجبی) کی وصیت بھی کر جائے۔ فرمایا: (پہلے مکہ سے) قریب ترین مقام سے (کسی کو نائب بنا کر) حج کرائی جائے گی۔ اور جو کچھ اس سے بچے گا وہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں صرف کیا جائے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ از نیابت حج میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

اگر کوئی شخص مرتے وقت کسی بچے کے اپنا بیٹا ہونے کا اقرار کرے اور ایک غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کرے مگر وہ باہم مشتبہ ہو جائیں تو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص جب مرنے لگا تو اس نے کہا: میرا یسار نامی جو غلام ہے وہ میرا بیٹا ہے۔ اسے دوسروں کی طرح میراث دینا اور جو میرا دوسرا یسار نامی غلام ہے اسے آزاد کر دینا وہ آزاد ہے۔ لوگ وضاحت کرنے کے لئے گئے کہ کسے وارث بنایا جائے اور کسے آزاد کیا جائے۔ مگر اس کی زبان بند ہوگئی اور وہ اس کی وضاحت نہ کر سکا۔ ان لوگوں نے مختلف لوگوں سے یہ مسئلہ دریافت کیا۔ مگر کوئی جواب نہ دے سکا۔ حتیٰ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے ساتھ کوئی تمہاری عورت بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں ہمارے ساتھ ہماری چار بہنیں موجود ہیں۔ اور ہم چار بھائی ہیں۔ فرمایا: ان (بہنوں) سے پوچھو کہ ان دو غلاموں میں وہ کون سا غلام ہے کہ جب وہ اندر داخل ہوتا تھا تو ان کا باپ کہتا تھا کہ پردہ نہ کرو کہ وہ تمہارا بھائی ہے۔ اور وہ کون سا ہے کہ جب داخل ہوتا تھا تو وہ کہتا تھا کہ پردہ کرو۔ انہوں نے کہا: ان دو غلاموں میں جو چھوٹا ہے جب وہ داخل ہوتا تھا تو ہمارا باپ کہتا تھا کہ پردہ نہ کرو۔ یہ تمہارا بھائی ہے اور خیال کرتے تھے کہ چونکہ وہ ہماری گودوں پر پیدا ہوا ہے۔ ہم نے اس کی تربیت کی ہے (اس لئے ہمارا باپ اسے ہمارا بھائی قرار دیتا تھا)۔ امام علیہ السلام نے مزید فرمایا: تم لوگوں کی کوئی خاندانی علامت بھی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: تو دیکھو آیا اس چھوٹے غلام میں وہ علامت تمہیں نظر آتی ہے؟ جب انہوں نے دیکھا تو اس میں وہ علامت موجود تھی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: آیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اس چھوٹے غلام کا معاملہ سمجھاؤں۔

(قرعہ اندازی فرمائی اور) دس تیر بیٹے کے لئے اور دس تیر غلام کے لئے مقرر فرمائے۔ دس بار قرعہ اندازی فرمائی۔ پس بیٹے والے تمام تیر چھوٹے غلام پر پڑے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اسے وارث بناؤ۔ اور دوسرے کے متعلق فرمایا کہ اسے آزاد کرو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد باب القضا (باب ۱ و ۱۳ میں) ایسی حدیثیں بیان کی جائینگی جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اس قسم کا فیصلہ بیّنہ اور قرعہ سے کیا جاتا ہے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

باب ۴۴

چھوٹے بچے اور دس یا سات یا آٹھ سال کے بچے کی وصیت کا حکم؟ اور سفیہ (بے وقوف) اور پاگل کی وصیت نافذ نہیں ہے اور بلوغت کی حد؟

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی لڑکا مرتے وقت وصیت کرے جو ہنوز بالغ نہ ہو۔ تو اس کی وصیت رشتہ داروں کے بارے میں نافذ ہوگی۔ مگر قرض خواہوں کے بارے میں نافذ نہ ہوگی۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر مرادی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بچہ دس برس کا ہو جائے اور کسی جائز کام میں اپنے مال کے ایک ثلث میں وصیت کرے تو اس کی وصیت نافذ ہوگی۔ اور جب اس کی عمر سات سال ہو اور کسی جائز کام میں تھوڑے سے مال کی وصیت کر جائے تو وہ بھی نافذ ہوگی۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی لڑکا دس برس کا ہو جائے تو وہ اپنے مال میں جو وصیت کرے خواہ غلام آزاد کرے، کوئی صدقہ دے یا کوئی جائز وصیت کرے وہ نافذ ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی بچہ کا قد پانچ بالشت ہو جائے تو اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز ہے۔ اور جب دس برس کا ہو جائے تو اس کی وصیت نافذ ہے۔ (التہذیب)

۵۔ ابوبصیر اور ابوایوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جب دس برس کا بچہ وصیت کرے تو آیا وہ نافذ ہے؟ فرمایا: جب برمحل کرے تو جائز ہے۔ (ایضاً)

۶۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے ارشاد خداوندی ﴿حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ﴾ کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں بھی حاضر تھا۔ فرمایا: اس سے مراد احتلام (بلوغت) ہے۔ میرے باپ نے سوال کیا کہ آیا یہ احتلام سولہ سترہ سال میں آتا ہے؟ فرمایا: نہ (بلکہ) جب کوئی بچہ تیرہ سال کا ہو جائے تو اس کی نیکیاں اور بدیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور اس کا ہر امر نافذ ہوتا ہے۔ مگر یہ کہ وہ سفیہ یا ضعیف (العقل) ہو۔ والد نے عرض کیا: سفیہ کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: ایک درہم کے عوض خریدے (یعنی جسے نفع ونقصان کا احساس نہ ہو)۔ عرض کیا: اور ضعیف کون ہے؟ فرمایا: کم عقل۔ (ایضاً)

۷۔ زید بن عیسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ سات سال کی عمر میں دودھ والے دانت گرتے ہیں۔ جب نو سال کا ہو جائے تو اسے نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے۔ اور جب دس سال کا ہو جائے تو خواب گاہ میں سے بھی اسے علیحدہ کیا جائے، اور جب چودہ سال کا ہو جائے تو احتلام (بلوغت) آتی ہے اور اس کے بڑھنے کی عمر اکیس سال تک ہے۔ اور اس کی عقل کے کامل ہونے کی مدت اٹھائیس سال تک ہے۔ مگر تجربات (کہ ان کا سلسلہ آخری عمر تک قائم رہتا ہے)۔

(التہذیب، الفروع)

۸۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بچہ تیرہ سال کا ہو جائے وہ اپنی سخت عمر کو پہنچ گیا۔ اور جب چودہ سال کا ہو جائے تو اس کی نیکیاں اور بدیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جب لڑکی نو برس کی ہو جائے تو وہ بھی ایسی ہے۔ (کہ اس کی نیکیاں اور بدیاں لکھی جاتی ہیں)۔ اور یہ اس لئے کہ اسے نو سال کی عمر میں حیض آتا[1] ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الصدقات، کتاب الحجر اور مقدمۃ العبادات میں گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد یہاں اور کتاب الطلاق اور کتاب العتق میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] لڑکے اور لڑکی کے بلوغ علائم وآثار مختلف ہیں مثلاً بنا بر مشہور لڑکے کا بلوغ چند علامتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ (۱) زیر ناف بالوں کا سخت ہونا۔ (۲) سونے یا جاگنے میں مادۂ منویہ کا خارج ہونا جسے احتلام کہا جاتا ہے۔ (۳) کامل پندرہ سال کا ہو جانا۔ بعض اقوال اور بعض اخبار و آثار سے چودہ سال بھی ظاہر ہوتے ہیں اور لڑکی کا بلوغ بھی چند علامتوں کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے اول اور دوم تو وہی علامتیں ہیں جو لڑکے کے بلوغ کے سلسلے میں مذکور ہیں۔ سوم حیض کا آنا چہارم حاملہ ہو جانا پنجم بنا بر مشہور نو سال کا مکمل ہو جانا جناب شیخ طوسی نے مبسوط کے باب الصوم میں اور جناب ابن حمزہ نے دس سال کا قول اختیار کیا ہے اگر دوسری علامتیں پندرہ یا نو سال سے قبل بھی ظاہر ہو جائیں تو بلوغ ثابت ہو جائے گا۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۴۵

سن رشد و بلوغت تک پہنچنے سے پہلے وصی کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ یتیم کا مال اس کے حوالے کرے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک یتیم بچی کا مال کب اس کے حوالے کیا جائے؟ فرمایا: جب تمہیں یقین ہو کہ وہ مال نہ خراب کرے گی اور نہ ضائع۔ پھر سوال کیا کہ اگر اس کی شادی ہو جائے تو؟ فرمایا: جب شادی ہو جائے تو پھر وصی کا اس سے کنٹرول ختم ہو جاتا ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کتنی عمر میں بچوں پر احکام لاگو ہوتے ہیں؟ فرمایا: تیرہ چودہ سال کی عمر میں! عرض کیا: اگر اس عمر تک احتلام نہ ہو؟ فرمایا: اگرچہ احتلام نہ ہو۔ کیونکہ اس پر احکام جاری ہوتے ہی چودہ سال میں ہیں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب اس کے زیر ناف بال سخت ہو جائیں۔ اور اس کا شعور پختہ ہو جائے (ورنہ پندرہ سال)۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک یتیم بچہ ہے جس نے قرآن پڑھ لیا ہے اور اس کی عقل میں بھی کوئی نقص نہیں ہے۔ اس کا مال ایک آدمی (وصی) کے پاس ہے۔ وہ اس سے مضاربت کا کاروبار کرنا چاہتا ہے اور اس بچہ نے اسے اجازت بھی دے دی ہے تو؟ فرمایا: جب تک لڑکے کو احتلام نہ آئے (بالغ نہ ہو جائے) اس وقت تک وہ اس کے مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔ ہاں جب اسے احتلام ہو تو پھر اس کا مال اس کے حوالہ کرے۔ اور فرمایا کہ اگر لڑکا بالغ تو ہو جائے لیکن اگر عاقل نہ ہو تو پھر بھی اس کا مال اس کے حوالے نہ کرے۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ارشاد ایزدی ﴿فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ﴾ اس رشد سے مراد کیا ہے؟ فرمایا: مال کی حفاظت کرنا۔ (الفقیہ)

۵۔ دوسری روایت میں اسی آیت کی تفسیر میں انہی جنابؑ سے یوں مروی ہے، فرمایا: جب دیکھو کہ وہ آل محمدؐ سے

محبت کر رہے ہیں۔ تو ان کا مال اُن کے حوالے کر دو۔ (ایضاً)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ کہ رشد کی دو علامتیں ہیں ایک دنیوی۔ وہ یہ ہے کہ مال کو ضائع نہ کرے۔ اور دوسری دینی۔ کہ حق کو قبول کرے۔

۶۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود ابراہیم بن عبد الحمید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں سوال کیا: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ﴾ (کہ سفیہوں کو اپنا مال نہ دو)۔ فرمایا: ہر وہ شخص جو شراب پیتا ہے وہ سفیہ ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۷۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں سوال کیا۔ (کہ سفیہ کون ہے؟) فرمایا: جس پر اعتماد نہ ہو۔ (ایضاً)

۸۔ عبد اللہ بن اسباط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ نجدہ حروری نے ابن عباس کی طرف خط لکھا کہ یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے؟ تو انہوں نے اس کے جواب میں لکھا کہ اس کی یتیمی تب ختم ہوتی ہے کہ جب وہ مضبوطی کو پہنچ جائے۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ اسے احتلام آئے۔ (بالغ ہو جائے)۔ مگر یہ کہ اس کے بعد بھی اس میں عقل محسوس نہ ہو۔ تو پھر وہ سفیہ یا ضعیف العقل سمجھا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۶

وصی پر واجب ہے کہ جب بچہ بالغ و راشد ہو جائے تو اس کا مال اس کے حوالے کر دے اور اس کا روکنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ سے اور وہ ایک اور راوی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو مرتے وقت ایک شخص کو اپنا وصی بنا کے اور ایک چھوٹا بچہ چھوڑ کے مر گیا تھا۔ اور جب بچہ بالغ ہوا تو وہ وصی کے پاس گیا کہ میرا مال مجھے واپس کرتا کہ میں شادی کروں۔ وصی نے اس کا مال واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ اور لڑکے نے جا کر زنا کا ارتکاب کیا۔ فرمایا: اس لڑکے کی زناکاری کے گناہ کے دو حصے تو اس وصی کی گردن پر ہوں گے۔ جس نے اس کا مال روک کر اسے بدکاری پر آمادہ کیا ورنہ وہ نکاح کر لیتا۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ مفسر عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ بچہ کا مال کب اسے واپس کیا جائے؟ فرمایا: جب بالغ ہو جائے اور عاقل بھی ہو۔ اور سفیہ اور ضعیف العقل نہ ہو۔ عرض کیا کہ کئی لڑکے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ پندرہ سولہ سال کے ہو جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی بالغ (یعنی عاقل) نہیں ہوتے تو؟ فرمایا: جب کوئی لڑکا تیرہ سال کا ہو جائے۔ تو اس کا معاملہ نافذ ہوتا ہے مگر یہ کہ سفیہ ہو یا ضعیف العقل۔ عرض کیا: سفیہ کون اور ضعیف کون؟ فرمایا: سفیہ تو وہ ہے جو شراب پیتا ہے اور ضعیف العقل وہ ہے جو دو دے کر ایک لیتا ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے (باب ۴۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۷

جب وصی مال دینا چاہے تو لڑکے پر بلوغت کے بعد اپنا مال وصول کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن اسماعیل سے اور وہ اپنے والدؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جو چند یتیموں کا وصی تھا۔ اب وہ یتیم بچے بالغ ہو گئے۔ اور ان کا مال ان کے حوالہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر وہ انکار کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ کیا کرے؟ فرمایا: وہ واپس کرے اور ان کو لینے پر مجبور کرے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

باب ۴۸

جب آدمی بول نہ سکتا ہو تو تحریری وصیت بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے اور وہ اپنے والد (سدیر) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں محمد بن علی بن الحنفیہ کے پاس اس وقت پہنچا جبکہ ان کی زبان بند ہو چکی تھی۔ میں نے اس کو وصیت کرنے کے لئے کہا۔ مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ پس میں نے حکم دیا کہ طشت میں کچھ راکھ ڈال کر حاضر کیا جائے۔ چنانچہ وہ لایا گیا۔ تو میں نے ان سے کہا: آپ اپنے ہاتھ سے اپنی وصیت اس میں لکھ دیں۔ چنانچہ انہوں نے ہاتھ سے اپنی وصیت اس میں لکھی جسے میں نے کاغذ میں منتقل کر لیا۔

(الفقیہ، التہذیب، اکمال الدین)

۲۔ ابراہیم بن محمد ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ ایک شخص نے اپنے ہاتھ سے ایک تحریر لکھی۔ مگر اپنے وارثوں سے یہ نہیں کہا کہ یہ میری وصیت ہے تو؟ بہرحال اس نے زبان سے تو کچھ نہیں کہا۔ مگر وہ جو کچھ وصیت کرنا چاہتا تھا وہ سب کچھ لکھ دیا ہے۔ تو آیا اس کے وارثوں پر اس تحریر کے مطابق عمل کرنا واجب ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اگر اس کی اولاد ہے تو انہیں چاہیئے کہ جو کچھ ان کے باپ کی تحریر میں موجود ہے اسے نیکی کے کاموں میں (وصیت کے مطابق) نافذ کریں۔

(الفقیہ، التہذیب)

باب ۴۹

ضرورت کے وقت اشارہ سے بھی وصیت کرنا صحیح ہے۔ اور اگر عورت کوئی وصیت کرنا چاہے یا کوئی غلام آزاد کرنا چاہے تو اس سلسلہ میں شوہر کی رضا شرط نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو مریم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امامہ بنت ابو العاص دختر زینب، حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بعد حضرت علی علیہ السلام کے حبالۂ عقد میں آئیں اور ان (کی شہادت) کے بعد مغیرہ بن نوفل کے نکاح میں آئیں۔ ان کو ایسا سخت درد عارض ہوا کہ ان کی زبان بند ہوگئی۔ چنانچہ حسنین شریفین علیہما السلام ان کے پاس گئے جبکہ وہ کلام نہیں کر سکتی تھیں اور فرمانے لگے اپنے فلاں غلام کو اس کی اہلیہ سمیت آزاد کر دیجئے۔ اور وہ سر کے اشارہ سے کہتی جاتی تھیں: ٹھیک ہے۔ حالانکہ مغیرہ اس بات کو ناپسند کر رہا تھا۔ اور امامین علیہما السلام نے اس کی وصیت کو نافذ قرار دیا۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر (حمیریؒ) باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص یا عورت کی موت کے وقت زبان بند ہوگئی۔ اس کے اہل خانہ نے اس سے کہا: کیا تو نے فلاں فلاں غلام کو آزاد کیا ہے؟ تو وہ سر ہلا کر کسی کا جواب اثبات میں اور کسی کا نفی میں دیتا (یا دیتی) ہے اور یہی کیفیت اس کے صدقہ کی ہے تو آیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: ہاں جائز (نافذ) ہے۔ (قرب الاسناد)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن جمہور سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فاطمہ بنت اسد علیہا السلام حضرت امیر علیہ السلام کی والدہ ماجدہ وہ پہلی

خاتون ہیں جنھوں نے پیدل چل کر مکہ سے مدینہ بارگاہِ نبویؐ میں ہجرت فرمائی.......... انہوں نے ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا: میں چاہتی ہوں کہ اپنی یہ کنیز راہِ خدا میں آزاد کروں تو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر آپ اسے آزاد کریں گی تو اس کے عوض خداوند عالم آپؐ کے ہر ہر عضو کو آتش (دوزخ) سے آزاد فرمائے گا۔ پس وہ (مرض الموت) میں بیمار ہوئیں۔ تو انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصیت کی کہ وہ اس کی کنیز کو آزاد کر دیں (آخری وقت) ان کی زبان بند ہوگئی اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی وصیت کو قبول فرمایا۔ الحدیث۔ (الاصول من الکافی۔ مولد امیر علیہ السلام)

باب ۵۰

جو شخص ایک چھوٹے اور دوسرا بڑے کو وصی بنا جائے تو بڑے پر وصیت کا نافذ کرنا واجب ہے اور اسے چھوٹے کے بڑا ہونے کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔ اور جب چھوٹا بڑا ہو جائے تو اس کیلئے رضامند ہونا لازم ہے سوائے اس کے کہ بڑے نے وصیت میں کوئی تبدیلی کی ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حسن الصفار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے اپنی اولاد کو وصیت کی۔ جن میں کچھ بالغ اور کچھ نابالغ تھے۔ تو آیا بالغ اولاد پر اس کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اس کی وصیت کو نافذ کرنا اور جن لوگوں کا قرضہ اس کے ذمہ گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو اس کا ادا کرنا جائز ہے؟ قبل اس سے کہ نابالغ بچے بالغ ہوں؟ امام علیہ السلام نے اپنے دستخطوں سے جواب لکھا کہ ہاں بڑی اولاد پر اپنے باپ کا قرضہ ادا کرنا لازم ہے۔ اور اسے اس وجہ سے (کہ کچھ وصی نابالغ ہیں) نہ روکیں۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۲۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت کو وصی بنایا۔ اور اس کے ساتھ وصایت میں ایک (نابالغ) بچے کو بھی شریک کیا۔ تو؟ فرمایا: ایسا کرنا جائز ہے۔ اور عورت اس وصیت کو نافذ کرے گی۔ اور لڑکے کی بلوغت کا انتظار نہیں کرے گی۔ اور جب لڑکا بالغ ہو جائے تو اس کے لئے (اس عورت کے فیصلوں پر) ناراض ہونا جائز نہیں ہے۔ ماسوا اس کے کہ اس نے وصیت میں کوئی تغیر و تبدل کیا ہو۔ تو اس صورت میں اس لڑکے کو اسے تبدیل کر کے اصل پر عمل کرنا جائز ہے۔ (کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زیاد بن ابی حلال سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وصیت میں حضرت امیر علیہ السلام کے ہمراہ امام حسن و امام حسین علیہما السلام کو بھی شریک کیا تھا؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: اس سن و سال میں؟ فرمایا: ہاں۔ مگر ان کے علاوہ پانچ سال سے کم عمر کے بچہ کو وصیت میں شریک نہیں کیا جا سکتا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مقصد پر فی الجملہ دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۲ و ۳۷ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۱

جب کوئی شخص دو آدمیوں کو وصی بنا جائے تو ان کا الگ الگ آدھے آدھے ترکہ میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ خود وصیت کرنے والا اجازت دے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الحسن الصفار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا۔ جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص دو آدمیوں کو اپنا وصی بنا گیا۔ تو آیا ان کے لئے جائز ہے کہ آدھا ترکہ میں ایک تصرف کرے اور دوسرے نصف میں دوسرا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ ان کے لئے میت کی (وصیت کی) خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اس کی وصیت کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)۔ (کتب اربعہ)

۲۔ صفوان بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے ذمہ کسی شخص کا قرضہ (واجب الاداء) تھا۔ اور وہ (قرض خواہ) دو وصی مقرر کر کے مر گیا۔ آیا یہ شخص ان میں سے صرف ایک کو میت کا قرضہ ادا کر سکتا ہے؟ فرمایا: ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ مگر یہ کہ سلطان (حاکم) ان کے درمیان تقسیم کر دے۔ آدھا اس کے ہاتھ پر اور آدھا اس کے ہاتھ پر رکھ دے۔ یا پھر دونوں سلطان کے حکم سے اکھٹے ہوں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ اگر سلطان عادل ایسا کرے تو جائز ہوگا۔ لیکن اگر حاکم جائر ایسا کرے تو پھر صرف تقیۃً تصرف کرنا روا ہوگا۔ (ورنہ۔ نہ)۔

۳۔ برید بن معاویہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مرتے وقت مجھے اور ایک شخص کو وصی بنایا۔ یا اور دو شخصوں کو وصی بنایا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو کچھ مرنے والا چھوڑ گیا ہے۔ اس میں سے آدھا تو لے لے اور آدھا مجھے دے دے۔ مگر دوسرے نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جب ان لوگوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام

سے پوچھا تو امامؑ نے فرمایا: اس کو یہ حق حاصل ہے۔ (ایضاً، کتب اربعہ)
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ امامؑ کے اس کلام کے مفہوم میں اختلاف ہوگیا ہے۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس کا یہ مطلب سمجھا کہ تقسیم کرنے والے کو یہ حق حاصل ہے (کہ نصف خود لے لے اور نصف دوسرے کو دے دے)۔ اور اس پر فرمایا کہ میں اس حدیث پر عمل نہیں کرتا بلکہ پہلی حدیث پر عمل کرتا ہوں (جو اسے ناجائز بتاتی ہے)۔ مگر حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے وصی نے جو اس تقسیم کا انکار کیا۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسے اس انکار کا حق حاصل ہے (کیونکہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے)۔ لہٰذا یہ حدیث بھی پہلی حدیث کے مطابق ہے۔ اس کے منافی نہیں ہے۔ اور مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کو اس معنی پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے کہ خود موصی کی اجازت پر ایسا کیا جائے۔ نیز قبل ازیں (باب ۳۲ میں) وصیت میں تغیر و تبدل کے ناجائز ہونے پر دلالت کرنے والی حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۲

جو شخص وصیت کرے اور پھر خودکشی کرے اس کی وصیت صحیح ہے لیکن اگر پہلے اپنے آپ کو زخمی کرے پھر وصیت کرے پھر اسی زخم سے مر جائے تو پھر اس کی وصیت باطل ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابی ولّاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص جان بوجھ کر خودکشی کرے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ کوئی وصیت کرے اور اس کے بعد فوراً خودکشی کر لے تو آپؑ کیا فرماتے ہیں اس کی وصیت صحیح ہوگی؟ فرمایا: اگر اپنے آپ کو زخمی کرنے سے پہلے وصیت کرے تو وہ ایک تہائی میں نافذ ہوگی۔ اور اگر اپنے آپ کو اس طرح زخمی کرنے کے بعد جس سے موت واقع ہوگئی ہے وصیت کرے تو پھر نافذ نہ ہوگی۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

باب ۵۳

عورت کو وصی بنانا جائز تو ہے مگر مکروہ ہے اور شرابی کو وصی بنانے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت کو وصی نہیں بنانا

چاہیئے۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ﴾ (کہ سفیہوں کو اپنا مال نہ دو)۔
(الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ اور فرماتے ہیں کہ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے جب اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپؑ نے فرمایا: شرابخواروں اور عورتوں کے مال حوالے نہ کرو۔ پھر فرمایا: بھلا شرابخوار سے بڑھ کر اور کون سفیہ (بے وقوف) ہوسکتا ہے۔ (الفقیہ)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ عورت کو وصی بنانا مکروہ ہے۔ (حرام نہیں ہے)۔ لہٰذا اگر کسی عورت کو وصی بنایا جائے تو اس پر وصیت کے مطابق عمل کرنا واجب ہے انشاء اللہ۔ اور حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ان روایتوں کو کراہت پر یا تقیہ پر محمول کرنا چاہیئے کیونکہ یہ بہت سے اہل خلاف کا مذہب ہے اور یہ ہم نے اس لئے کہا ہے کہ ہمارے علماء کا اتفاق ہے کہ عورت کو وصی بنانا جائز ہے۔ جیسا کہ علی بن یقطین کی روایت میں اس کی صراحت موجود ہے (جو باب ۵۰ میں دوسرے نمبر پر موجود ہے)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (کبیر و صغیر کی وصیت کے بیان (باب ۵۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۴

اس شخص کا حکم جو اپنے مال میں سے ایک جزء کی وصیت کرے؟

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکرات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جزء دسویں حصہ کو کہا جاتا ہے کیونکہ پہاڑ دس ہیں۔ اور پرندے چار (جن کو ذبح کرکے جناب خلیل علیہ السلام نے ان کا گوشت ان پہاڑوں پر رکھا تھا)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبدالرحمٰن بن سیابہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے مجھے وصیت کی کہ میرے مال کے ایک ثلث سے میرا قرضہ ادا کیا جائے اور اس میں سے ایک جزء فلاں عورت کو دے دیا جائے۔ میں نے (قاضی) ابن ابی لیلیٰ سے پوچھا کہ اس جزء سے کیا مقدار مراد ہے؟ اس نے کہا: میرا خیال ہے کہ اس کے لئے کچھ نہیں ہے کیونکہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے کہ جزء کیا ہے؟ بعد ازاں میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عورت کی وصیت اور ابن ابی لیلیٰ کے جواب کا تذکرہ کرکے جواب طلب کیا۔ تو آپؑ نے فرمایا: ابن ابی لیلیٰ نے غلط بیانی کی ہے (کہ اس عورت کے لئے کچھ نہیں ہے بلکہ)۔ اس کے لئے ثلث کا دسواں حصہ ہے۔ چنانچہ خداوند عالم

مؤلف علام فرماتے ہیں: ان دو قسم کی حدیثوں میں جمع و توفیق یوں کی جا سکتی ہے کہ وصیت دسویں حصہ میں نافذ ہوگی مگر وارثوں کے لئے مستحب ہے کہ وہ ساتویں حصہ سے نافذ کریں۔

باب ۵۵

اس شخص کا حکم جو اپنے مال میں سے ایک سہم (حصہ) کی وصیت کر جائے یا ہر قدیم غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کر جائے؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابو نصر ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک سہم (حصہ) کی وصیت کی (تو وہ کس قدر ہے؟) فرمایا: سہم کا مطلب ہے: آٹھواں حصہ۔ پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسَاكِيْنِ...... الآیۃ﴾۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ صفوان اور احمد بن محمد بن ابی نصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے آپ کے لئے اپنے مال میں سے ایک سہم کی وصیت کی ہے۔ مگر ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ سہم کس قدر ہوتا ہے؟ تمہارے پاس احادیث کا جو ذخیرہ موجود ہے اس میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی کوئی حدیث موجود نہیں ہے؟ عرض کیا: ہم نے اپنے اصحاب سے آپؑ کے آباء طاہرین علیہم السلام سے کچھ نقل کرتے نہیں سنا۔ فرمایا: تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ عرض کیا: پڑھا تو ہے مگر ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ قرآن میں کس جگہ ہے؟ فرمایا: وہ خدا کا یہ ارشاد ہے: ﴿اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسَاكِيْنِ......... وابن السبیل﴾ امام علیہ السلام آیت پڑھتے بھی گئے اور ہاتھ سے گرہیں بھی لگاتے گئے۔ پھر فرمایا: اسی طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان (صدقات) کو آٹھ حصوں پر تقسیم فرمایا ہے۔ پس سہم آٹھویں حصہ کا نام ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع، کذا فی الفقیہ، الارشاد للمفید عن علی علیہ السلام)

۳۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے مال میں سے ایک سہم کی وصیت کر جائے تو اس سے مراد دسواں حصہ ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، معانی الاخبار، الفروع)

(چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ روایات کے منافی ہے۔ اس لئے اس کی توجیہ کرتے ہوئے) مؤلف علام رقمطراز ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے جزء کے معنی پر محمول کیا ہے جسکی تفصیل سابقہ باب میں گزر چکی ہے۔

(اپنے خلیل علیہ السلام سے) فرماتا ہے کہ ان (چار پرندوں کے گوشت) کا ایک جزء ہر پہاڑ پر رکھو۔ جبکہ وہ پہاڑ کل دس تھے (پس جزء کا مطلب دسواں حصہ ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، عیاشی)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں وارد ہے کہ جزء ساتویں حصہ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے کہ ﴿لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ . لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ﴾ (اس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازہ کے لئے ایک جزء ہے۔ (معانی الاخبار)

۴۔ جناب شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں (مروی ہے) کہ ایک شخص نے اپنے مال کے ایک جزء کی وصیت کی مگر اس کی تعیین نہ کی۔ چنانچہ اس کے وارثوں میں اختلاف رونما ہوا۔ تو حضرت امیر علیہ السلام نے اس کا فیصلہ اس طرح کیا کہ اس کے مال میں ساتواں حصہ دلوایا۔ اور خداوند عالم کے اس فرمان کی تلاوت کی: ﴿لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ . لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ﴾۔ (الارشاد)

۵۔ جناب معزز مسعود عیاشی باسناد خود ابو جعفر بن سلیمان خراسانی سے اور وہ ایک اور شخص سے روایت کرتے ہیں وہ ایک واقعہ کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اس کے حق میں ایک لاکھ درہم کی وصیت کی۔ اور حکم دیا کہ اس میں سے ابوحنیفہ کو ایک جزء دے دینا۔ تو انہوں نے ابوحنیفہ کی موجودگی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا؟ امام علیہ السلام نے ابوحنیفہ سے فرمایا: اے ابوحنیفہ آپ اس سلسلہ میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: چوتھا حصہ! پھر امام علیہ السلام نے ابن ابی لیلیٰ سے پوچھا تو انہوں نے بھی چوتھا حصہ کہا۔ امام علیہ السلام نے ان سے پوچھا: تم نے یہ چوتھا حصہ کہاں سے کہا ہے؟ انہوں نے یہ آیت پیش کی۔ ﴿فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءً﴾ امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں یہ تو معلوم ہو گیا کہ پرندے چار تھے۔ مگر وہ پہاڑ کتنے تھے؟ جن پر وہ جزء رکھے گئے تو؟ وہ اجزاء پہاڑوں کے لئے تھے۔ جو کہ دس تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا خیال تھا کہ وہ (پہاڑ) چار تھے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ وہ پہاڑ دس تھے۔ (تفسیر عیاشی)

۶۔ علی بن اسباط حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جزء کا مطلب دسواں حصہ ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا: ایک شخص نے اپنے مال کے ایک جزء کی وصیت کی۔ تو وہ کس قدر ہے؟ فرمایا: اس کے ایک ثلث میں سے ساتواں حصہ۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ سہم چھٹے حصہ کو کہا جاتا ہے۔ حضرت شیخ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص وراثت والے سہم کی وصیت کرے تو پھر چھٹا حصہ مراد ہوگا۔ اور جو زکوٰۃ کے حصہ کی وصیت کرے تو پھر آٹھواں حصہ مراد ہوگا۔ اور وصیت کرنے والے کی منشاء کے مطابق وصیت کو نافذ کیا جائے گا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم (غلام قدیم) پر دلالت کرنے والی حدیثیں باب العتق (باب ۳۰) میں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۶

جو شخص اپنے مال میں سے کسی شئی کی وصیت کر جائے اور اس کا حکم جو اپنے پڑوسیوں کے لئے وصیت کر جائے (اپنے پڑوسی کی حد کیا ہے؟)

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان (بن تغلب) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں کچھ "شئ" کی وصیت کی ہے (وہ کس قدر ہے؟) فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں "ایک شئ" کی تفسیر چھٹے حصہ سے کی گئی ہے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ، معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ کتاب الحج کے باب العاشرۃ میں کئی ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جن میں وارد ہے کہ پڑوس کی حد چالیس گھروں تک ہے۔ مگر وہ وصیت کے حکم میں صریح نہیں ہیں۔

باب ۵۷

جو شخص کسی کے لئے تلوار کی وصیت کر جائے اور اس پر کچھ زیب و زینت کے لئے سونا وغیرہ لگا ہو تو وہ بھی وصیت میں داخل ہوگا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو جمیلہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے لئے تلوار کی وصیت کی۔ جو میان میں ہے اور اس پر زیب و زینت کے طور پر کچھ سونا لگا ہوا تھا۔ تو وارثوں نے اس آدمی سے کہا کہ تمہارے لئے صرف لوہا ہے یعنی پر تلا ہے۔ اور یہ زینت والا حصہ نہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: تلوار اور اس کی زیب و زینت سب اسی کی ہے۔ (جس کے لئے وصیت کی گئی ہے)۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

باب ۵۸

جو شخص کسی کے لئے ایسے صندوق کی وصیت کر جائے جس میں کچھ مال بھی ہو تو وہ مال بھی وصیت میں داخل سمجھا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن عقبہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے لئے ایک ایسے صندوق کی وصیت کی جس میں کچھ مال بھی تھا۔ تو وارثوں نے اس شخص سے کہا کہ صرف صندوق تمہارا ہے۔ نہ وہ مال جو اس میں ہے تو؟ فرمایا: صندوق اور جو کچھ اس میں ہے وہ اس آدمی کا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۵۹

جو شخص کسی آدمی کے لئے ایسی کشتی کی وصیت کرے جس میں کچھ طعام ہو تو وہ طعام بھی وصیت میں داخل ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عقبہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ یہ کشتی فلاں کی ہے۔ (یعنی اسے دے دی جائے) اور یہ نہیں بتایا کہ اس میں کیا ہے؟ جبکہ اس میں کچھ طعام تھا تو آیا وہ کشتی مع اس طعام کے اس شخص کو دے دی جائے؟ فرمایا: ہاں وہ کشتی مع طعام اسی شخص کو دی جائے۔ مگر یہ کہ وہ (وصیت کرنے والا) (وارثوں کو محروم کرنے کے سلسلہ میں) متہم ہو۔ لہٰذا اس صورت میں وارثوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۶۰

جو شخص خانۂ کعبہ کے لئے کچھ مال کی وصیت کر جائے تو وہ مال حج وعمرہ کرنے والے غریبوں پر صرف کیا جائے گا نہ کی خادموں پر۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کی قیمت خانۂ کعبہ کے لئے ہدیہ قرار دی تو؟ فرمایا: میرے والد ماجدؑ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا تھا۔ اور اس نے ان سے یہی سوال کیا تھا تو والد ماجدؑ

نے اس سے فرمایا تھا کہ (کسی بلند) پتھر پر کھڑے ہو کر منادی کرو۔ کہ جس شخص کے پاس (سفر حج میں) نان و نفقہ کم ہو۔ یا اس کا راشن ختم ہو گیا ہو وہ فلاں بن فلاں کے پاس جائے۔ اور حکم دیا کہ وہ ترتیب وار اول والاول۔ (پہلے، دوسرے.........) کو برابر دیتا جائے یہاں تک کہ کنیز کی قیمت ختم ہو جائے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی متعدد حدیثیں اس سے پہلے مقدماتِ طواف (باب ۲۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶۱

جب وصی وصیت کے بعض مصارف بھول جائے (کہ کہاں صرف کرنی ہے) تو پھر نیکی کے ہر کام میں صرف کی جا سکتی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن ریان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے کسی کو وصیت کی۔ مگر وصی ایک شعبہ کے علاوہ باقی سب کچھ بھول گیا۔ لہٰذا وہ باقی ماندہ مال کو کیا کرے؟ فرمایا: باقیماندہ کو نیکی کے کاموں میں صرف کرے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

باب ۶۲

اس شخص کا حکم جو اپنے چچاؤں اور خالاؤں کے لئے وصیت کر جائے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنے مال کی ایک تہائی کی وصیت اپنے چچاؤں اور اپنے خالاؤں کے لئے کی تھی۔ تو؟ (ان کو کس قدر دیا جائے؟) فرمایا: چچاؤں کو اس کے دو حصے اور خالاؤں کو ایک حصہ۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

باب ۶۳

اس شخص کا حکم جو اپنے چچازاد بھائیوں اور بہنوں (غلاموں اور کنیزوں) کے لئے وصیت کر جائے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن الحسن الصفار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام حسن

عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے اپنے چچازاد بھائیوں اور چچازاد بہنوں (غلاموں اور کنیزوں) کیلئے اپنے مال کی ایک تہائی کی وصیت کی؟ (یہ مال کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟) آیا اس میں مرد وعورت برابر ہوں گے یا (وراثت کی طرح) مرد کو عورت سے دوگنا حصہ دیا جائے گا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ میت کو یہ حق حاصل ہے (کہ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے) جس طرح چاہے وصیت کرے (اس کے منشاء کے مطابق عمل کیا جائے گا) انشاء اللہ۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

باب ۶۴

اس شخص کا حکم جو اپنی اولاد ذکور واناث کیلئے کوئی وصیت کر جائے یا ان کیلئے کوئی اقرار کر جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سہل بن زیاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص کے دو بیٹے تھے جن میں ایک کچھ اولاد ذکور واناث چھوڑ کر مر گیا تو ان کے دادا نے ان کے باپ کے حصہ کے بارے میں ان کے حق میں کچھ وصیت کی۔ آیا اس حصہ میں لڑکا لڑکی برابر برابر حصہ دار ہوں گے۔ یا لڑکے کو لڑکی کے دو برابر حصہ دیا جائے گا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ وہ لوگ اپنے دادا کی وصیت کے مطابق عمل درآمد کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ سہل (بن زیاد) بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کی اولاد ذکور بھی ہے اور اناث بھی۔ اور اس نے اقرار کیا کہ فلاں جائیداد اس کی اولاد کی ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ آیا وہ خدا کے مقررہ فرائض کے مطابق ہے یا نہ؟ تو کیا اس صورت میں لڑکے اور لڑکیاں برابر متصور ہوں گے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: وہ لوگ اپنے باپ کی وصیت کے مطابق عمل کریں گے۔ اور اگر اس نے کوئی وضاحت نہ کی ہو تو پھر اسے اللہ کی کتاب (قرآن) و رسولؐ کی سنت کی طرف لوٹاؤ (لڑکے کو دوہرا اور لڑکی کو اکہرا حصہ دو)۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۶۵

جو شخص کچھ مال کی حج، غلام آزاد کرنے اور صدقہ دینے کے لئے وصیت کر جائے تو حج مقدم سمجھی جائے گی اور اس کے بعد غلام آزاد کرنے اور صدقہ دینے کو تقسیم کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاوہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے خاندان کی

ایک عورت نے اپنے کچھ مال کی (بروایتے ایک ثلث کی) مجھے وصیت کی۔ اور کہا کہ اس کی طرف سے غلام آزاد کیا جائے، حج کرایا جائے اور صدقہ دیا جائے مگر وہ مال ان سب باتوں کے لئے کافی نہ تھا۔ تو میں نے اس سلسلہ میں ابوحنیفہ سے سوال کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس مال کے تین حصہ کر دیئے جائیں۔ ایک حصہ حج کے لئے، ایک حصہ غلام آزاد کرنے کے لئے اور ایک حصہ صدقہ کے لئے۔ جب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کو یہ تمام ماجرا سنایا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: حج کرانے سے ابتداء کرو۔ کیونکہ یہ خدا کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے۔ اور جو اس سے بچ جائے اس میں کچھ غلام آزاد کرنے میں صرف کرو۔ اور کچھ صدقہ دینے میں۔ جب میں نے (واپس کوفہ جا کر) ابوحنیفہ کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشاد سے آگاہ کیا تو انہوں نے اپنے سابقہ فتویٰ سے رجوع کر لیا۔ اور امام علیہ السلام کا ہم خیال ہوگیا۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ ایک عورت مر گئی مگر اس نے حج نہیں کیا تھا۔ اس نے مرتے وقت وصیت کی کہ بقدر ادائیگی حج اس کے مال سے رقم لی جائے۔ پس اگر بنی فاطمہؑ (سادات) کے فقراء و مساکین کی اعانت کرنا افضل ہو تو وہ کر دی جائے اور اگر حج کی ادائیگی افضل ہو تو وہ اس کی طرف سے ادا کی جائے؟ تو میں نے اس سے کہا کہ اگر فریضۂ حج اس کے ذمہ واجب الاداء تھا تو پھر وہ رقم حج میں صرف کرنا کسی اور مصرف میں رقم صرف کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الحج (باب ۳۰) میں گزر چکی ہیں۔

باب ٦٦

اگر وصیتیں متعدد ہوں تو پہلی وصیت سے آغاز کیا جائے گا پھر دوسری سے وھکذا یہاں تک کہ ثلث ختم ہو جائے اور زائد مقدار اگر وارث راضی نہ ہوں تو وصیت باطل متصور ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حمران سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے مرتے وقت یوں وصیت کی تھی کہ میرے فلاں فلاں (پانچ غلاموں کے نام لئے) کو آزاد کر دینا۔ جب اس کے مال کے ثلث پر نگاہ ڈالی گئی تو وہ ان پانچ غلاموں کی قیمت کے لئے کافی نہ تھا جن کے آزاد کرنے کی اس نے وصیت کی تھی۔ فرمایا: ان غلاموں کی قیمت پر نظر ڈالی جائے۔ اور پھر

اس کے مال کے ثلث پر غور کیا جائے۔ پس جس کے نام سے ابتداء کی تھی پہلے اسے آزاد کیا جائے۔ پھر دوسرے کو، پھر تیسرے کو، پھر چوتھے کو، پھر پانچویں کو۔ اگر وہ ثلث سب کے لئے کافی نہ ہو تو آخری غلاموں پر اثر پڑے گا۔ کیونکہ اس طرح اسؑ نے اس کے آزاد کرنے کا حکم دیا جس کا وہ مالک ہی نہیں ہے (کیونکہ وصیت صرف ایک ثلث میں نافذ ہے)۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۷

جو شخص اپنی مرض الموت میں غلام آزاد کرے اور کوئی مالی وصیت بھی کرے تو آزادی کو مقدم قرار دیا جائے گا اور وصیت کی جو مقدار ایک ثلث سے زیادہ ہوگی وہ باطل سمجھی جائے گی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنا غلام آزاد کیا۔ اور کچھ وصیت کی جو (مل کر) ایک ثلث سے زیادہ تھی تو؟ فرمایا: غلام کا آزاد کرنا تو نافذ ہوگا اور جو کمی واقع ہوگی وہ دوسری وصیت میں ہوگی۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی موت کے وقت اپنا غلام آزاد کرے۔ پھر ایک اور وصیت کرے تو غلام تو اس کے ایک ثلث سے آزاد کر دیا جائے گا۔ اور وصیت ناکارہ سمجھی جائے گی۔ مگر یہ کہ ایک ثلث سے اس قدر بچ جائے جس سے وہ وصیت پوری ہو سکے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۱ و ۱۷ و ۶۵ میں) ایسی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶۸

اس شخص کا حکم جو اپنے قرابت داروں کے لئے کچھ وصیت کر جائے اور قرابتداری کی حد؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے خط سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ آپؑ سے پوچھا گیا تھا کہ ایک شخص نے اپنے

قرابت داروں کے لئے ایک ہزار درہم کی وصیت کی۔ اب اس کے پدری اور مادری قرابتدار موجود ہیں۔ تو اب اس قرابتداری کی حد کیا ہے؟ آیا ہر (نزدیک و دور والے) رشتہ دار کو اس سے حصہ دیا جائے گا۔ یا قرابت کی کوئی حد ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا تھا کہ اگر وہ کوئی تعیین نہ کرے تو پھر ہر رشتہ دار کو دیا جائے گا۔
(التہذیب، قرب الاسناد)

باب ۶۹

جو شخص اپنے غلاموں اور کنیزوں کے لئے کچھ وصیت کر جائے تو اس میں اس کے باپ کے غلام شامل نہیں ہوں گے، اور اس صورت کا حکم جب سب کے لئے وصیت کر جائے مگر مال اس قدر نہ ہو؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال کے ایک ثلث کی وصیت کی اور یوں کہا کہ میری موت کے بعد میرے مال کا ایک ثلث میرے بھائیوں اور بہنوں کے لئے ہے۔ جبکہ اس کے باپ کے بھی غلام موجود ہیں۔ جو کہ غلام سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اس وصیت میں داخل ہوں گے یا نہ؟ فرمایا: وہ داخل نہیں ہوں گے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ محمد بن علی بن محبوب بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے اپنے اور اپنے باپ کے غلاموں کے لئے اپنے مال کے ایک ثلث کی وصیت کی۔ جو کہ ان سب تک نہیں پہنچ سکتا تو؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ مال اس کے غلاموں کو ملے گا اور اس کے باپ کے موالی (غلاموں) کا حصہ ساقط ہوگا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب وصیت کرنے والا پہلے اپنے موالی کا تذکرہ کرے اور ان کے لئے ایک مقدار بھی معین کر دے۔ اس کے بعد اپنے باپ کے موالی کا ایک ثلث کے بعد ذکر کرے۔

باب ۷۰

وصیت نافذ کرنے میں وصی کے وصی کا حکم اور اجرت لینے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الحسن الصفار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص کسی آدمی کا وصی تھا۔ جب

وہ مرنے لگا تو وہ کسی اور شخص کو وصی بنا گیا۔ آیا اس (دوسرے وصی) پر اس شخص کی وصیت پر عمل کرنا لازم ہے۔ جس کا پہلا وصی وصی تھا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: جو فریضہ پہلے وصی کا تھا وہی اس کا ہوگا انشاء اللہ۔

(التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم (اجرت لینے) والے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے (باب التجارہ باب ۲۹ و ۳۰، مما یکتسب بہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷۱

جو شخص اپنی موت کے وقت اپنے دو مملوکہ غلاموں کو آزاد کر دے مگر وہاں کوئی بینہ نہ ہو اور وہ ان دونوں کو گواہ مقرر کرے کہ اس کی کنیز کو جو حمل ہے وہ اسی کا ہے اور وہ اس کی گواہی بھی دے دیں تو اس بچہ کے لئے ان کو غلام بنانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن ابی یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی سفر میں تھا اور اس کے ہمراہ اس کی ایک کنیز اور دو غلام تھے۔ اس نے ان دونوں غلاموں سے کہا: تم لوجہ اللہ آزاد ہو۔ اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ جو کچھ اس کنیز کے شکم میں ہے وہ میرا (نطفہ) ہے۔ چنانچہ اس کنیز کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ (اور مالک مر گیا)۔ جب سفر سے واپس آئے تو متوفی کے وارثوں نے (ان کی آزادی کا) انکار کر دیا اور ان کو غلام بنا لیا۔ مگر بعد میں ان کو آزاد کر دیا گیا۔ تو انہوں نے اپنی آزادی کے بعد گواہی دی۔ ان کے پہلے آقا نے ان کو گواہ بنایا تھا کہ اس کی کنیز کے شکم میں جو کچھ ہے وہ اسی کا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس بچہ کے حق میں ان کی شہادت قبول ہوگی۔ اور وہ بچہ ان کو اپنا غلام نہیں بنا سکے گا۔ کیونکہ انہوں نے ہی تو اس کا نسب ثابت کیا ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص ایک حاملہ کنیز اور دو غلام چھوڑ کر وفات پا گیا۔ پس متوفی کا بھائی ان سب کا وارث بنا۔ پس اس نے ان دونوں غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اور اس کنیز نے ایک بچہ کو جنم دیا۔ ان دونوں غلاموں نے آزادی کے بعد گواہی دی کہ ان کے آقا نے ان کو گواہ مقرر کیا تھا کہ وہ اس کنیز سے ہمبستری کیا کرتا تھا اور یہ حمل اسی کا ہے؟ فرمایا: ان کی شہادت قبول ہے۔ اور یہ دونوں پھر پلٹ کر حسب سابق غلام متصور ہوں گے)۔

(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث (ان کو غلام بنانے کے) جواز پر اور پہلی (غلام نہ بنانے کے) استحباب پر دلالت کرتی ہے۔ (یہ اس بنا پر ہے کہ جب مرنے والا آزاد کر گیا ہو) مگر اس حدیث میں تو ان غلاموں کو آزاد کرنے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ لہٰذا ان کو غلام رکھنا جائز ہی ہوگا۔

باب ۲۷

جو شخص ایک گردن آزاد کرنے کی وصیت کرے تو کسی کنیز کا آزاد کر دینا کافی ہے خواہ وصیت کرنے والا مرد ہو یا عورت؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ علقمہ بن محمد نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اس کی طرف سے ایک گردن آزاد کروں۔ تو میں نے اس کی طرف سے ایک عورت (کنیز) آزاد کر دی ہے۔ آیا وہ کافی ہے؟ یا اپنے مال سے (مرد۔ غلام) آزاد کروں؟ فرمایا: کافی ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا: فاطمہ جو میرے بیٹے کی ماں ہے، نے مجھے یہی وصیت کی تھی اور میں نے عورت آزاد کی ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۲۸

جو شخص مومن گردن کے آزاد کرنے کی وصیت کر جائے مگر وہ دستیاب نہ ہو یا اس کی آزادی کے لئے جو رقم مقرر کی گئی ہے وہ کافی نہ ہو تو کسی مستضعف کا آزاد کر دینا کافی ہے۔ اور اگر آزاد کر چکنے کے بعد پتہ چلے کہ وہ ولد الزنا تھا تب بھی کافی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے وصیت کی کہ اس کے مال میں سے تیس دینار لے کر ہمارا ہم خیال (غلام) آزاد کیا جائے۔ مگر وہ اس رقم سے نہ مل سکے تو؟ فرمایا: مجہول الحال لوگوں میں سے کوئی غلام خرید کر آزاد کر دیا جائے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبد صالح (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے تیس دینار سے ایک مسلمان غلام آزاد کرنے کی وصیت کی۔ مگر اس قیمت سے ایسا غلام نہ مل سکے تو؟ فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ (اس کے وارثوں کو) اس سے زیادہ قیمت ادا کرنی چاہیئے۔ عرض کیا کہ اگر وہ (ایسا غلام) نہ پائیں

تو؟ فرمایا: عوام الناس سے کوئی (غلام) خرید لیں (اور اسے آزاد کر دیں) جب کہ وہ ناصبی (دشمن آل محمدؐ) نہ ہو۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آخری حکم (اگرچہ ولد الزنا ظاہر ہو تو بھی کافی ہے) پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس باب میں بیان کی جائینگی جہاں موصی وصیت کا مصرف وصی کے سپرد کر جائے (باب ۹۵ از عتق)۔

باب ۴۷

اس شخص کا حکم جو اپنی مرض (الموت) میں اپنے مملوک کا بعض یا اس کا ایک حصہ آزاد کر جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جازی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک کنیز چھوڑ کر وفات پائی۔ جس کی تہائی کو اس نے آزاد کر دیا تھا۔ اور اس کے وصی نے تقسیم وراثت سے قبل اس سے شادی کر لی۔ فرمایا: اس کی قیمت مقرر کی جائے گی اور (باقیماندہ دو حصوں کی آزادی میں) وہ خود اور اس کا شوہر متحدہ کوشش کرینگے۔ پس جو حیثیت اس عورت (کنیز) کی ہوگی۔ آزاد ہوگی یا کنیز۔ اس کی (ہونے والی) اولاد کی بھی وہی حیثیت ہوگی۔ (الفقیہ، التہذیب، الفروع)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن زیاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی موت کا وقت آیا ہے اور اسکے پاس دو قسم کے غلام ہیں۔ کچھ وہ ہیں جو بلا شرکت غیرے اس کی ملکیت ہیں اور کچھ وہ ہیں جو اسکے اور ایک شخص کے درمیان مشترک ہیں۔ اور وہ اپنی وصیت میں لکھتا ہے کہ میرے تمام غلام آزاد ہیں۔ تو اس صورت میں اس کے مشترکہ غلاموں کی کیا حیثیت ہوگی؟ فرمایا: انکی قیمت مقرر کر کے دیکھا جائے گا۔ اگر اسکے مال میں گنجائش ہوئی تو وہ بھی آزاد تصور ہوں گے۔ (التہذیب)

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت نے اپنی موت کے بعد اپنی خادمہ کی ایک تہائی آزاد کر دی (وصیت کی)۔ آیا اس عورت کے وارثوں پر لازم ہے کہ وہ دو کاموں میں سے ایک کام کریں (۱) اس سے مکاتبہ کریں۔ (۲) یا اس کا انکار کریں؟ فرمایا: نہ۔ اس خادمہ کے تین حصوں میں سے ایک اس کا ہے (آزاد ہے) اور دو تہائی اس عورت کے وارثوں کے ہیں۔ اور اسی نسبت سے وہ اس سے خدمت لیں گے۔ اور جس حساب سے وہ آزاد ہے وہ اس کا حصہ ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب العتق (باب ۶۴) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۵

جو شخص اپنے غلاموں میں سے ایک تہائی آزاد کرنے کی وصیت کر کے وفات پا جائے اور اس مقدار کو معین نہ کرے تو قرعہ اندازی سے اس مقدار کو آزاد کیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مروان سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب ابوجعفر (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) جب وفات پانے لگے تو ان کے پاس ساٹھ غلام تھے۔ ان میں سے ایک ثلث کو آزاد کیا (یعنی ان کو آزاد کرنے کی وصیت کی) پس میں نے قرعہ اندازی کر کے اس مقدار کو آزاد کیا۔ (الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۶۵ از عتق میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۶

اس شخص کا حکم جو اپنی کنیز کو آزاد کر جائے اور وصیت کر جائے کہ اس کے رأس المال سے اس کے نان ونفقہ کا انتظام کیا جائے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میرا بھائی اپنی ایک کنیز کو آزاد کر گیا۔ جو دوسری کنیزوں کے ہمراہ خدمت کرتی تھی اور وہ اس کے اہل وعیال میں داخل تھی اور مجھے وصیت کی کہ میں اس کے اصل مال سے اس پر خرچ کروں تو؟ فرمایا: جب وہ کنیزوں کے ہمراہ ہو۔ اور ان کے ساتھ قیام کرے۔ تو اس کی وصیت کے مطابق اس پر خرچ کر۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۷۷

جو شخص وصیت کر جائے کہ پانچ سو درہم کے عوض ایک غلام آزاد کیا جائے اور وہ غلام پانچ سو درہم سے کم قیمت پر خریدا جائے تو باقیماندہ اس کے حوالے کر کے اسے آزاد کر دیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے وصیت کی کہ اس کے مال کی ایک تہائی سے پانچ سو درہم سے خرید کر ایک غلام آزاد کیا جائے۔ مگر وصی نے پانچ سو درہم سے کم قیمت پر خریدا۔ اور کچھ رقم بچ گئی۔ تو آپؑ اس بچی ہوئی رقم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اس غلام کو آزاد کرنے سے پہلے وہ رقم اس کے حوالے کی جائے۔ اور پھر اسے میت کی طرف سے آزاد کیا جائے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

باب ۷۸

مملوک کے لئے (مالی) وصیت کرنا جائز نہیں ہے (اور اگر کرے تو) وہ نافذ نہ ہوگی مگر آقا کی اجازت سے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مملوک (غلام) جب تک غلام ہے وہ اور اس کا مال اس کے اہل (آقا) کے لئے ہے۔ نہ وہ کوئی تحریر کر سکتا ہے، نہ کوئی زیادہ بخشش اور نہ ہی کوئی وصیت کر سکتا ہے۔ مگر یہ کہ اس کا آقا چاہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غلام کی کوئی وصیت نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۹ میں اور اس سے قبل باب ۴ از حجر میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ غلام کے لئے اپنے مال میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۹ و ۸۱ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۹

غلام کے لئے مال کی وصیت کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ایک حدیث کے ضمن میں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے (مرتے وقت) صرف ایک غلام چھوڑا جس کی قیمت چھ سو درہم ہے۔ اور اس کے ذمہ، پانچ سو درہم قرضہ ہے۔ مگر اس نے مرتے وقت غلام کو آزاد کر دیا تھا اب اس کے معاملہ میں کیا کیا جائے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس غلام کو فروخت کر دیا جائے اور قیمت میں سے پانچ سو درہم تو اس کے قرض خواہ لے لیں اور ایک سو درہم اس کے

وارث لے لیں۔ راوی نے عرض کیا: کیا قرضہ کے پانچ سو ادا کرکے ایک سو باقی نہیں بچا؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: کیا مرنے والے کا اس میں سے ایک ثلث نہیں ہے۔ جسے جہاں چاہے صرف کرے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: کیا اس نے مرتے وقت غلام کے لئے ایک ثلث کی وصیت نہیں کی تھی؟ فرمایا: غلام کے لئے کوئی (وصیت) نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا مال اس کے مالکوں کا ہوتا ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حسن بن صالح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کے لئے اپنے مال میں سے ایک ثلث کی وصیت کی ہو تو؟ فرمایا: غلام کی منصفانہ قیمت مقرر کی جائے گی۔ پھر دیکھا جائے گا کہ میت کے مال کا ثلث کس قدر ہے؟ پس اگر وہ ثلث اس کی قیمت سے تقریباً ایک ربع (چوتھائی) مثلاً کم ہے۔ تو اتنی (کمی) کو پورا کرنے کی کوشش کرے گا۔ (اور باقی آزاد ہوگا)۔ اور اگر وہ ثلث اس کی قیمت سے زیادہ ہے تو غلام آزاد کرکے وہ اضافی قیمت اس کے حوالے کی جائے گی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: مملوک کے لئے کوئی وصیت نہیں ہے۔ (ایضاً)

(یہ روایت چونکہ سابقہ روایت کے بظاہر منافی ہے۔ اس لئے اس کی توجیہ کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کے آقا کے سوا اور کوئی وصیت کرے تو وہ نافذ نہیں ہے۔ لیکن اگر خود اس کا آقا کرے تو پھر نافذ ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مطلب یہ ہو کہ خود مملوک کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہے............ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ جب تک وہ غلام ہے اس کے لئے وصیت جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس کی آزادی پر صرف کی جائے گی۔ ہاں اگر کچھ بچ گئی تو اس کے حوالہ کر دی جائے گی۔ بعد ازیں (باب ۸۰ و ۸۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں مکاتب اور ام ولد کے لئے وصیت کے ضمن میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۰

مکاتب کے لئے اس قدر وصیت جائز ہے جس قدر وہ آزاد ہو چکا ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب امیر علیہ السلام نے اس مکاتب غلام کے بارے میں جس کی زوجیت میں ایک آزاد عورت تھی اور اس نے مرتے وقت اس (شوہر) کے لئے کچھ (مالی) وصیت کی تھی۔ اس کے وارثوں نے کہا کہ اس کی

وصیت درست نہیں ہے کیونکہ اس کا شوہر مکاتب ہے جو ہنوز آزاد نہیں ہوا۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ وہ جس قدر آزاد ہو چکا ہے اسی نسبت سے وراثت سے حصہ پائے گا۔ اور اسی قدر وصیت بھی نافذ ہوگی۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اس مکاتب کے بارے میں جو اپنی قیمت کا نصف ادا کر چکا تھا یہ فیصلہ کیا تھا کہ وصیت نصف حصہ میں نافذ ہوگی۔ اور جو مکاتب اپنی قیمت کا ایک چوتھائی ادا کر چکا تھا اس کے بارے میں کی گئی وصیت کی ایک چوتھائی کو نافذ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور اس مکاتب کے بارے میں جس نے اپنی قیمت کا چھٹا حصہ ادا کیا تھا اسی نسبت سے وصیت کو نافذ فرمایا تھا۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

باب ۸۱

جب کوئی مکاتب غلام وصیت کرے تو وہ جس قدر آزاد ہو چکا ہے اتنی مقدار میں اس کی وصیت نافذ ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس مکاتب کی وصیت کے بارے میں جو اپنی مکاتبت کی کچھ رقم ادا کر چکا تھا۔ یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ جس قدر وہ آزاد ہو چکا ہے اسی نسبت سے اس کی وصیت نافذ ہوگی۔ اور جس نے اپنی مکاتبت کی رقم کا نصف ادا کیا تھا۔ اس کی وصیت کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ وہ نصف میں نافذ ہوگی اور اس مکاتب کے بارے میں جس نے مکاتبت کی ایک تہائی ادا کی تھی۔ یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ اس کی وصیت کی ایک تہائی نافذ ہوگی۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۲

جو شخص اپنی ام ولد کنیز کے لئے کوئی (مالی) وصیت کر جائے۔ اس کی ایک تہائی سے اسے آزاد کیا جائے گا۔ اور مال وصیت سے جس قدر بچ گیا وہ اسے دیا جائے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر بزنطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ایک مکتوب سے یہ عبارت نقل کی ہے۔ امام علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا

کہ آپؑ کے فلاں موالی کا بھتیجا وفات پا گیا۔ اور اپنے بعد اپنی ایک ام ولد کنیز چھوڑ گیا۔ جس سے اس کی اپنی کوئی اولاد نہیں۔ اور اس نے اس کے حق میں ایک ہزار درہم کی وصیت کی ہے۔ آیا یہ وصیت نافذ ہوگی؟ اور آیا اس سے وہ آزاد ہوگی یا اس کی کیا کیفیت ہوگی؟ آپؑ کی کیا رائے ہے؟ آپؑ پر میری جان قربان! امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: اس (وصیت) کے ایک ثلث سے آزاد کی جائے گی اور وصیت کی جو رقم اس سے بچے گی وہ اسے دے دی جائے گی۔ (الفقیہ، قرب الاسناد، التہذیب، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن خالد صیرفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص اپنی ایک ام ولد کنیز چھوڑ کر وفات پا گیا۔ اور اس نے اس کے لئے اپنی زندگی میں کچھ مال مقرر کیا تھا؟ امام علیہ السلام نے اسے جواب میں لکھا کہ اس کا آقا جو کچھ اپنی زندگی میں اس کے لئے مقرر کر کے گیا تھا وہ اسی کا متصور ہوگا۔ جبکہ یہ بات معلوم ہو۔ ویسے اس سلسلہ میں مرد، عورت اور خادم کی گواہی بھی قبول ہوگی۔ بشرطیکہ وہ متہم نہ ہوں۔

(الفروع، التہذیب)

۳۔ ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ایک ایسی ام ولد کنیز چھوڑ کر وفات پا گیا جس کے بطن سے اس کا ایک لڑکا بھی تھا۔ اور اس نے مرتے وقت اس کنیز کے لئے دو ہزار درہم یا اس سے بھی زیادہ کی وصیت کی تھی۔ کیا اس کے وارثوں کو اسے کنیز بنا کر رکھنے کا حق ہے؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ میت کے مال کے ایک ثلث سے اسے آزاد کیا جائے گا۔ اور جس کی اس کے لئے وصیت کی گئی ہے وہ مال اسے دیا جائے گا۔ کہا: عباس کی کتاب میں یوں لکھا ہے کہ اسے اس کے بیٹے کے حصہ سے آزاد کیا جائے گا۔ اور میت کے مال کے ایک ثلث سے اسے وصیت والا مال دیا جائے گا۔

(الفروع، التہذیب، السرائر، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جو کچھ عباس کی کتاب میں لکھا ہے: یہ محمول بر تقیہ ہے کیونکہ یہ عامہ (اہل خلاف) کے نظریہ کے موافق ہے۔ نیز اس موضوع پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸۳

رشتہ دار کے لئے (مالی) وصیت کرنا مستحب ہے اگرچہ قاطع الرحم ہی ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سالمہ (سلمیٰ ن د) کنیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو میں وہاں حاضر تھی۔ تو ان پر غنودگی کی کیفیت طاری ہوئی۔ جب اس سے افاقہ ہوا تو فرمایا: حسن بن علی بن الحسین یعنی افطس کو ستر دینار دینا، فلاں (سید) کو اتنے دینا اور فلاں کو اتنے۔ میں نے عرض کیا کہ آپؑ اس شخص (افطس) کو (دینار) دے رہے ہیں۔ جس نے تلوار سے آپؑ پر حملہ کیا تھا؟ فرمایا: افسوس ہے تم پر۔ کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا؟ عرض کیا: پڑھا ہے۔ فرمایا: کیا تو نے خدا کا یہ فرمان نہیں سنا کہ فرماتا ہے: ﴿وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ﴾ (یہ وہ لوگ ہیں کہ جن سے صلہ رحمی کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے وہ ان سے صلہ رحمی کرتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور بُرے حساب سے ترساں ہیں)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابن محبوب نے بیان کیا ہے کہ اس حملہ سے مراد یہ ہے کہ اس نے آپ کو قتل کرنا چاہا تھا۔ امام علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا: کیا تو نہیں چاہتی کہ میں ان لوگوں سے قرار پاؤں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ﴾ ہاں اے سالمہ! خداوند عالم نے جنت پیدا کی ہے اور اسے پاکیزہ بنایا ہے اور اس کی خوشبو کو بھی پاکیزہ بنایا ہے۔ اور اس کی خوشبو دو ہزار سال کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے۔ مگر جو شخص (والدین کا) عاق ہوگا اور جو قاطع الرحم ہوگا وہ اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷ از نفقات میں) آئینگی (انشاء اللہ)۔

باب ۸۴

جو شخص اپنے غلام کو پیٹے اگرچہ بجا طور پر پیٹے اس کے لئے مرتے وقت اسے آزاد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت شریر غلاموں کو آزاد کر دیا اور شریفوں کو غلام رکھا۔ میں نے عرض کیا: بابا جان آپؑ اُن (شرارتیوں) کو آزاد کرتے ہیں اور ان (شریفوں) کو غلام رکھتے ہیں؟ فرمایا: ان (شرارتیوں) کو مجھ سے مار پڑ چکی ہے۔ تو یہ ان کے ساتھ (احسان) اس (سلوک) کا معاوضہ ہوگا۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الکفارات (باب ۳۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۵

جب کوئی بیمار کوئی وصیت کرے اور پھر تندرست ہو جائے تو اس کیلئے وصیت کا نافذ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تین بار بیمار ہوئے۔ ہر بار ایک وصیت کرتے تھے اور جب تندرست ہو جاتے تو اپنی وصیت کو نافذ کر دیتے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۶

جب کوئی ایسا شخص جس کے ذمہ کسی کفارہ کی وجہ سے کوئی غلام آزاد کرنا واجب ہو۔ اپنے کسی غلام کو مدبّر بنا جائے یا اس کے آزاد کرنے کی وصیت کر جائے تو یہ اس کے کفارہ سے کافی نہ ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت نے اپنی موت کے بعد تین خادم آزاد کئے (یعنی وصیت کی)........... اور اس شخص کے بارے میں سوال کیا کہ اس نے اپنے غلام کو مدبّر بنایا یعنی اس سے کہا کہ جب میری وفات ہو جائے تو تُو آزاد ہے۔ جبکہ اس مرنے والے کے ذمہ قسم یا ظہار کے کفارہ کے طور پر ایک غلام آزاد کرنا واجب تھا۔ آیا جائز ہے کہ اس واجبی غلام کی جگہ اس (مدبّر) غلام کو اس کی طرف سے آزاد کر دیا جائے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب)

باب ۸۷

جو شخص کچھ مال کی وصیت کر جائے کہ اس سے حج کرایا جائے اور وہ مکہ سے حج کرانے کیلئے بھی کافی نہ ہو تو واجب ہے کہ اسے بطور صدقہ دے دیا جائے اور اس شخص کا حکم جو مجملاً حج کی وصیت کر جائے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مزید صاحب السابری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے

(مرتے وقت) اپنا کچھ مال میرے حوالہ کیا اور مجھے وصیت کی کہ میں اس سے اس کی طرف سے حج کروں؟ جب میں نے اس مال پر نگاہ کی تو دیکھا کہ وہ تو بہت ہی کم ہے اور حج کے لئے کافی نہیں ہے........ چنانچہ میں نے اس کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: تو نے اس مال کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ بطور صدقہ دے دیا ہے۔ فرمایا: اگر وہ مال اس قدر کم تھا کہ مکہ سے بھی حج کرنے کے لئے کافی نہیں تھا۔ تو پھر تو ضامن نہیں ہے اور اگر اس سے مکہ سے حج ہو سکتی تھی تو پھر تو (حج کرنے) کا ضامن ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (عنوان میں بیان کردہ) دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں کتاب الحج (باب ۴ از حج نیابت) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۸۸

اس شخص کا حکم جو یہ وصیت کئے بغیر مر جائے کہ اس کی کنیزوں کو کون فروخت کرے گا اور اس کا مال کون تقسیم کرے گا وغیرہ۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن رئاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ میرا ایک رشتہ دار چھوٹی چھوٹی اولاد چھوڑ کر مر گیا۔ اور اپنے کچھ مملوکہ غلام اور کنیزیں بھی (ترکہ میں) چھوڑ گیا۔ مگر کوئی وصیت نہیں کی۔ تو آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جو ان کنیزوں میں سے کوئی کنیز خرید کر اسے ام ولد بنائے؟ اور ان غلاموں کی فروخت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اگر ان (بچوں) کا کوئی ولی ہے جو ان کی نگرانی کرتے ہوئے ان کے مفاد کی خاطر انہیں فروخت کرے۔ تو اسے اجر و ثواب دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ان میں سے کسی کنیز کو خرید کر (اس سے مقاربت کر کے) اسے ام ولد بنائے؟ فرمایا: اگر ان کا نگران اسے ان کے مفاد کی خاطر فروخت کرے تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اسے نگران کے انجام دیئے ہوئے کام میں ان (بچوں) کو (بڑے ہو کر) رجوع کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ جو اس نے ان کے مفاد کی خاطر انجام دیئے تھے۔ (الفقیہ، التہذیب، الفروع)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے بیٹے بیٹیاں چھوڑ کر وصیت کے بغیر مر گیا۔ جبکہ (اس کے ترکہ میں) کچھ خادم اور غلام اور کچھ بار

چھوڑ گیا۔ اس کے وارث وہ مالِ وراثت کس طرح تقسیم کریں؟ فرمایا: اگر کوئی قابل وثوق آدمی (مومن) اس تقسیم کی خدمت انجام دے دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن سعد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کچھ اولاد ذکور اور چھوٹے بچے چھوڑ کر وصیت کئے بغیر مر گیا۔ اور ترکہ میں کچھ غلام اور کنیزیں چھوڑ گیا۔ کیا ان کنیزوں کی فروخت درست ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر یہ سوال کیا کہ ایک شخص سفر میں ایک شخص کا ساتھی تھا اور وہ وصیت کے بغیر لقمۂ اجل بن گیا۔ اب اس کے مال و متاع کا کیا کیا جائے۔ جبکہ اس کی اولاد کچھ بڑی ہے اور کچھ چھوٹی! آیا یہ جائز ہے کہ وہ مال اس کی بڑی اولاد کے حوالے کر دے؟ یا قاضی شہر کے سپرد کر دے؟ اور اگر ایسے شہر میں ہے جہاں کوئی قاضی نہیں ہے تو پھر کیا کرے؟ اور اگر وہ مال بڑی اولاد کے حوالہ کرے اور وہ مال تلف ہو جائے جسے یہ واپس نہ دلا سکے تو پھر کیا کرے؟ فرمایا: جب چھوٹی اولاد بڑی ہو جائے اور اپنے حق کا مطالبہ کرے تو اس کے لئے ان کے حق ادا کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ مگر یہ کہ حاکم کے حکم کے مطابق ایسا کیا ہو۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے عقد بیع اور اسکے شروط (باب ۱۶) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۸۹

اگر کوئی وصی میت کا مال بولی پر فروخت کرے اور زیادہ بولی پر خود خرید لے تو جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن یحییٰ کے ذریعہ لکھ کر (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے) دریافت کیا: اگر کوئی وصی میت کا مال بولی پر فروخت کرے تو آیا زیادہ بولی دے کر خود خرید سکتا ہے؟ فرمایا: جب صحیح طریقہ پر خریدے تو جائز ہے۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

باب ۹۰

اگر کوئی شخص اس وجہ سے اپنے کسی بیٹے کو میراث سے خارج کرنے کی وصیت کر جائے جس نے اپنے باپ کی ام ولد کنیز سے مقاربت کی ہو یا کسی اور وجہ سے؟ تو اس کا حکم کیا ہے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن سعد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان یعنی

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کا ایک بیٹا تھا۔ جسے وہ (پہلے) بیٹا کہتا تھا۔ مگر (بعد میں) اس نے اس کی نفی کر دی اور اسے میراث سے خارج کر دیا۔ اب میں اس شخص کا وصی ہوں۔ تو میں کیا کروں؟ فرمایا: وہ بیٹا اس کو لازم ہے کیونکہ جس کا اس نے (لوگوں کے) روبرو اقرار کیا ہے۔ تو وصی اسے کسی معلوم چیز سے روک نہیں سکتا۔ (کتب اربعہ)

۲۔ علی بن سری کا وصی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ علی بن سری وفات پا گیا ہے اور مجھے وصی بنایا ہے۔ فرمایا: خدا اس پر رحم فرمائے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے بیٹے جعفر نے اس کی ام ولد کنیز سے مباشرت کی۔ اور اس نے (ناراض ہو کر) مجھے حکم دیا کہ اسے وراثت سے خارج کر دو۔ فرمایا: بے شک اسے خارج کر دو۔ اور اگر تم (اس واقعہ کے بیان میں) سچے ہو تو وہ (جعفر) پاگل ہو جائے گا۔ پس جب میں واپس پہنچا تو جعفر مجھے کھینچ کر قاضی ابو یوسف کے پاس لے گیا۔ اور یوں دعویٰ دائر کیا: اصلحک اللہ! میں جعفر بن علی بن سری ہوں اور یہ میرے والد کا وصی ہے۔ اسے حکم دیں کہ یہ میرے باپ کی میراث مجھے دے۔ قاضی نے مجھ سے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا: یہ ٹھیک ہے کہ یہ علی بن سری کا بیٹا جعفر ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ میں علی بن سری کا وصی ہوں۔ قاضی نے کہا: تو پھر اس کا حق اسے دے دو۔ میں نے کہا: اصلحک اللہ! میں اس سلسلہ میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ قاضی نے کہا: تو پھر قریب آؤ.......... چنانچہ میں اس کے اتنا قریب گیا کہ جہاں سے کوئی شخص بھی میرا کلام نہیں سن سکتا تھا۔ اور کہا: اس شخص (جعفر) نے اپنے باپ کی ام ولد کنیز کے ساتھ مباشرت کی! اس لئے اس کے باپ (علی) نے مجھے حکم دیا کہ اسے اس کی وراثت سے خارج کر دوں اور اسے کچھ نہ دوں۔ چنانچہ میں مدینہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور انہیں اس تمام صورت حال سے مطلع کر کے ان سے مسئلہ دریافت کیا تو امام علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ (وصیت کے مطابق) اسے وراثت سے خارج کر دوں اور اسے کچھ نہ دوں۔ یہ بات سن کر قاضی نے کہا: اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر بتاؤ کیا تمہیں ابو الحسن (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) نے ایسا حکم دیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں.......... چنانچہ قاضی نے تین بار مجھ سے حلف لیا۔ اور پھر کہا: جس طرح انہوں نے تمہیں حکم دیا ہے اس کے مطابق عمل درآمد کرو۔ کیونکہ بات انہی کی ٹھیک ہے۔ اس وصی کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ (جعفر) پاگل ہو گیا۔ ابو محمد حسن بن علی وشا بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد اسے (جعفر) کو (اسی حالت میں) دیکھا ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب، الاستبصار، کشف الغمہ)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں: جب کوئی شخص ایسے بیٹے کو وراثت سے محروم کرنے کی وصیت کر

جائے جس نے ایسا کوئی کرتوت نہ کیا ہو تو وصی کے لئے اس وصیت پر عمل کرنا جائز نہیں ہے اور پھر اس سلسلہ کی پہلی حدیث کے ساتھ استدلال کیا ہے۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی ایسا ہی افادہ فرماتے ہوئے کہا ہے کہ یہ حکم (جو اس حدیث میں مذکور ہے) وہ اسی قضیہ (جب کوئی بیٹا باپ کی ام ولد کنیز سے زنا کرے) سے مختص ہے۔ اس سے آگے تجاوز روا نہیں ہے۔ کیونکہ جب کسی شخص کا نسب قطعی اور ثابت ہو تو صرف موصی کی وصیت اور اس کے حکم سے اسے اس کی اس وراثت سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ جس کا وہ مستحق ہے۔ اور پھر اسی پہلی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

باب ۹۱

اگر کوئی قرض خواہوں کی رضامندی سے میت کے قرضہ کی ادائیگی کی ضمانت دے دے تو اس سے مرنے والا بریٔ الذمہ ہو جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک مقروض شخص وفات پا جاتا ہے اور کوئی شخص قرض خواہوں کو اس کے قرضہ کی ادائیگی کی ضمانت دے دے تو؟ فرمایا: جب قرض خواہ اس پر راضی ہوں تو اس سے میت بریٔ الذمہ ہو جاتا ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے باب الضمان (نمبر۱۴ وغیرہ) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۹۲

جو شخص اپنے وصی کو اپنی چھوٹی اولاد کے مال سے ضمانت کے بغیر بطور مضاربت کاروبار کرنے کی اجازت دے جائے تو اس کیلئے ایسا کرنا جائز ہے۔ اور (نقصان کی صورت میں) ضامن نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کسی آدمی کو اپنی اولاد اور ان کے مال کا وصی مقرر کرتا ہے۔ اور وصیت میں اسے اس مال سے کاروبار کرنے کی اجازت دیتا ہے اور یہ کہ وہ نفع اس (وصی) اور ان (اولاد) کے درمیان برابر برابر ہوگا تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ ان (اولاد) کے باپ نے اس کی اجازت اس وقت دی تھی جب کہ وہ زندہ تھا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود خالد بن بکیر الطویل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب میرے والد کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے بلا کر مجھے حکم دیا: میرے بیٹے! اپنے چھوٹے بھائیوں کا مال لو اور اس سے کاروبار کرو۔ اور جو کچھ نفع حاصل ہو اس کا آدھا خود لو اور آدھا ان (چھوٹے بھائیوں) کو دو۔ اور (نقصان کی صورت میں) تجھ پر کوئی ضمانت نہیں ہے۔ چنانچہ والد کی وفات کے بعد میرے والد کی ام ولد کنیز مجھے کھینچ کر قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس لے گئی۔ اور کہا کہ یہ شخص میری (چھوٹی) اولاد کا مال کھانا چاہتا ہے۔ اس پر میں نے قاضی کو اپنے باپ کے حکم دینے کا سارا قصہ کہہ سنایا۔ جس پر اس نے کہا کہ اگر تمہارا باپ تمہیں غلط حکم دے جائے تو میں تو اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ پھر قاضی نے دو گواہ مقرر کرکے کہا کہ اگر تم نے اس (مال) کو حرکت بھی دی تو تم ضامن ہوگے۔ اس کے بعد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تمام قصہ کہہ سنایا۔ اور عرض کیا کہ آپؑ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: جہاں تک قاضی ابن ابی لیلیٰ کی بات کا تعلق ہے تو میں اس کی بات کو رد نہیں کر سکتا۔ (آخر حکومت وقت کا قاضی القضاۃ ہے) اور جہاں تک تیرے اور تیرے پروردگار کے درمیان کا تعلق ہے تو (کام کرنے اور نقصان کی صورت میں) تجھ پر کوئی ضمانت نہیں ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، الفروع)

باب ۹۳

جب کوئی وصی بلا بینہ میت پر قرضہ کا دعویٰ کرے تو وہ اس کے اس مال سے جو اس کے پاس ہے اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے یا نہ؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود برید بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے مجھے اپنا وصی بنایا۔ لیکن میں نے اس سے کہا کہ اپنے رشتہ داروں میں سے کسی آدمی کو میرے ساتھ وصیت میں شریک کریں۔ چنانچہ اس نے ایسا کیا۔ اور مجھے یہ بھی بتایا کہ اس نے اپنے اس رشتہ دار سے (جسے شریک وصیت کیا ہے) ایک سو پچاس (پانچ سو درہم ن د) لینے ہیں۔ اور اس کے عوض چاندی کا ایک جام گرو ہے مگر جب موصی وفات پا گیا تو اس شریک وصیت نے الٹا یہ دعویٰ داغ دیا کہ اس نے مرنے والے (موصی) سے اتنے کر گندم لینی ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ اس بات پر دو گواہ پیش کر دے تو فبہا ورنہ اسے کچھ نہیں ملے گا۔ میں نے عرض کیا: جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے اس سے اپنا قرضہ چکا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ میں نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص کسی کا مال ناجائز طریقہ سے دبا لے۔ اور اس

(مالک) کو اس کا کچھ مال ہاتھ لگ جائے تو آیا اس کے لئے اس مال کا حاصل کرنا جائز ہے؟ فرمایا: یہ اس جیسا نہیں ہے (یعنی یہ جائز ہے۔ مگر پہلا مسئلہ ناجائز ہے)۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام کے اس فرمان کہ یہ اس جیسا نہیں ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس وصی کا حکم ظاہری شریعت میں وہ ہے جو بیان ہے۔ اور دوسرے شخص کا حکم بینہ و بین اللہ اور ہے (کہ وہ اپنا حق وصول کر سکتا ہے)......... اور ممکن ہے کہ مطلب یہ ہو کہ وصیت میں چونکہ دوسرا آدمی بھی شریک ہے۔ لہٰذا اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ دوسرے شریک کو اس طرح مال لینے کی قدرت دے۔ علاوہ بریں جب وہ (دعویدار) خود اقرار کرتا ہے کہ وہ مرنے والے کا مقروض ہے تو گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ میت کے ذمہ اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۹۴

اس شخص کا حکم جو آلِ محمدؐ کے لئے کچھ مال یا اولادِ فاطمہؑ کے لئے تھوڑے سے مال کی وصیت کرے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن حمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام رضا علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے شہر میں کوئی شخص بعض اوقات آل محمدؐ کے لئے کچھ مال کی وصیت کر جاتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ (میت کے وارث) میرے پاس آتے ہیں۔ مگر میں جب تک آپ کی رائے معلوم نہ کروں تب تک آپؑ کی خدمت میں پیش کرنا پسند نہیں کرتا؟ فرمایا: نہ وہ مال میرے پاس لاؤ اور نہ ہی اس کے درپے ہو۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بات تقیہ پر محمول ہے یا اس پر کہ اس رقم کا مصرف امامؑ کی ذات میں منحصر نہیں تھا۔ (بلکہ اور بھی حقدار موجود تھے۔ لہٰذا انہیں دے دیا جائے)۔

۲۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے (مرتے وقت) اولادِ فاطمہ علیہا السلام کے لئے تیس دینار کی وصیت کی۔ پس ایک شخص وہ رقم لے کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے اس سے فرمایا کہ یہ رقم اولادِ فاطمہ علیہا السلام میں سے فلاں بزرگ کو دے دو۔ جو کہ مفلوک الحال اور کثیر العیال تھا۔ اس شخص نے کہا کہ مرنے والے نے تو اولادِ فاطمہ علیہا السلام کے لئے وصیت کی تھی؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ تمام اولادِ فاطمہ علیہا السلام تک پہنچ نہیں سکتی۔ (لہٰذا جب صرف بعض کو دینی ہے تو پھر) اسی بزرگ کو دے دو جو کہ عیال دار ہے۔ (ایضاً)

باب ۹۵

وصیت کرنے کے لئے جائز ہے کہ وصیت کے مصرف کو وصی کی صوابدید پر چھوڑ دے اور اس کو اس میں مناسب رد و بدل کا حق ہے مگر یہ کہ اس نے کوئی تحریر لکھ دی ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں اس مضمون کا خط لکھا کہ ایک شخص نے اپنے مال کے ایک ثلث کے بارے میں اپنے وصی کو اس طرح وصیت کی۔ کہ اس میں سے ایک مخصوص مقدار تو ہر سال مخصوص مقامات پر صرف کرے اور باقی میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرے۔ چنانچہ وصی نے اس کی وصیت کے مطابق مخصوص مقدار کو مخصوص جگہ پر صرف کیا۔ اور باقیماندہ مال کے بارے میں اس نے یہ فیصلہ کیا کہ ہر سال فلاں شخص کو اتنا، فلاں کو اتنا اور حج کے لئے اتنا۔ اور صدقہ کے لئے اتنی۔ پھر اس نے اس میں کچھ تبدیلی کرنا چاہی۔ اور ان لوگوں کے عطیہ میں کمی وبیشی کرنا چاہی یا ان کے ساتھ کسی اور کو بھی شامل کرنا چاہا وغیرہ۔ تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کو ایسا کرنے کا حق حاصل ہے مگر یہ کہ وہ اس نے کوئی تحریر لکھ دی ہو۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ عمار بن مروان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب میرے والد کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس سے کہا گیا کہ کوئی وصیت کرو۔ اس نے کہا: یہ میرا بیٹا یعنی عمار موجود ہے۔ یہ جو کچھ کرے وہ نافذ ہوگا۔ تو؟ امامؑ نے فرمایا: اس نے وصیت کی۔ اور مختصر کی۔ اس نے عرض کیا کہ اس (عمار) نے آپ کیلئے اس قدر رقم مقرر کی ہے تو؟ فرمایا: اسے نافذ کرو۔ عرض کیا: اس نے ایک مومن غلام آزاد کرنے کیلئے بھی کہا۔ جب ہم نے آزاد کر دیا تو پتہ چلا کہ وہ حلال زادہ نہیں ہے؟ فرمایا: وہی کافی ہے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کو روایت کیا ہے مگر اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ایک شخص نے قربانی کا جانور یہ خیال کر کے خریدا کہ وہ موٹا ہے مگر وہ دبلا نکلا تو؟ فرمایا: کافی ہے۔ (الفروع)

باب ۹۶

اس شخص کا حکم جو ہر سال اپنی مخصوص زمین کی آمدنی سے اپنے رشتہ داروں کے لئے کچھ رقم کی وصیت کر جائے اور کچھ مدت تک اس زمین کی آمدنی ختم ہو جائے اور پھر آمدنی شروع ہو جائے؟ اور وصی کا کچھ زمین کو وصیت کے نفاذ کے لئے علیٰحدہ کرنے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن سعد الاحوص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے وصیت کی کہ اس کی فلاں زمین کی آمدنی سے اتنے جریب گندم فلاں رشتہ داروں کو دی جائے! اور کئی سال گزر گئے کہ اس زمین کی آمدنی سے بچت ہی نہیں ہوئی۔ ادھار پر فروخت کرنے اور پھر اس سے تھوڑی نقد قیمت پر خریدنے کی ضرورت پیش آئی تو آیا اس قرابت دار کو اس سے بھی حصہ ملے گا یا نہ؟ اور اگر کچھ عرصہ کے بعد اس زمین کی آمدنی شروع ہو جائے تو آیا سالہائے گزشتہ کی تلافی بھی کرنا پڑے گی یا نہ؟ فرمایا: اگر وہ (وصی) اس (رشتہ دار) کو دے دے یا مؤخر کر دے اور پھر قضا کر دے تو میں اس کی پروا نہیں کرتا ہوں۔ اور پھر پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنے رشتہ داروں کے لئے کچھ وصیتیں کر جائے۔ اور وارث وصی سے کہے کہ تم اس مقصد کے لئے کچھ زمین الگ کر دو۔ جسے وراثت میں تقسیم نہ کرو۔ بلکہ اس کی آمدنی سے وصیتوں پر عمل کرو تو؟ فرمایا: اسی طرح ہی کرنا چاہیئے۔ (التہذیب، الفروع)

باب ۹۷

قابل وثوق آدمی کی خبر سے وصیت ثابت ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے میرے پاس کچھ دینار موجود تھے اور وہ بیمار تھا۔ تو اس نے مجھ سے کہا اگر مجھے کچھ ہو جائے تو ان میں سے بیس دینار فلاں شخص کو دے دینا اور باقیماندہ رقم میرے بھائی کو دے دینا۔ پھر وہ شخص مر گیا۔ مگر میں اس کی موت کے وقت موجود نہیں تھا۔ اس کے بعد ایک سچا مسلمان شخص میرے پاس آیا۔ اور اس نے آکر کہا کہ اس مرنے والے نے مجھے کہا ہے کہ وہ دینار جن کے بارے میں میں نے تمہیں کہا تھا کہ میرے بھائی کو دے دینا۔ ان میں دس دیناروں کا صدقہ دے دو۔ آیا میں وہ دس دینار غریب مسلمانوں میں تقسیم کر سکتا ہوں؟ جبکہ اس کے بھائی کو کوئی علم نہیں ہے کہ میرے پاس کچھ رقم موجود ہے؟ فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ تم دس دینار کا صدقہ دے دو۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

باب ۹۸

جس بات کی آدمی وصیت کرنا چاہتا ہے مستحب یہ ہے کہ آدمی (اپنی زندگی میں) اسے نافذ کر دے اور وصیت نافذ کرنے کی خود نگرانی کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عنبسة العابد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں! فرمایا: اپنا سامان مہیا کر، اپنا زادِ سفر آگے بھیج۔ اور اپنے نفس کا خود وصی بن۔ (اور اپنے مفاد کے لئے کام کر)۔ اور کسی دوسرے شخص سے نہ کہہ کہ وہ تمہاری ضرورت کی چیز تمہارے لئے ارسال کرے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۹۱ از جہاد نفس میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۹۹

جو شخص اپنی بیوی کے لئے کچھ نان ونفقہ چھوڑ کر مر جائے تو وہ باقی ماندہ مال وراثت میں داخل ہو جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس کم وبیش چھ ماہ کا نفقہ (خرچہ) چھوڑ کر شہر چلا گیا۔ اور ایک یا دو ماہ بعد مر گیا تو؟ فرمایا: جو کچھ اس کی بیوی کے پاس اس نفقہ سے بچا ہوا مال موجود ہے وہ وراثت میں داخل ہو جائے گا۔ (التہذیب)

باب ۱۰۰

کسی چھوٹے کے لئے وصیت کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب محمد بن مسعود عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی ایسے شخص کے لئے کوئی وصیت کرے جو اس کا وارث نہ ہو۔ چھوٹا ہو یا بڑا۔ اور وصیت بھی معروف (صحیح) طریقہ سے کرے نہ کہ منکر (غلط) طریقہ سے تو وہ وصیت جائز اور نافذ ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر عمومی طور پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب اور بالخصوص باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں۔

(مؤلف علام کے خط کی صورت)

تـمّ الـجزء الرّابع من كتاب تفصيل وسائل الشيعة الى تحصيل مسائل الشريعة و يتلوه انشاء اللّـه تعالىٰ في الجزء الخامس كتاب النكاح و الطلاق بيد مؤلفه محمّد بن الحسن بن على بن محمد الـحرّ الـعاملى عفى عنهم، و فرغ من نقله من المسوّدة الى هذه النسخة الشريفة فى العشر الاوّل من شهر ذى القعدة الحرام ۱۰۸۵ هجرى والحمد لله وحده و صلّى اللّه على محمّد و آله.

یعنی کتاب تفصیل وسائل الشیعہ الی مسائل الشریعہ کی چوتھی جلد (جو کہ موجودہ طباعت کے لحاظ سے تیرہویں جلد ہے) تمام ہوئی اور اس کے بعد کتاب النکاح والطلاق آ رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کے مؤلف محمد بن الحسن بن علی بن محمد الحر کے ہاتھ پر۔ اور مؤلف اس کے مسودہ کو مبیضہ بنانے سے ذی القعدہ کے پہلے عشرہ ۱۰۸۵ھ میں فارغ ہوا۔

والحمد لله وحده و صلّى اللّه على محمّد و آله.

اور اس کا گنہگار مترجم اس کے ترجمہ کے مسودہ سے آج ۲۳ شوال ۱۴۱۷ھ کو بمطابق ۳ مارچ ۱۹۹۷ء بوقت ساڑھے سات بجے شب فارغ ہوا۔

والحمد لله اولاً و آخراً و صلى الله
على سيدنا و مولانا محمد و على اله الطيبين الطاهرين
صلوات الله عليه و عليهم اجمعين.

و انا الاحقر
محمد حسين النجفى عفى عنه بقلمه
سرگودها

❀❀❀❀❀